



نمازِ نبوی

صحیح احادیث کی روشنی میں

تصحیح و تخریج سے قرآن مجید، احادیث

مؤلف: علامہ محمد رفیع الدین
ادب: علامہ حافظ زبیر علی زئی

تصحیح: علامہ محمد رفیع الدین
ادب: علامہ حافظ زبیر علی زئی



WWW.IRCPK.COM

بحقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں



﴿سعودی عرب (مدینہ منورہ)﴾

پوسٹ بکس: 22743 الزیاض: 11416 سعودی عرب فون: 4033962-403432 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

- الزیاض: الضلیہ: فون: 4614483 01 فیکس: 4644945 • الملز فون: 4735220 01 فیکس: 4735221 • سوہم فون: 2860422 01
- مندوب الریاض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قسم (برید): فون / فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- مکہ مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 8234446 04 فیکس: 8151121 موبائل: 0503417155
- ہندہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270 • النجر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- بین البحر فون / فیکس: 3908027 04 موبائل: 0500887341 • فیکس شیخ فون / فیکس: 2207055 07 موبائل: 0500710328

- ﴿شاخہ﴾ فون: 5632623 6 00971 • ﴿اترک﴾ • برلن فون: 7220419 713 001 • نیویک فون: 6255925 718 001
- ﴿لندن﴾ فون: 4885 539 208 0044 • ﴿اسلام آباد﴾ فون: 4040 9758 2 0061

﴿پاکستان (مدینہ منورہ و دیگر شہروں)﴾

• 36- لوزال، سیکرٹریٹ شاخہ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072 موبائل: 8484569-0322

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

﴿لاہور﴾ غزنی سٹریٹ: اردو بازار فون: 7120054 فیکس: 7320703 موبائل: 4439150-0321

• مومن مارکیٹ اقبال ٹاؤن فون: 7846714 موبائل: 4156390-0321

• 260-Y بلاک کرش ایریا فیر III ڈیفنس، لاہور فون: 5084895-042 موبائل: 4212174-0321

﴿اسلام آباد﴾ F-8 مرکز، فون / فیکس: 2281513 051 موبائل: 5370378-0321

﴿کراچی﴾ D.C.H.S / 110,111-Z) مین طارق روڈ، ڈائمن ہال سے (بہار آباد کی طرف) ڈوسری گلی: کراچی

فون: 4393936 021 فیکس: 4393937 موبائل: 2441843-0321

Darussalamkhi@darussalampk.com

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو! (ترمذی)



نمازِ نبوی
صحیح احادیث کی روشنی میں

ترتیب: ذاکر شفیق الرحمن، تحقیق و تخریج: ابو الطاہر حافظ زبیر علی زئی

تعمیم و تصحیح: حافظ صلاح الدین یوسف، عبد الصمد ریس قی

مولانا عبد الولی خان





- 21.....عرض ناشر ●
- 25.....ابتدائیہ ●
- 31.....مقدمۃ التحقیق (جدید ایڈیشن) ●
- 32.....اکاذیب ●
- 34.....موضوع احادیث (من گھڑت روایتیں) ●
- 36.....ضعیف روایات ●
- 37.....تناقضات ●
- 39.....کتاب وسنت کی اتباع کا حکم ●
- 41.....حدیث کے معاملے میں چھان بین اور احتیاط ●
- 47.....خطبہ رحمۃ اللعالمین ﷺ ●
- 48.....نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت ●
- 48.....اولاد کو نماز سکھانے کا حکم ●
- 48.....ترک نماز، کفر کا اعلان ہے ●

مضامین

- 50..... فضیلتِ نماز ●
- 54..... نمازی اور شہید ●
- 55..... اہمیتِ نماز ●
- 59..... احکامِ طہارت ●
- 59..... پانی کے احکام ●
- 61..... رفعِ حاجت کے آداب و مسائل ●
- 61..... بیتِ اللہ میں جاتے وقت کی دعا ●
- 61..... بیتِ اللہ سے نکلنے وقت کی دعا ●
- 62..... رفعِ حاجت کے مسائل ●
- 64..... پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی سخت تاکید ●
- 66..... نجاستوں کی تطہیر کا بیان ●
- 66..... حیض آلود کپڑے کا حکم ●
- 67..... منی کا دھونا ●
- 67..... شیرِ خوار بچے کا پیشاب ●
- 67..... نجاست آلود جوتا ●
- 68..... کتے کا جھوٹا ●
- 68..... مردار کا چمڑا ●
- 69..... بلی کا جھوٹا ●
- 69..... سونے چاندی کے برتن میں کھانا ●
- 70..... جنابت اور حیض سے متعلقہ احکام و مسائل ●

مضامین

- 70..... صحبت اور غسل جنابت
- 71..... عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے
- 72..... جنبی عورت کے بالوں کا مسئلہ
- 73..... جنبی سے میل جول اور مصافحہ جائز ہے
- 74..... حائضہ سے جماع کرنے کی ممانعت
- 75..... مذی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا
- 75..... مذی، منی اور ودی میں فرق
- 76..... سیلان رحم موجب غسل نہیں
- 76..... حائضہ کو چھونا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے
- 77..... جنبی کے قرآن پڑھنے کی کراہت
- 78..... کیا حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے؟
- 79..... استحاضہ کا مسئلہ
- 80..... حائضہ کے لیے نماز اور روزے کی ممانعت
- 81..... نفاس کا حکم
- 82..... غسل کا بیان
- 82..... غسل جنابت کا طریقہ
- 83..... دیگر غسل
- 83..... جمعہ کے دن غسل
- 84..... میت کو غسل دینے والا غسل کرے
- 85..... نو مسلم کے لیے غسل

مفہم

- 85..... عیدین کے روز غسل ●
- 85..... احرام کا غسل ●
- 86..... کے میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا ●
- 86..... مسواک کا بیان ●
- 87..... وضو کا بیان ●
- 87..... نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھونا ●
- 87..... تین بار ناک چھاڑنا ●
- 88..... مسنون وضو کی مکمل ترتیب ●
- 91..... تنبیہات ●
- 92..... وضو کے بعد کی مسنون دعائیں ●
- 93..... وضو کی خود ساختہ دعائیں ●
- 93..... وضو کے دیگر مسائل ●
- 94..... مسنون وضو سے گناہوں کی بخشش ●
- 95..... خشک ایڑیوں کو عذاب ●
- 96..... وضو سے بلندی درجات ●
- 96..... تحیۃ الوضو پڑھنے کی فضیلت ●
- 97..... ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کرنا ●
- 97..... دودھ پینے سے کلی کرنا ●
- 98..... موزوں وغیرہ پر مسح کے متعلق احکام و مسائل ●
- 99..... جرابوں پر مسح کرنے کا بیان ●

مضامین

- 99..... صحابہ رضی اللہ عنہم کا جرابوں پر مسح کرنا ●
- 100..... لغت عرب سے ”جورب“ کے معنی ●
- 100..... پگڑی پر مسح ●
- 101..... نوافض وضو ●
- 101..... مذی خارج ہونے سے وضو ●
- 101..... شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ●
- 102..... نیند سے وضو ●
- 102..... ہوا خارج ہونے سے وضو ●
- 103..... قے، نکسیر اور وضو ●
- 105..... تیمم کا بیان ●
- 105..... جنابت کی حالت میں تیمم ●
- 107..... تیمم کا طریقہ ●
- 109..... نمازی کا لباس ●
- 114..... مساجد کے احکام ●
- 114..... مسجد کی فضیلت ●
- 115..... بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب ●
- 116..... تحیۃ المسجد (مسجد کا تحفہ) ●
- 116..... پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت ●
- 117..... مسجد میں تھوکانا ●
- 118..... مسجد میں سونا ●

مضامین

- مسجد میں خرید و فروخت 118
- مسجد میں جانے کی فضیلت 118
- مسجد سے دل لگانے والے کے لیے عظیم خوشخبری 119
- مساجد میں خوشبو کا اہتمام کرنا 120
- مسجد میں آکر نماز ادا کرنے والوں کے لیے خوشخبری 121
- مسجد کی خبر گیری کرنے والا مومن ہے 121
- قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت 121
- مسجد میں داخل ہونے کی دعا 122
- مسجد سے نکلنے کی دعا 122
- مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا منع ہے 123
- اوقاتِ نماز 124
- نماز پنجگانہ کے اوقات 124
- نماز فجر اندھیرے میں پڑھنی چاہیے 125
- گرمی اور سردی کے موسم میں نماز ظہر کے اوقات 126
- نماز جمعہ کا وقت 127
- نماز عصر کا وقت 128
- نماز مغرب کا وقت 128
- نماز عشاء کا وقت 129
- ائمہ مساجد کو نماز اول وقت میں پڑھانی چاہیے 129
- نماز کے ممنوعہ اوقات 130

مضامین

- فوت شدہ نمازوں کا حکم 132
- سفر میں اذان دے کر نماز پڑھنا 133
- نمازیں مجبوراً فوت ہو جائیں تو کیسے پڑھیں؟ 134
- اذان و اقامت 135
- اذان کی ابتدا 135
- اذان کے جفت کلمات 136
- فجر کی اذان 136
- اقامت کے طاق کلمات 138
- دوہری اذان 139
- اذان اور مؤذن کے فضائل 140
- اذان کا جواب دینا 141
- اذان کے بعد کی دعائیں 142
- وسیلے کی تشریح 143
- دعائے اذان میں خود ساختہ کلمات کے اضافے کی حقیقت 144
- اذان و اقامت کے دیگر مسائل 145
- قبلہ اور سترہ 150
- احکام قبلہ 150
- سترے کا بیان 151
- نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ 153
- نماز باجماعت 155

مضامین

- اہمیت..... 155
- عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت..... 157
- نماز باجماعت کے متفرق مسائل..... 157
- صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم..... 159
- صفوں کی ترتیب..... 164
- ستونوں کے درمیان صف بنانا..... 165
- صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا..... 165
- صف بندی میں مراتب کا لحاظ رکھنا..... 166
- امامت کا بیان..... 167
- زیادہ لمبی نماز پر نبی کریم ﷺ کا غصہ..... 168
- نماز کے لیے پرسکون انداز سے آنا..... 169
- اماموں پر وبال..... 170
- نماز پڑھا کر امام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے..... 171
- امام کی اقتدا کے احکام..... 172
- امام کو لقمہ دینا..... 173
- عورت کی امامت..... 173
- امامت کے چند مسائل..... 174
- نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک..... 177
- گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت..... 177
- نماز کی نیت..... 178

مضامین

- قیام 181
- تکبیر اولیٰ 183
- سینے پر ہاتھ باندھنا 184
- عورتوں اور مردوں کی بیعت نماز میں کوئی فرق نہیں 185
- سینے پر ہاتھ باندھنے کے بعد کی دعائیں 185
- نماز اور سورۃ فاتحہ 190
- آمین کا مسئلہ 192
- آداب تلاوت 194
- نماز کی مسنون قراءت 196
- سورۃ اخلاص کی اہمیت 197
- نماز جمعہ اور عیدین میں تلاوت 197
- جمعے کے دن نماز فجر میں تلاوت 198
- نماز فجر میں تلاوت 198
- عصر و ظہر کی نماز میں قراءت 200
- نماز مغرب میں قراءت 202
- نماز عشاء میں قراءت 202
- مختلف آیات کا جواب 203
- نماز میں شیطانی وسوسے کا علاج 204
- نماز میں رونا 205
- رفع الیدین 205

مضامین

- 209.....رفع الیدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ
- 214.....رکوع کا بیان
- 215.....رکوع کی دعائیں
- 217.....اطمینان، نماز کا رکن ہے
- 219.....قوے کا بیان
- 224.....سجدے کے احکام
- 227.....عورتیں بازو نہ بچھائیں
- 228.....سجدہ، قرب الہی کا باعث
- 229.....سجدہ جنت میں داخلے کا باعث ہے
- 229.....لمبا سجدہ کرنا
- 229.....کثرتِ سجود، بہشت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا باعث
- 231.....سجدے کی دعائیں
- 234.....درمیانی جلسہ (دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا)
- 235.....جلسے کی مسنون دعائیں
- 236.....دوسرا سجدہ
- 236.....جلسہ استراحت
- 237.....دوسری رکعت
- 237.....پہلا تشہد
- 239.....مسئلہ رفع سبابہ
- 241.....آخری قعدہ (تشہد)

- 244..... درود کے بعد کی دعائیں ●
- 246..... نماز کا اختتام ●
- 247..... چند مزید احکام ●
- 250..... سجدہ سہو کا بیان ●
- 250..... تین یا چار رکعات کے شک پر سجدہ ●
- 251..... قعدہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ ●
- 252..... نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر لینے کے بعد سجدہ ●
- 252..... چار کی جگہ پانچ رکعات پڑھنے پر سجدہ ●
- 255..... نماز کے بعد مسنون اذکار ●
- 255..... تنبیہ: دعائے رسول ﷺ میں اضافہ ●
- 261..... آیہ الکرسی ●
- 263..... فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا ●
- 269..... سنتوں کا بیان ●
- 269..... مؤکدہ سنتیں اور ان کی فضیلت ●
- 270..... رسول اللہ ﷺ سنتیں گھر میں پڑھتے تھے ●
- 270..... رمؤکدہ سنتیں ●
- 271..... مغرب سے پہلے دو رکعتیں ●
- 271..... جمعے کے بعد کی سنتیں ●
- 272..... فجر کی سنتوں کی فضیلت ●
- 272..... فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد پڑھنے کا جواز ●

مضامین

- نمازوں کی رکعات 273
- تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر 275
- فضیلت 275
- نبی رحمت ﷺ کا شکر کرنے کا انداز 276
- نیند سے بیدار ہونے کی دعائیں 277
- تہجد کی دعائے افتتاح 281
- رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت 283
- آپ ﷺ کی تین دعائیں 285
- رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کا معمول 287
- قیام اللیل کا طریقہ 288
- پانچ، تین اور ایک وتر 290
- تین وٹروں کی قراءت 290
- وٹروں کے سلام کے بعد کی دعا 293
- دعائے قنوت 294
- تنبیہات 296
- قنوت نازلہ 297
- قیام رمضان 298
- رسول اللہ ﷺ نے تین راتیں باجماعت قیام رمضان کیا 299
- رمضان میں تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے 300
- قیام رمضان: گیارہ رکعات 301

مضامین

- 302..... سحری اور نماز فجر کا درمیانی وقفہ ●
- 303..... نمازِ سفر ●
- 305..... قصر کی حد ●
- 306..... سفر میں اذان اور جماعت ●
- 306..... سفر میں دو نمازیں جمع کرنا ●
- 307..... سفر میں سنتیں معاف ہیں ●
- 308..... حضر میں دو نمازوں کا جمع کرنا ●
- 310..... نماز جمعہ ●
- 310..... جمعہ کے دن کی فضیلت ●
- 310..... جمعہ کی فرضیت ●
- 311..... جمعے کے متفرق مسائل ●
- 316..... دورانِ خطبہ میں دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھنا ●
- 317..... گردنیں پھلانگنے کی ممانعت ●
- 317..... جمعے کے لیے پہلے آنے والوں کا ثواب ●
- 318..... خطبہ جمعہ کے مسائل ●
- 320..... ظہر احتیاطی بدعت ہے ●
- 320..... محض جمعے کے دن روزہ رکھنا ●
- 320..... جمعہ کی اذان ●
- 322..... نماز عیدین ●
- 322..... احکام و مسائل ●

مفہم

- 324..... عورتوں کے لیے عید گاہ میں آنے کا حکم ●
- 325..... نگہ رات عید کا وقت ●
- 327..... نماز عید کا طریقہ ●
- 328..... عید سے متعلق مسائل ●
- 331..... نماز کسوف: سورج اور چاند گرہن کی نماز ●
- 332..... سورج اور چاند گرہن کی نماز کا طریقہ ●
- 335..... نماز استسقا ●
- 340..... نماز اشراق ●
- 342..... نماز استسارہ کا بیان ●
- 344..... نماز تبیع ●
- 348..... احکام الجنائز ●
- 348..... بیمار پرسی ●
- 350..... عیادت کی دعائیں ●
- 355..... تجہیز و تکفین ●
- 355..... عالم نزع میں تلقین ●
- 356..... موت کی آرزو کرنا ●
- 356..... خودکشی سخت گناہ ہے ●
- 357..... میت کو بوسہ دینا ●
- 357..... میت کا غسل ●
- 358..... میت کا کفن ●

مضامین

- 358..... میت کا سوگ ●
- 359..... میت پر رونا ●
- 362..... تعزیت کے مسنون الفاظ ●
- 363..... نماز جنازہ ●
- 364..... جنازے میں سورہ فاتحہ ●
- 364..... پہلی دعا ●
- 365..... دوسری دعا ●
- 366..... تیسری دعا ●
- 366..... جنازے کے مسائل ●
- 368..... غائبانہ نماز جنازہ ●
- 369..... قبر پر نماز جنازہ ●
- 371..... تدفین و زیارت ●
- 373..... قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت ●
- 374..... قبروں کی زیارت ●
- 375..... زیارت قبور کی دعائیں ●
- 377..... دیگر نمازیں ●
- 377..... نماز توبہ ●
- 377..... لیلۃ القدر کے نوافل ●
- 377..... پندرہویں شعبان کے نوافل ●
- 379..... کلمہ اختتام ●

عرض ناشر

روزانہ بلاناغہ نمازِ مہجگانہ پڑھنا ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرضِ لازم ہے۔ یہ فرض خیر و برکت کے بے شمار امکانات و معظمتات کا خزینہ ہے۔ نمازِ آخرت ہی کی کامیابی کی ضامن نہیں، یہ اس دنیا میں بھی مہذب زندگی کا ایسا عظیم الشان سلیقہ سکھاتی ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی اور نظام میں نہیں ملتی۔ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کا اعزاز، مسلمانوں کا روزانہ مہجگانہ اجتماع، نظمِ جماعت، اطاعتِ امیر، پابندیِ اوقات اور طہارت و نظافت کا جو روح پرور نظارہ نماز میں دکھائی دیتا ہے، وہ روئے زمین کے کسی اور مذہب میں نظر نہیں آتا۔ نماز کی اس سے بڑھ کر اہمیت اور ضرورت کیا ہوگی کہ یہ مومن اور کافر کے درمیان خطِ امتیاز ہے۔ جس نے نماز ترک کی اُس نے کفر کیا۔ نماز فواحش و منکرات سے روکتی ہے۔ عزت و سرخروئی کی ضامن ہے۔ رسالت مآب ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ قرآن کریم نے بشارت دی ہے کہ جو اہل ایمان نمازوں میں اللہ کے حضور گڑ گڑاتے ہیں، ربِ جلیل انھیں ضرور کامیاب فرماتا ہے۔ رسالت مآب ﷺ کو نماز کی اہمیت و عظمت کا کس قدر زبردست احساس تھا؟ اس کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جاسکتا ہے کہ عین اُس وقت بھی جبکہ نزع کا عالم طاری تھا اور آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے، آپ ﷺ کی لسانِ مبارک پر یہی وصیت جاری تھی «الْصَّلَاةُ الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ» نماز کی اسی فرضیت، اہمیت اور ابدی افادیت کے پیش نظر دارالسلام نے نماز کی تعلیم و تفہیم

عرض ناشر

کے لیے ایک جامع کتاب ”نماز نبوی“ شائع کی تھی۔ اس کتاب کی جان اور جواز یہ ہے کہ اس میں نماز کے احکام و تعلیمات، اصول و مبادیات اور جزئیات و تفصیلات کے ساتھ ٹھیک وہی نماز سکھانے کی مخلصانہ کوشش کی گئی ہے جیسی نماز امام انسانیت حضرت محمد ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ اب یہ کتاب دارالسلام لاہور کے خوش خصال مدیر عزیز ی حافظ عبدالعظیم اسد کی سعی جمیل سے ضروری اصلاحات اور جدید اضافوں کے ساتھ نئی بچ دھج سے دوبارہ جلوہ گر ہو رہی ہے۔

اس کتاب کے مؤلف محترم ڈاکٹر شفیق الرحمن ہیں۔ ان کا اسلوب تحریر بڑا سادہ اور مؤثر ہے۔ اس کی تحقیق و تخریج علامہ ابو الطاہر حافظ زبیر علی زئی نے کی تھی۔ موصوف نے دوبارہ زحمت فرمائی اور نہایت باریک بینی سے اس کی از سر نو تحقیق و تخریج کی۔ بزرگ عالم دین حافظ صلاح الدین یوسف اور مولانا عبدالصمد رفیقی رحمہ اللہ نے تصحیح و تنقیح فرمائی۔ فاضل اجل مولانا عبدالولی خان نے اس کا حتمی جائزہ لیا، جا بجا جہاں ضرورت محسوس کی تصحیح و ترمیم فرمائی اور حسب ضرورت نہایت اہم مضامین بڑھا کر اس کتاب کی افادیت اور قدر و قیمت میں بدرجہا اضافہ کر دیا۔

نقاش کا نقش ثانی، نقش اول سے ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔ اب آپ جوں جوں اس جدید ایڈیشن کا مطالعہ فرمائیں گے اس کی اہمیت اور منفعت آپ پر روشن ہوتی چلی جائے گی۔ فہرست پر نظر ڈالیے۔ پہلی ہی نگاہ میں اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کتاب ایسا کوزہ ہے جس کے 384 صفحات میں جزئیات سمیت نماز کے تمام اصول و مبادیات کا بحر ذخار سمٹ آیا ہے۔ ہر صفحے کے مندرجات قرآن و سنت کے حوالوں سے مزین ہیں۔ ابتدائے نگارش ہی میں بتا دیا گیا ہے کہ اصل نماز وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھی اور صحابہ کرام کو سکھائی۔ آپ ﷺ کو نماز سکھانے کا اس قدر اہتمام تھا کہ ایک موقع پر آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر

عرض ناشر

عملاً نماز پڑھ کر دکھائی تاکہ صحابہ کرام اداۓ نماز کا ہر جُز اچھی طرح دیکھ لیں اور ہمیشہ کے لیے اپنے عمل میں محفوظ کر لیں۔

نماز کے لیے خوب پاک صاف ہو کر اچھے اور پاکیزہ لباس میں ملبوس ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے پیش نظر کتاب میں احکام طہارت بڑی وضاحت سے بتائے گئے ہیں۔ خواتین کے لیے مخصوص ایام کی مناسبت سے حصول طہارت کی علیحدہ تشریح کی گئی ہے۔ نجاست آلود کپڑے پاک کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ غسل جنابت کے احکام، وضو اور تیمم کے طریقے دلنشین انداز میں سمجھائے گئے ہیں۔

مسجد کے ادب اور فضیلت کے باب میں نہایت ضروری باتیں بتائی گئی ہیں۔ تحیۃ المسجد کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اوقات نماز کی صراحت کی گئی ہے، اذان و اقامت کے احکام بتائے گئے ہیں۔ باجماعت نماز کے فضائل و فیوض کھول کھول کر سمجھائے گئے ہیں۔ صف بندی کی اہمیت جتلائی گئی ہے۔ محترم خواتین مسجد میں آئیں تو کون کون سے احتیاطی لوازم ملحوظ رکھیں؟ یہ بات خوب روشن کر دی گئی ہے۔ ائمہ کرام کے فرائض اُجاگر کیے گئے ہیں۔ نماز میں اعتدال کی شان بتائی گئی ہے۔ طویل نماز پڑھانے پر رسول اللہ ﷺ کا رد عمل بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ تکبیر اولیٰ کی اہمیت اور سکون و وقار ملحوظ رکھنے کی ضرورت عیاں کی گئی ہے۔ نماز سفر، نماز جمعہ اور نماز عیدین کے احکام و آداب الگ الگ عنوانات کے تحت درج کیے گئے ہیں۔ نماز توبہ، نوافل لیلۃ القدر، نماز استسقاء، نماز اشراق، نماز استخارہ اور نماز جنازہ کی جُداگانہ تعلیمات اور طریقے ضمنی عنوانوں میں نمایاں کیے گئے ہیں۔

موت ایک ناقابل تسخیر حقیقت ہے۔ اس سے پہلے کہ فرشتہ اجل آپہنچے، جلد از جلد بارگاہ ربانی میں جھک جائیے۔ اس مقدس کتاب کے مطالعے کو روزمرہ کا معمول بنائیے۔ نہایت اہتمام سے تکبیر اولیٰ کے دوام کے ساتھ نماز پڑھیے۔ اس طرح آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے

عرض ناشر

صحیفہ خوشنودی میں درج ہو جائے گا اور آپ صحیح معنوں میں 'احسن تقویم' قرار پائیں گے۔ میری دعا ہے کہ اس کتاب کی مقدس تعلیمات ہر مسلمان بہن اور بھائی کے ذہن اور زندگی میں ہمیشہ بیدار اور تازہ کار رہیں اور فوز و فلاح کے برگ و بار لائیں۔

یہ کتاب دارالسلام کے شعبہ فقہ و متفرقات کی نگرانی میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ اس شعبے کے سربراہ حافظ محمد ندیم اور ان کے معاونین مولانا منیر احمد رسولپوری، مولانا مشتاق احمد اور کمپوزنگ سیکشن کے محمد رمضان شاد، خرم شہزاد اور حافظ عبدالماجد کو اپنی رحمتوں سے نوازے!

خادم کتاب و سنت

عبدالمالک مجاہد

ٹیچنگ ڈائریکٹر دارالسلام الریاض، لاہور

اگست 2008ء



تمام تر حمد و ثنا اس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندوں پر نماز فرض کی، اسے قائم کرنے اور اچھے طریقے سے ادا کرنے کا حکم دیا، اس کی قبولیت کو خشوع و خضوع پر موقوف فرمایا، اسے ایمان اور کفر کے درمیان امتیاز کی علامت اور بے حیائی اور برے کاموں سے روکنے کا ذریعہ بنایا۔ اللہ کی حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام ہو، جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَأَنذَرْنَاكَ آلَيْكَ الْكَرَّ لَتَكُنَّ لِلنَّاسِ مَآثِرًا نَّجِيًّا﴾

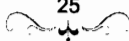
”اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن) اتارا ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لیے نازل کیا گیا ہے آپ اس کی توضیح و تشریح کر دیں۔“^①

چنانچہ آپ اللہ کے حکم کی تعمیل میں کمر بستہ ہو گئے اور جو شریعت آپ پر نازل ہوئی، آپ نے اسے پوری وضاحت کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کر دیا، تاہم نماز کی اہمیت کے پیش نظر اسے نسبتاً زیادہ واضح شکل میں پیش کیا اور اپنے قول و عمل سے اس کا عام پرچار کیا یہاں تک کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے منبر پر نماز کی امامت فرمائی، قیام اور رکوع منبر پر کیا، نیچے اتر کر سجدہ کیا، پھر منبر پر چڑھ گئے اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا:

«إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتُمُوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي»

”میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے کہ تم نماز ادا کرنے میں میری اقتدا کر سکو اور میری

① النحل 44:16.



نماز کی کیفیت معلوم کر سکو۔“^①

نیز اس سے بھی زیادہ زور دار الفاظ میں اپنی اقتدا کو واجب قرار دینے کے لیے فرمایا:

«صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي»

”تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔“^②

مزید فرمایا:

«خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، مَنْ أَحْسَنَ وَضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لَوْفَتْهُنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ. وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ»

”اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو شخص ان کے لیے اچھی طرح وضو کرے، انھیں وقت پر ادا کرے اور ان میں مکمل صحیح رکوع کرے اور خشوع کا اہتمام کرے تو اس انسان کا اللہ پر ذمہ ہے کہ اسے معاف کر دے اور جو شخص ان باتوں کو ملحوظ نہ رکھے گا اس کا اللہ پر کوئی ذمہ نہیں ہے، چاہے تو اسے معاف کرے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔“^③

نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام کے ساتھ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی درود و سلام ہو، جو نیکو کار اور پرہیزگار تھے۔ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی عبادت، نماز، اقوال اور افعال کو نقل کر کے امت تک پہنچایا اور صرف آپ کے اقوال، افعال اور تقریرات کو دین اور قابل اطاعت قرار دیا، نیز ان نیک انسانوں پر بھی درود و سلام ہو جو ان کے نقش قدم پر چلتے رہے

① صحیح البخاری، الجمعة، باب الخطبة على المنبر، حدیث: 917، وصحیح مسلم، المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة، حدیث: 544. ② صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين، حدیث: 631. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في المحافظة على الصلوات، حدیث: 425، وسنده صحیح.

ابتدائیہ

اور چلتے رہیں گے۔

اما بعد! اسلام میں نماز کا اہم مرتبہ ہے اور جو شخص اسے قائم کرتا ہے اور اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا وہ اجر و ثواب اور فضیلت و اکرام کا مستحق ہوتا ہے۔ پھر اجر و ثواب میں کمی بیشی کا معیار یہ ہے کہ جس قدر کسی انسان کی نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز کے زیادہ قریب ہوگی وہ اسی قدر زیادہ اجر و ثواب کا حقدار ہوگا اور جس قدر اس کی نماز نبی کریم ﷺ کی نماز سے مختلف ہوگی اسی قدر کم اجر و ثواب حاصل کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْعَبْدَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عَشْرُ صَلَاةٍ تَشَعُّهَا ثُمْنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا»

”بے شک بندہ نماز ادا کرتا ہے لیکن اس کے نامہ اعمال میں اس (نماز) کا دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا یا نصف حصہ لکھا جاتا ہے۔“^(۱)

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہمارے لیے رسول اکرم ﷺ کی مانند نماز ادا کرنا اس وقت ممکن ہے جب ہمیں تفصیل کے ساتھ آپ کی نماز کی کیفیت معلوم ہو اور ہمیں نماز کے واجبات، آداب، بینات اور ادعیہ و اذکار کا علم ہو، پھر اس کے مطابق نماز ادا کرنے کی کوشش بھی کریں تو ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ پھر ہماری نماز بھی اسی نوعیت کی ہوگی جو بے حیائی اور منکر باتوں سے روکتی ہے اور ہمارے نامہ اعمال میں وہ اجر و ثواب لکھا جائے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔“^(۲)

تنبیہ: عرض ہے کہ واجبات و آداب وغیرہ کا علم ہونا ضروری نہیں بلکہ صرف یہی کافی ہے کہ خود تحقیق کر کے یا کسی مستند اور صحیح العقیدہ عالم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا علم حاصل کیا جائے اور پھر سنت کے مطابق نماز پڑھی جائے۔

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب ماجاء في نقصان الصلاة، حديث: 796 بعد الحديث: 789. ② صفة صلاة النبي ﷺ، ص: 36، مطبوعة مكتبة المعارف.

ابتدائیہ

یہاں یہ ذکر کرنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ توحید تمام اعمال صالحہ کی اصل ہے۔ اگر توحید نہیں تو تمام اعمال بے کار، لغو اور بے سود ہیں۔ توحید نہیں تو ایمان نہیں۔ توحید اور شرک ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ توحید کے بغیر نجات نہیں اور شرک کی موجودگی میں نجات ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ۝﴾

”بے شک اللہ شرک نہیں بخشنے گا اور اس کے علاوہ جس گناہ کو جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔“^①
نیز فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۝﴾

”جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے ملوث نہیں کیا تو ایسے ہی لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“^②
آیت بالا میں ظلم سے مراد شرک ہے۔^③
اس سے ثابت ہوا کہ بعض لوگ ایمان لانے کے بعد بھی شرک کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ۝﴾

① النساء 48:4. ② الأنعام 82:6. ③ صحيح البخاري، التفسير، سورة الأنعام، باب: ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ (الأنعام 82:6) حديث: 4629 و4776، والإيمان، باب ظلم دون ظلم، حديث: 32، وصحيح مسلم، الإيمان، باب صدق الإيمان وإخلاصه، حديث: 124.

ابتدائیہ

”اور بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔“^①

لہذا نماز کی قبولیت کے لیے شرط اول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات میں یکتا مانا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ ہی اولاد۔ کوئی اللہ کے نور کا ککڑا «نور من نور اللہ» نہیں۔ اللہ کا کسی انسان میں اتر آنے کا عقیدہ، حلول، وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کھلا شرک ہے۔ یہ بھی مانا جائے کہ کائنات کے تمام امور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ عزت و ذلت اسی کے پاس ہے۔ ہر نیک و بد کا وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔

نفع و نقصان کا مالک بھی وہی ہے اور اللہ کے مقابلے میں کسی کو ذرا سا بھی اختیار نہیں۔ ہر چیز پر اسی کی حکومت ہے اور کوئی اللہ کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کے علاوہ ہر چیز کو فنا ہے۔ یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ لوگوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کا طریقہ، یعنی دین نازل کرے کیونکہ حلال و حرام کا تعین کرنا اور دین سازی اسی کا حق ہے اور حقیقی اطاعت صرف اللہ کے لیے ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ دین، محمد ﷺ کے ذریعے سے ہمارے پاس بھیجا، لہذا آج اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا واحد ذریعہ وہ احکام ہیں جو محمد ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے ذریعے سے پوری امت تک پہنچائے۔ اور ائمہ حدیث (رضی اللہ عنہم) نے کتب احادیث میں اس طریقے کو جمع کر دیا۔

کتاب و سنت کی بجائے کسی مرشد، پیر یا امام کے نام پر فرقہ بندی کی اسلام میں کوئی اجازت نہیں ہے اور کسی پارلیمنٹ کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کے تمام معاملات پر مشتمل ایسے تعزیریاتی، مالیاتی، سیاسی، اقتصادی، سماجی اور بین الاقوامی قوانین

① یوسف 106:12 .

بنائے جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے خلاف ہوں۔ نماز کی ادائیگی سے قبل مذکورہ تمام عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے۔^①

الحمد للہ اس کتاب کی ترتیب میں کوشش کی گئی ہے کہ احادیث صحیحہ سے مدد لی جائے۔ اس سلسلے میں ”القول المقبول فی تخریج صلاۃ الرسول“^② سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور جن دوستوں نے اس کتاب کی ترتیب و تزئین میں تعاون کیا ہے ان تمام معاونین کی اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ خصوصاً مولانا عبدالرشید صاحب (ناظم ادارہ علوم اسلامیہ، سمن آباد، جھنگ) کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جنھوں نے اپنے قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر پوری کتاب کا مطالعہ کیا اور بعض مقامات پر اصلاح فرمائی۔ آمین!

میں دارالسلام پبلشرز کے ذمہ داران خصوصاً برادرِ حافظ عبدالعظیم اسد مینجنگ ڈائریکٹر لاہور کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے خصوصی دلچسپی لے کر اس کتاب کی تصحیح و تنقیح میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا اور نہایت محبت سے اس کتاب کی شایانِ شان اشاعت کا اہتمام کیا۔

سید شفیق الرحمن

- ① کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں کسی عمل کی قبولیت کا انحصار بالترتیب تین چیزوں پر ہے: ① عقیدے کی درستی ② نیت کی درستی ③ عمل کی درستی۔ ان میں سے کسی ایک میں خلل واقع ہونے سے سارا عمل مردود ہو جاتا ہے۔ اور یاد رہے کہ کتاب اللہ، سنت ثابتہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجموعی طرزِ عمل اور اجماع امت ہی وہ کوئی ہے جس پر کسی عقیدے یا عمل کی صحت کو پرکھا جاسکتا ہے۔ (ع، ر)
- ② یہ کتاب مولانا عبدالرؤف سندھو رحمہ اللہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی) کی تالیف ہے اور مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کی کتاب ”صلاۃ الرسول ﷺ“ میں مذکور احادیث و آثار کی تحقیق و تخریج پر مشتمل ہے۔

WWW.KITABOSUNNAT.COM

مقدمۃ التحقیق

(جدید ایڈیشن)

قارئین کرام!

نماز، دین کا انتہائی اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت قرآن مجید اور متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ تمام مسلمانوں کا نماز کے فرض عین ہونے پر اجماع ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا:

«فَاعْلَمُوهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ»

”پھر انھیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا اور انھیں حکم دیا:

«صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي»

”تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔“^②

نماز کی اسی اہمیت کے پیش نظر بہت سے ائمہ مسلمین نے نماز کے موضوع پر متعدد کتابیں لکھی ہیں، مثلاً: ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی 218ھ) کی ”کتاب الصلاة“ وغیرہ۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں بھی اردو اور علاقائی زبانوں میں متعدد کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ لیکن ان میں سے اکثر کتابیں اکاذیب، موضوع احادیث، ضعیف و مردود روایات،

① صحیح البخاری، الزکاة، باب وجوب الزکاة، حدیث: 1395. ② صحیح البخاری،

الأذان، باب الأذان للمسافرین، حدیث: 631.

مقدمہ تحقیق

- تضادات اور علمی مغالطوں پر مشتمل ہیں، مثلاً:
- ”الدلائل السنیة فی إثبات الصلاة السنیة“ تصنیف: محمد امان اللہ ابو بکر محمد کریم اللہ۔
 - ”رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز“ تصنیف: مفتی جمیل احمد ندیری۔
 - ”دیغمبر خدا ﷺ مونیح“ (پشتو) تصنیف: ابو یوسف محمد ولی درویش۔
 - ”نماز مدلل“ تصنیف: فیض احمد گکروی ملتان۔
 - ”نماز پیغمبر“ تصنیف: محمد الیاس فیصل۔
 - ”نماز مسنون کلاں“ تصنیف: صوفی عبدالحمید سواتی۔
 - ”نبوی نماز مدلل“ پہلا حصہ (سندی) تصنیف: علی محمد حقانی۔
- گو یہ مختصر مقدمہ تفصیلی بحث کا متحمل نہیں ہے، تاہم بطور نمونہ مذکورہ بالا نقائص کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

ر اکاذیب

- ”الدلائل السنیة“ میں ہے:
- «عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِعْتَمُوا تَزَادُوا حِلْمًا» رواه أبو داود، والبيهقي والبخاري والطبراني (ص: 64، 65).
- ”ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عمامہ باندھا کرو (اس سے) حلم بڑھے گا۔“ (ابو داود، بیہقی، بزار، طبرانی) الدلائل السنیة اردو نسخہ، ص: 45
- حالانکہ اس روایت کا سنن ابوداؤد میں کوئی وجود نہیں ہے بلکہ صحاح ستہ کی کسی کتاب میں بھی یہ روایت نہیں ہے۔ غیر صحاح ستہ میں بھی یہ سخت ضعیف سندوں سے مروی ہے۔
- اسی طرح صاحب کتاب نے ایک اور موضوع روایت کو ترمذی اور ابوداؤد کی طرف منسوب کر کے اس کی تحسین امام ترمذی سے اور تصحیح امام ابن حزم سے نقل کی ہے۔ (دیکھیے

مقدمۃ التحقین

الدلائل السنیة (عربی)، ص: 131، 132. اردو، ص: 74.

حالانکہ یہ روایت بھی جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد میں موجود نہیں ہے اور اسے امام ترمذی نے حسن کہا ہے نہ ابن حزم نے صحیح، البتہ یہ روایت امام ابن جوزی کی کتاب ”الموضوعات“ (جھوٹی حدیثوں کا مجموعہ) میں ضرور پائی جاتی ہے۔^①

● ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں (رات کو) گیارہ رکعات پڑھتے تھے، پہلے چار پڑھتے، پھر چار پڑھتے، پھر تین پڑھتے۔ الخ۔^②

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے مفتی جمیل احمد ندیری صاحب فرماتے ہیں:

”اس حدیث میں ایک سلام سے چار چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔“^③

حالانکہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں ”ایک سلام سے“ کے الفاظ قطعاً نہیں ہیں۔ بلکہ صحیح مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت درج ذیل الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

«يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُؤْتِرُ بِوَاحِدَةٍ»

”آپ ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے اور ایک دو تر پڑھتے تھے۔“^④

● شرح معانی الآثار (1/129)، ایک نسخے کے مطابق، ص: 151، ایک اور نسخہ کے مطابق، ص: 219) اور نصب الراية (2/12) میں ابن عمر، زید بن ثابت اور جابر رضی اللہ عنہم سے ایک حدیث مروی ہے جبکہ جناب فیض احمد ککروی صاحب اسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب

① دیکھیے الموضوعات: 96/2. ② صحيح البخاري، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، حديث: 2013.

③ رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز، ص: 296.

④ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ، حديث: 736.

مقدمۃ التحقیق

کرتے ہیں۔^①

موضوع احادیث (من گھڑت روایتیں)

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں فائدہ بن عبد الرحمن أبو الوراق عن عبد اللہ بن ابی أوفی کی سند سے «صلاة الحاجة» والی حدیث مروی ہے۔^②
اسے ابوالقاسم رفیق دلاوری نے ”عماد الدین“ (ص: 440,439 بحوالہ جامع ترمذی وقال: حدیث غریب) میں نقل کیا ہے۔ حالانکہ فائدہ مذکور کے بارے میں امام ابو حاتم رازی (متوفی 277ھ) فرماتے ہیں:

«وَأَحَادِيثُهُ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى بِوَاطِئٍ»

”اور اس کی سیدنا ابن ابی اوفیؓ سے روایت کردہ احادیث باطل ہیں۔“^③
حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں:

«يَزْوِي عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً»

”وہ سیدنا ابن ابی اوفیؓ (کے حوالے) سے موضوع روایات بیان کرتا تھا۔“^④
محمد زکریا صاحب کے ”تبلیغی نصاب“ میں بھی فائدہ مذکور کو ”مترک“ لکھا گیا ہے۔^⑤
محدث ابن جوزی نے فائدہ کی یہ روایت اپنی کتاب ”الموضوعات“: 140/2 میں ذکر کی ہے۔

① نماز مل، ص: 91. ② جامع الترمذی، الوتر، باب ما جاء في صلاة الحاجة، حدیث: 479، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الحاجة، حدیث: 1384. ③ تهذيب التهذيب: 230,229/8، وكتاب الجرح والتعديل: 84/7. ④ المدخل إلى الصحيح ص: 184 - 55، وتهذيب التهذيب: 230/8. ⑤ تبليغي نصاب، ص: 599، ونفاكل ذكر، ص: 121، حدیث: 35.

مقدمۃ التحقین

● سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک موضوع روایت کا تذکرہ ص: 10 پر گزر چکا ہے۔ متعدد مصنفین نے یہ روایت بطور استدلال ذکر کی ہے، مثلاً: ابو یوسف درویش نے ”دیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موضح“ (پشتو، ص: 293) میں، فیض احمد گکروی نے ”نماز مدلل“ (ص: 131) میں اور صوفی عبدالحمید سواتی نے ”نماز مسنون کلاں“ (ص: 343) میں۔

درویش صاحب نے اس روایت کے مرکزی راوی محمد بن جابر کا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے اور خود اپنی اسی کتاب میں ص: 52 پر لکھا ہے: ^①

اس حدیث میں مرکزی راوی محمد بن جابر ہے اور اسے یہ سب ضعیف کہتے ہیں۔

● مسعود احمد بن ایس سی نے اپنی کتاب ”صلاة المسلمين“ کے بارے میں یہ بلند وبالا دعویٰ کر رکھا ہے کہ ”اس کتاب میں کوئی ضعیف حدیث نہیں لی گئی۔“

حالانکہ اسی کتاب کے صفحہ: 305 تا صفحہ: 307 پر مصنف عبدالرزاق: 116/3 سے ”معمر عن عمرو عن الحسن“ کی سند سے ایک اثر نقل کر کے لکھا ہے: ”سندہ صحیح“ یعنی اس کی سند صحیح ہے۔ عمرو سے مراد، ابن عبید ہے۔ (دیکھیے مصنف عبدالرزاق: 83/11، حدیث: 19985)۔ تہذیب الکمال وغیرہ میں یہ صراحت ہے کہ امام حسن بصری کا شاگرد، عمرو بن عبید معتزلی تھا۔ اس شخص کے بارے میں امام ایوب سختیانی وغیرہ نے کہا: ”يَكْذِبُ“ یعنی ”جھوٹ بولتا ہے۔“ امام حمید الطویل نے کہا: ”كَانَ يَكْذِبُ عَلَى الْحَسَنِ“ ”وہ حسن (بصری) پر جھوٹ بولتا تھا۔“ بلکہ امام یحییٰ بن معین نے گواہی دی:

«كَانَ عَمْرُو بْنُ عَبِيدٍ رَجُلًا سَوَاءً مِّنَ الدَّهْرِيَّةِ»

”عمرو بن عبید گند آدی تھا (اور) دہریوں میں سے تھا۔“ ^②

① یہ ہفہ حدیث کنہ محمد بن جابر راوی دے، او وہ تہ دونی تنول ضعیف وائی۔

② تہذیب الکمال: 276/14۔

مقدمۃ التحقیق

ایسے دہریہ کذاب کی روایت کو ”سندھ صحیح“ کہنا بہت بڑی جرأت اور حوصلے کی بات ہے۔ اِنَّا لِلّٰہ و اِنَّا اِلَیْہ راجعون۔

● مستدرک حاکم: 2/ 562, 563 میں صحیح مسلم کے ایک راوی (إسماعیل بن عبد الرحمن بن أبي کریمہ السّدي) کی ایک روایت ہے جسے امام حاکم اور حافظ ذہبی دونوں صحیح مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیتے ہیں۔ مستدرک کی اسی جلد میں (ص: 258-260 پر) السّدی کے ساتھ اسماعیل بن عبد الرحمن (اس کے نام) کی صراحت ہے۔ مسعود صاحب اس سند کے بارے میں لکھتے ہیں:

”سند میں السّدي کذاب ہے۔“^① حالانکہ اسماعیل بن عبد الرحمن السّدي صحیح مسلم کا راوی اور ”حسن الحدیث“ ہے۔^② اس پر امام ابو حاتم وغیرہ کی معمولی جرح مردود ہے۔ اسے کسی محدث نے کذاب نہیں کہا، البتہ جوز جانی (ناصبی) نے محمد بن مروان السّدي کو ”کذاب شتام“ لکھا ہے۔ جو غلطی سے اسماعیل مذکور کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ ابن عدی (جو مختلف راویوں کی بابت جوز جانی کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں) نے اسماعیل مذکور کے ترجمہ میں جوز جانی کا یہ قول ذکر نہیں کیا۔ یہ ہے مسعود صاحب کا مبلغ علم کہ وہ موضوع کو صحیح اور صحیح کو موضوع گردانتے ہیں! اور پھر وہ اپنی زندگی میں عام مسلمانوں کی تکفیر پر بھی کمر بستہ رہے۔!

ضعیف روایات

ان کتب میں بے شمار ایسی روایات موجود ہیں جن کے ضعیف و مردود ہونے پر اتفاق ہے، مثلاً: یزید بن ابی زیاد کی ترک رفع یدین والی روایت۔ دیکھیے ”نبوی نماز (سندھی) ص: 355“ ”د پیغمبر خدا ﷺ مونیخ، ص: 294“ اور ”نماز مدلل“ ص: 130، 131 وغیرہ۔

① تاریخ اسلام و المسلمین مطول: 1/ 95، حاشیہ: 8، طبع دوم. ② الکاشف للذہبی: 1/ 79

مقدمہ تحقیق

ان کے علاوہ درج ذیل کتابوں میں بھی ضعیف روایات موجود ہیں: ”صفة صلاة النبي ﷺ“ ص: 135، (دیکھیے القول المقبول في تخريج صلاة الرسول، ص: 440، حدیث: 382) ”صلاة النبي ﷺ“ از خالد گر جاکھی، ص: 342، 343 اور ”صلاة الرسول ﷺ“، ص: 214 (دیکھیے القول المقبول، حدیث: 310) وغیرہ۔

تناقضات

علی محمد حقانی دیوبندی اپنی ایک پسندیدہ روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ”یزید بن ابی زیاد کوئی پر بعض محدثین^① نے کلام کیا ہے مگر وہ ثقہ ہے۔“ (نبوی نماز مدلل، سفدی پاگو پھریوں، ص: 355)

اور جب یہی یزید بن ابی زیاد ”مخالفین“ کی حدیث (مسح علی الجورین میں آجاتا ہے تو ”حقانی“ صاحب فرماتے ہیں:

”زیلعی فرماتے ہیں کہ^② اس کی سند میں یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ ضعیف ہے۔“ (نبوی نماز، ص: 165)

کیا انصاف اسی کا نام ہے!

محدث شام شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے ایک عجیب سہو ہوا ہے، انھوں نے ”صفة صلاة النبي ﷺ“ (ص: 80) میں ایک ضعیف اور غیر صریح روایت کی بنیاد پر جہری نمازوں میں قراءت فاتحہ کو منسوخ قرار دیا ہے، حالانکہ ان کی متادل روایت کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے جہری دوسری دونوں نمازوں میں مقتدی کا سورۃ فاتحہ پڑھنا ثابت ہے۔^③

- ① یزید بن ابی زیاد کوئی تی توڑی جو بعض محدثین کلام کیو آھی مگر اھو ثقہ آھی۔
- ② زیلعی فرمائندو آھی تھن جی سندم یزید بن ابی زیاد آھی ء اھو ضعیف آھی۔
- ③ دیکھیے: صحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة..... حدیث: 395، وصحیح أبی عوانة: 128/2، وسندہ صحیح۔

مقدمۃ التفتیق

مختصر یہ کہ نماز کے موضوع پر اردو اور دیگر زبانوں کی اکثر کتب پر اندھا دھند اعتماد صحیح نہیں ہے بلکہ ایسی متعدد کتابوں نے عوام کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر رکھا ہے۔
ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب نے عوام و خواص کے لیے عام فہم اردو میں ”نماز نبوی“ کے نام سے کتاب مرتب کی ہے۔ جس میں انھوں نے کوشش کی ہے کہ کوئی ضعیف حدیث شامل نہ ہونے پائے۔ راقم نے بھی تحقیق و تخریج کے دوران میں اس بات کی بھرپور سعی کی ہے کہ اس میں صرف مقبول احادیث کو لایا جائے اب ماشاء اللہ جدید ایڈیشن میں تحقیق و تخریج کی نظر ثانی کی گئی ہے، لہذا وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اس میں کوئی ضعیف روایت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ انسان غلطی اور خطا کا پتلا ہے، لہذا اہل علم سے درخواست ہے کہ اگر کسی حدیث کی علت پر مطلع ہوں تو راقم کو آگاہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی سلائی کی جاسکے۔

یہ انتہائی مسرت کی بات ہے کہ کتاب وسنت کی نشر و اشاعت کے معروف عالمی ادارے ”دارالسلام“ کو اسے جدید ترین اور اعلیٰ ترین انداز میں شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سلسلے میں جناب مولانا عبدالمالک مجاہد ڈائریکٹر دارالسلام، حافظ عبدالعظیم اسد علیہ السلام اور دیگر وابستگان دارالسلام کی گراں قدر مساعی قبول فرمائے اور اسے میرے لیے بھی توشہ آخرت بنائے۔ آمین!

ابوطاہر حافظ زبیر علیزئی محمدی

(اگست 2008ء)

کتاب ہذا کے حواشی میں ”ع۔و“ سے دارالسلام لاہور کے سینئر ریسرچ سیکالرز مولانا مفتی عبدالولی خان اور ”ع۔ر“ سے مولانا عبدالصمد رفیقی مراد ہیں۔

کتاب وسنت کی اتباع کا حکم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ
الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

”اے مسلمانو! آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی
نعت پوری کر دی ہے، اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا ہے۔“^①
یہ آیت 9 ذوالحجہ 10 ہجری کو میدان عرفات میں نازل ہوئی۔ اس کے نازل ہونے کے
تین ماہ بعد رسول اللہ ﷺ یہ کامل اور اکمل دین امت کو سونپ کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور
امت کو یہ وصیت فرما گئے:

«تَرَكْتُ فِيكُمْ أُمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ
نَبِيِّهِ»

”میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم انھیں مضبوطی
سے پکڑے رہو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی اکرم
(ﷺ) کی سنت۔“^②

① المائدة: 3، 5. ② [حسن] السنن الكبرى للبيهقي، آداب القاضي، باب ما يقضي به
القاضي ويفتي به المفتي: 114/10، حديث: 20337، والموطأ للإمام مالك، القدر، باب
النهي عن القول بالقدر، حديث: 1708. یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ حسن ہے۔

کتاب وسنت کی اجازت کا حکم

معلوم ہوا کہ اسلام، کتاب وسنت میں محدود ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مسئلہ وفتویٰ صرف وہی صحیح اور قابل عمل ہے جو قرآن وحدیث سے مدلل ہو۔
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

«كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى»
”میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔“ لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! انکار کرنے والا کون ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔“^①

سیدنا عراب بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور مؤثر نصیحت فرمائی۔ وعظ سن کر ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل دہل گئے۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ وعظ تو ایسا ہے جیسے کسی رخصت کرنے والے کا ہوتا ہے، اس لیے ہمیں خاص وصیت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور (اپنے امیر کی جائز بات) سننا اور ماننا اگرچہ (تمہارا امیر) حبشی غلام ہی ہو۔ میرے بعد جو تم میں سے زندہ رہے گا، وہ سخت اختلاف دیکھے گا۔ اس وقت تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ لازم پکڑنا، اسے ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑے رہنا اور (دین کے اندر) نئے نئے کاموں (اور طور طریقوں) سے بچنا کیونکہ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“^②

① صحیح البخاری، الاعتصام، باب الاعتناء بسنن رسول اللہ ﷺ، حدیث: 7280. ② [صحیح سنن أبي داود، السنة، باب في لزوم السنة، حدیث: 4607، وسندہ صحیح، وجامع الترمذی،

کتاب دست کی اتباع کا حکم

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ کوئی بدعت حسنہ نہیں۔
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”ہر بدعت گمراہی ہے، خواہ لوگ اسے اچھا سمجھیں۔“^①

حدیث کے معاملے میں چھان بین اور احتیاط

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝﴾

”اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن مجید) نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے بیان کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔“^②
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ»

”یاد رکھو! مجھے قرآن مجید اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز (حدیث) دی گئی ہے۔“^③

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو فرض کیا ہے، اسی طرح اپنے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت بھی فرض قرار دی ہے۔ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝﴾

”اے اہل ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔ اور (اس اطاعت سے ہٹ کر) اپنے اعمال باطل نہ کرو۔“^④

۴۴ العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، حدیث: 2676. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ① السنة لمحمد بن نصر المروزي، ص: 82 وسنده صحيح. ② النحل 44:16. ③ [صحيح] سنن أبي داود، السنة، باب في لزوم السنة، حدیث: 4604، وسنده صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 97 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ محمد 33:47.

کتاب وسنت کی اتباع کا حکم

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی طرح حدیث نبوی بھی شرعی دلیل اور حجت ہے مگر حدیث سے دلیل لینے سے قبل اس بات کا علم ضروری ہے کہ آیا وہ حدیث، رسول اللہ ﷺ سے ثابت بھی ہے یا نہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُم مِّنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَلَيَاكُمُ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ»

”آخری زمانے میں دجال اور کذاب ہوں گے، وہ تمہیں ایسی ایسی احادیث سنائیں گے جنہیں تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے نہیں سنا ہوگا، لہذا ان سے اپنے آپ کو بچانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں اور فتنے میں ڈال دیں۔“^①

مزید فرمایا:

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»
”جو شخص مجھ پر عمدًا جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ»

”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی بات بیان کر دے۔“^③

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ سے ایسی کوئی

① صحیح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحملها، حديث: 7. ② صحیح البخاری، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، حديث: 108، 107 و 110. ③ صحیح مسلم، المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ماسمع، حديث: 5، ترقیم دار السلام.

کتاب وسنت کی اتباع کا حکم

حدیث بیان کی جسے وہ جانتا ہے کہ جھوٹ ہے تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک ہے۔“ اس حدیث کے بارے میں امام ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو آدمی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیث بیان کرتا ہے جس کے بارے میں اُسے شک ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا صحیح نہیں تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک ہے۔“^①

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت ہے کہ وہ حدیث بیان کرنے میں انتہائی احتیاط برتتے تھے۔

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے سے محض اس لیے گریز کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حدیث بیان کرنے میں غلطی، زیادتی یا کمی ہو جائے اور وہ آپ کے اس فرمان (جو شخص مجھ پر عدا جھوٹ بولتا ہے، اس کا ٹھکانا آگ ہے۔) کے مصداق قرار پائیں۔“^②

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو شخص حدیث کے ضعیف راوی کا ضعف جاننے کے باوجود ضعف بیان نہیں کرتا تو وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے گناہ گار ہے اور عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی بیان کردہ احادیث سننے والا ان سب پر یا ان میں سے بعض پر عمل کرے اور ممکن ہے کہ وہ سب احادیث یا ان میں سے اکثر اکاذیب (جھوٹ) ہوں اور ان کی کوئی اصل نہ ہو جبکہ صحیح احادیث اس قدر ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ضعیف احادیث کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پھر بہت سے لوگ علم ہو جانے کے باوجود عمدہ ضعیف اور مجہول اسناد والی احادیث محض اس لیے بیان کرتے ہیں کہ عوام الناس میں ان کی شہرت

① أطراف الغرائب والأفراد للدارقطني، تالیف محمد بن طاهر المقدسي: 22/1، وسنده صحيح. ② الكامل لابن عدي: 80/1.

کتاب سنت کی اتباع کا حکم

ہوا اور یہ کہا جائے کہ ”اس کے پاس بہت احادیث ہیں اور اس نے بہت کتابیں تالیف کر دی ہیں۔“ جو شخص علم کے معاملے میں اس روش کو اختیار کرتا ہے۔ اس کے لیے علم میں کچھ حصہ نہیں اور اسے عالم کہنے کی بجائے جاہل کہنا زیادہ مناسب ہے۔“^①

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ائمہ میں سے کسی نے نہیں کہا کہ ضعیف حدیث سے کسی عمل کا واجب یا مستحب ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے، اس نے اجماع کی مخالفت کی۔“^②

جمال الدین قاسمی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین، ابن حزم اور ابوبکر ابن العربی رحمہم اللہ کے نزدیک فضائل اعمال میں بھی صرف مقبول احادیث ہی قابل استدلال ہیں۔^③
شیخ احمد شاکر، شیخ البانی اور شیخ محمد بن عبد الحمید اور دیگر محققین کا بھی یہی موقف ہے۔^④

① صحیح مسلم، المقدمة، باب بیان أن الإسناد من الذین (کے آخری الفاظ) ② التوسل والوسيلة، ص: 95. ③ قواعد التحديث، ذکر المذاهب في الأخذ بالضعيف.....، ص: 113.
④ یاد رہے کہ ضعیف حدیث (جسے مسلکی تعصب کی بنیاد پر نہیں بلکہ اصول حدیث کی روشنی میں خالص فی بنیادوں پر دلیل کے ساتھ ضعیف قرار دیا جائے) سے استدلال کے ضمن میں محدثین کرام کے مختلف اقوال ہیں، مثلاً:

● اگر عمل قوی دلائل سے ثابت ہے اور ضعیف حدیث میں صرف اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے تو لوگوں کو اس عمل کی ترغیب دینے کے لیے اس ضعیف حدیث کو بیان کرنا جائز ہے۔

● کسی مسئلے کے متعلق قرآن مجید اور مقبول احادیث مکمل طور پر خاموش ہوں، صرف بعض ضعیف روایات سے کچھ راہنمائی ملتی ہو تو اس مسئلے میں کسی امام کے قول پر عمل کرنے کی بجائے بہتر یہ ہے کہ اس ضعیف حدیث پر عمل کر لیا جائے۔

مگر دونوں گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ صرف وہی ضعیف حدیث بیان کی جائے گی جس کا ضعف معمولی ہو، نیز اس کے ضعیف ہونے کی صراحت کی جائے گی۔

● تیسری رائے یہ ہے کہ اگر ضعیف حدیث کی تائید میں دیگر قوی دلائل موجود ہوں تو پھر اسے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کتاب وسنت کی اتباع کا حکم

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”محققین، محدثین اور ائمہ رحمہم اللہ کا کہنا ہے کہ جب حدیث ضعیف ہو تو اس کے بارے میں یوں نہیں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا آپ نے کیا ہے۔ یا آپ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ یا منع کیا ہے۔ یہ اس لیے کہ جزم کے صیغے روایت کی صحت کا تقاضا کرتے ہیں، لہذا ان کا اطلاق اسی روایت پر کیا جانا چاہیے جو ثابت ہو ورنہ وہ انسان نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے والے کے مانند ہوگا مگر (افسوس کہ) اس اصول کو جمہور فقہاء اور دیگر اہل علم نے ملحوظ نہیں رکھا، سوائے محققین محدثین کے اور یہ قبیح قسم کا تساہل ہے کیونکہ وہ (علماء) بہت سی صحیح روایات کے بارے میں صیغہ ترمیض کے ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے روایت کی گئی۔ اور بہت سی ضعیف روایات کے بارے میں صیغہ جزم کے ساتھ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ یا اسے فلاں نے روایت

۴۱ • چوتھا قول یہ ہے کہ ضعیف حدیث کے بیان کا دروازہ نہ کھولا جائے کیونکہ:
• کسی عمل کی جس فضیلت کو بیان کیا جائے گا، سننے والا اس فضیلت کی سچائی پر ایمان لائے گا (تسبیح اس عمل کو بجالائے گا) اور اسی بات کا نام عقیدہ ہے اور عقائد میں ضعیف حدیث سے استدلال بالاتفاق ناجائز ہے۔

• تقریباً ہر باطل فرقہ، کتاب وسنت کے فہم میں صحابہ و تابعین کے مجموعی فہم و عمل سے کافی دور ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنے خود ساختہ امتیازی مسائل کا دفاع نہیں کر سکتا، اب اگر ضعیف احادیث کے بیان کا دروازہ کھول دیا گیا تو وہ یہ جھوٹا دعویٰ کرے گا کہ ”فلاں حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید فلاں آیت کریمہ یا مقبول حدیث سے ہو رہی ہے، لہذا یہ حدیث ضعف کے باوجود قابل استدلال ہے۔“ حالانکہ فہم سلف کے مطابق اس فلاں آیت یا مقبول حدیث سے اس ضعیف حدیث کی قطعاً تائید نہیں ہوتی۔

• آج کل عملاً جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ مفاد پرست علمائے سوء صرف فضائل ہی نہیں بلکہ عقائد و اعمال کو بھی مردود بلکہ موضوع روایات سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ”اول تو یہ احادیث بالکل صحیح ہیں اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہوئی تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بالاتفاق قابل قبول ہوتی ہے۔“

کتاب و سنت کی اتباع کا حکم

کیا ہے۔ اور یہ صحیح طریقے سے ہٹ جانا ہے۔“^①
 معلوم ہوا کہ صحیح اور ضعیف روایات کی پہچان اور ان میں تمیز کرنا اس لیے بھی ضروری ہے
 کہ رسول اللہ ﷺ کی طہر ف غیر ثابت شدہ حدیث کی نسبت کرنے سے بچا جاسکے۔
 حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: «ولا فرق فی العمل بالحدیث فی الأحکام
 أو فی الفضائل إذ الكل شرع» ”احکام ہوں یا فضائل، حدیث پر عمل کرنے میں کوئی
 فرق نہیں ہے کیونکہ یہ سب شریعت میں سے ہیں۔“^②

• اس میں شک نہیں کہ دین محمدی کا اصل محافظ اللہ تعالیٰ ہے، لہذا یہ نہیں ہو سکتا کہ دین الہی کی کوئی بات
 مروی نہ ہو یا مروی تو ہو مگر اس کی تمام روایات ضعیف ہوں، اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک چیز دین الہی نہ ہو مگر
 مقبول احادیث کے ذخیرے میں موجود ہو، دوسرے الفاظ میں جو اصل دین ہے وہ مقبول روایات میں موجود
 ہے اور جو دین نہیں ہے اس روایت پر مؤثر جرح موجود ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر بہتر یہی ہے کہ ضعیف
 حدیث سے استدلال کا دروازہ بند ہی رہنے دیا جائے۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے: ”ریاض الصالحین“
 (اردو) طبع ”دارالسلام“ فوائد حدیث: 1381. (ع، ر)

① مقدمة المجموع: 63/1. ② تبیین العجب بما ورد فی فضائل رجب، ص: 73.

خطبہ رحمۃ للعالمین ﷺ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ،
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ:

فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ [وَسَرَّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] ①

”بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اپنے در سے دھتکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہو سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

”حمد و صلاۃ کے بعد:

یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

① صحیح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة و الخطبة، حدیث: 867، 868،
وسنن النسائي، النكاح، باب ما يستحب من الكلام عند النكاح، حدیث: 3280.

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

اولاد کو نماز سکھانے کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرَّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ»

”اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب وہ دس برس کے ہوں تو انہیں ترک نماز پر مارو اور ان کے بستر جدا کر دو۔“^①

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ والدین کو حکم فرما رہے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر ہی میں نماز کی تعلیم دے کر نماز کا عادی بنانے کی کوشش کریں اور اگر وہ دس برس کے ہو کر نماز نہ پڑھیں تو والدین تادیبی کارروائی کریں، انہیں سزا دے کر نماز کا پابند بنائیں اور دس برس کی عمر کا زمانہ چونکہ بلوغت کے قریب ہے اس لیے انہیں اکٹھا نہ سونے دیں۔

ترک نماز، کفر کا اعلان ہے

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان اور شرک و کفر

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة؟ حديث: 494، وسنده حسن، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ما جاء متى يؤمر الصبي بالصلاة؟ حديث: 407 وقال: ”حسن صحيح“ اس حدیث کو امام ابن خزیمہ، (حدیث: 1002)، حاکم (201/1) علی شرط مسلم) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

کے درمیان فرق، نماز کا چھوڑ دینا ہے۔“^①

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام اور کفر کے درمیان نماز دیوار کی طرح حائل ہے۔ دوسرے لفظوں میں ترک نماز مسلمان کو کفر تک پہنچانے والا عمل ہے۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے اور ان (منافقوں) کے درمیان عہد نماز ہے۔ جس نے نماز چھوڑ دی، پس اس نے کفر کیا۔“^②

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو جو امن حاصل ہے کہ وہ قتل نہیں کیے جاتے اور ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک روا رکھا جاتا ہے اور انھیں مسلمان سمجھا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور ان کا نماز پڑھنا ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک عہد ہے جس کے سبب منافقوں کی جان اور ان کا مال مسلمانوں کی تلوار اور یلغار سے محفوظ ہے اور جس نے نماز ترک کی تو اس نے اپنے کفر کا اظہار کر دیا۔ مسلمان بھائیو! غور کرو، کس قدر خوف کا مقام ہے کہ ترک نماز، کفر کا اعلان ہے۔

عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے کسی چیز کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے۔“^③

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جو شخص نماز چھوڑ دے تو یقیناً اس سے (اللہ کی حفاظت کا) ذمہ ختم ہو گیا۔“^④

① صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة، حدیث: 82.
② [صحیح] جامع الترمذی، الإیمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة، حدیث: 2621، وسندہ صحیح، و سنن النسائی، الصلاة، باب الحکم فی تارک الصلاة، حدیث: 464. اسے امام ترمذی، ابن حبان (الإحسان: 1452)، حاکم (المستدرک: 7/61) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔
③ [صحیح] جامع الترمذی، الإیمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة، حدیث: 2622، وسندہ صحیح وللحدیث طریق آخر عند الحاکم: 7/1، حدیث: 12، وسندہ حسن. ④ [حسن] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب الصبر علی البلاء، حدیث: 4034، وسندہ حسن، وحسنہ البوصیری.

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی نماز عصر فوت ہو جائے تو گویا اس کا اہل (گھریا) اور مال لوٹ لیا گیا۔“^①

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز عصر چھوڑ دی، اس کے اعمال باطل ہو گئے۔“^②

فضیلتِ نماز

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة كفارة لما بينهن ما لم تغش الكباير»

”پانچ نمازیں، ان گناہوں کو جو ان نمازوں کے درمیان ہوئے، مٹا دیتی ہیں اور (اسی طرح) ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا گیا ہو۔“^③

مثلاً: فجر کی نماز کے بعد جب ظہر پڑھیں گے تو دونوں نمازوں کے درمیانی عرصے میں جو گناہ، لغزشیں اور خطائیں ہو چکی ہوں گی، اللہ تعالیٰ انھیں بخش دے گا۔ اسی طرح رات اور دن کے تمام صغیرہ گناہ نماز پنجگانہ سے معاف ہو جاتے ہیں، گویا پانچوں نمازوں پر ہمیشگی مسلمانوں کے نامہ اعمال کو ہر وقت صاف اور سفید رکھتی ہے حتیٰ کہ انسان نماز کی برکت سے آہستہ آہستہ صفائے باز رہتے ہوئے کبیرہ گناہوں کے تصور ہی سے کانپ

① صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب اثم من فاتته العصر، حدیث: 552، وصحیح مسلم، المساجد، باب التغلیظ فی تفویت صلاة العصر، حدیث: 626. ② صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب من ترك العصر، حدیث: 553، وباب التبکیر بالصلاة فی یوم غیم، حدیث: 594. ③ صحیح مسلم، الطہارة، باب الصلوات الخمس والجمعة..... حدیث: 233.

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

اٹھتا ہے۔^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”بھلا مجھے بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے باہر نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ بار نہائے، کیا پھر بھی اس کے جسم پر میل باقی رہے گا؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔“^②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ (میں نے گناہ کیا اور بطور سزا) میں حد کو پہنچا ہوں، لہذا مجھ پر حد قائم کریں۔ آپ نے اس سے حد کا حال دریافت نہ کیا (یہ نہ پوچھا کہ کون سا گناہ کیا ہے۔) اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ اس شخص نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ نے نماز پڑھ لی تو وہ شخص پھر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! تحقیق میں حد کو پہنچا ہوں، لہذا مجھ پر اللہ کا حکم نافذ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟“ اس نے کہا: پڑھی ہے تو آپ نے فرمایا: ”اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا ہے۔“^③

اللہ کی رحمت اور بخشش کتنی وسیع ہے کہ نماز پڑھنے کے سبب اللہ نے اس کا گناہ، جسے وہ اپنی سمجھ کے مطابق ”حد کو پہنچنا“ کہہ رہا تھا، معاف کر دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز گناہوں کو مٹانے والی ہے۔

① اگر عقیدہ، طریقہ نماز اور نیت درست ہو تو نماز پر پہنچنے والے گناہوں سے روک دیتی ہے۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کے باوجود کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو تو یقیناً مذکورہ تین اوصاف میں سے کسی ایک میں ابھی تک غفل موجود ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ (ع، ر)

② صحیح البخاری، مواظبت الصلاة، باب الصلوات الخمس كفارة، حدیث: 528، صحیح مسلم، المساجد، باب المشي إلى الصلاة تمحي به الخطايا حدیث: 667. ③ صحیح مسلم، التوبة، باب قوله تعالى: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّرَّاتِ﴾ (هود 11: 114)، حدیث: 2764

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اُس کے سر اور کندھوں پر آ جاتے ہیں، پھر جب وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو یہ گناہ ساقط، یعنی معاف ہو جاتے ہیں۔^①

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے ان کے لیے اچھا وضو کیا، انھیں وقت پر ادا کیا، انھیں خشوع کے ساتھ پڑھا اور ان کا رکوع پورا کیا تو اس نمازی کے لیے اللہ کا عہد ہے کہ وہ اسے بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا، اس کے لیے اللہ کا عہد نہیں ہے، چاہے وہ اُسے بخش دے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔“^②

سیدنا عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص آفتاب کے طلوع و غروب سے پہلے (فجر اور عصر کی) نماز پڑھے گا، وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا۔“^③

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز عشاء باجماعت ادا کی (تو اس کے لیے اتنا ثواب ہے کہ) گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی (تو اتنا ثواب پایا کہ) گویا اس نے تمام رات نماز پڑھی۔“^④

سیدنا جندب قسری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے

① السنن الکبریٰ للبیہقی: 10/3 وسندہ حسن، وشرح معانی الآثار للطحاوی: 477/1.

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب المحافظة على الصلوات، حدیث: 425، وسندہ صحیح، والسنن الکبریٰ للبیہقی: 215/2 فیہ الصناہی وهو أبو عبد اللہ وللحدیث طریق آخر عند ابن حبان (الموارد: 252، الإحسان: 1728) وسندہ حسن. ③ صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما، حدیث: 634. ④ صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة، حدیث: 656.

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

صبح کی نماز پڑھی، وہ اللہ کے ذمے (عہد و امان) میں ہے۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کو باری باری آتے ہیں۔ وہ (آنے اور جانے والے فرشتے) نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ جو فرشتے رات کو تمہارے پاس رہے وہ آسمان پر جاتے ہیں تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں کا حال خوب جانتا ہے۔“ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟“ وہ کہتے ہیں: ہم نے انھیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس اس حال میں گئے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“^②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافقوں پر فجر اور عشاء سے زیادہ بھاری کوئی نماز نہیں۔ اگر انھیں ان نمازوں کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ ان میں ضرور پہنچیں اگرچہ انھیں سرین پر گھسٹ کر ہی آنا پڑے۔“^③

سرین پر گھسٹ کر آنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر پاؤں سے چلنے کی طاقت نہ ہو تو ان نمازوں کے ثواب اور اجر کی کشش انھیں چوتروں کے بل چل کر مسجد پہنچنے پر مجبور کر دے، یعنی ہر حال میں پہنچیں۔

نبی کریم ﷺ کو نماز عصر اس قدر پیاری تھی کہ جب جنگ خندق کے دن کفار کے حملے اور تیر اندازی کے سبب یہ نماز فوت ہوگئی تو آپ کو شدید رنج پہنچا، اس پر نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے: ”ہمیں کافروں نے درمیانی نماز، یعنی نماز عصر سے باز رکھا

① صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، حدیث: 657.

② صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، باب فضل صلاة العصر، حدیث: 555، وصحیح

مسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر، حدیث: 632. ③ صحیح

البخاری، الأذان، باب فضل صلاة العشاء في الجماعة، حدیث: 657، وصحیح مسلم،

المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، حدیث: 651.

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

حتیٰ کہ سورج بھی غروب ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔“^①

نمازی اور شہید

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک قبیلے کے دو شخص ایک ساتھ مسلمان ہوئے، ان میں سے ایک جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب ایک سال کے بعد فوت ہوئے۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا، اس شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گئے۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے بڑا تعجب ہوا (کہ شہید کا رتبہ تو بہت بلند ہے، اس لیے جنت میں اسے پہلے داخل ہونا چاہیے تھا۔) میں نے صبح کے وقت خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس (تقدیم و تاخیر) کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: ”جس شخص کا بعد میں انتقال ہوا (کیا تم اس کی نیکیاں نہیں دیکھتے، کس قدر زیادہ ہو گئیں؟) کیا اس نے ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اور سال بھر کی (فرض نمازوں کی) چھ ہزار یا اتنی اتنی رکعتیں زیادہ نہیں پڑھیں؟“^②

فائدہ: یہ دونوں صحابی مہاجرین میں سے تھے اور دونوں نے اکٹھے ہجرت کی تھی۔ جہاد وغیرہ تمام اعمالِ صالحہ میں یہ دونوں شریک و یکساں تھے۔ ان میں سے ایک میدانِ جہاد میں شہید ہو گیا اور دوسرا جہاد کی تیاری میں مصروف و مرابط رہا اور ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ بھی کرتا رہا۔ چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مرابط کا اجر و عمل جاری رہتا ہے، لہذا یہ اپنے اس بھائی سے بڑھ گیا جو پہلے شہید ہو گیا تھا۔^③

① صحیح البخاری، الجہاد، باب الدعاء علی المشرکین بالہزیمۃ والزلزلۃ، حدیث: 2931، وصحیح مسلم، المساجد، باب الدلیل لمن قال الصلاۃ الوسطیٰ ہی صلاۃ العصر، حدیث: 627. ② [حسن] مسند أحمد: 333/2، وسندہ حسن، اسے حافظ منذری نے الترغیب والترہیب: 244/1 میں حسن کہا ہے۔ ③ دیکھیے مشکل الآثار للطحاوی: 301/3. معلوم ہوا کہ منکرین جہاد کا اس حدیث سے استدلال غلط ہے۔

اہمیت نماز

● سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وقت پر نماز پڑھنا۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔“ میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔“^①

● اور فرمایا: ”آدمی اور شرک کے درمیان نماز ہی حائل ہے۔“^②

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بعض دوزخیوں پر رحمت کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ دوزخ سے ایسے لوگوں کو باہر نکال لائیں جو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ فرشتے انھیں نشانِ سجدہ سے پہچان کر دوزخ سے نکال دیں گے (کیونکہ) سجدے کی جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے وہاں آگ کا کچھ اثر نہ ہوگا۔“^③

● نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے افضل عمل اول وقت پر نماز پڑھنا ہے۔“^④

● آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو رحمتِ الہی

① صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، حدیث: 527، وصحیح مسلم، الإيمان، باب بیان کون الإيمان باللہ تعالیٰ أفضل الأعمال، حدیث: 85. ② صحیح مسلم، الإيمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة، حدیث: 82. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب فضل السجود، حدیث: 806، وصحیح مسلم، الإيمان، باب معرفة طريق الرؤية، حدیث: 182. ④ [صحیح] صحیح ابن خزيمة، الصلاة، باب اختیار الصلاة فی أول وقتها، حدیث: 327. امام ابن خزيمة نے صحیح ابن خزيمة میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 280 میں، امام حاکم نے المستدرک: 1/189، 188 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔“^①

● رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”میں نے خواب میں اپنے بابرکت اور بلند قدر پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا، پس اس نے کہا: اے محمد! میں نے کہا: اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا: مقرب فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے میرے پروردگار! میں نہیں جانتا۔ اللہ نے تین بار پوچھا۔ میں نے ہر بار یہی جواب دیا۔ پھر میں نے اللہ کو دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں^② کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کی۔ پھر میرے لیے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے سب کو پہچان لیا۔“^③ پھر فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: میرے رب! میں حاضر ہوں۔ اللہ نے فرمایا: مقرب فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے کہا: کفارات (گناہوں کا کفارہ بننے والی نیکیوں) کے بارے میں۔

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، حديث: 945، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة، حديث: 379، وسنن النسائي، السهو، باب النهي عن مسح الحصى في الصلاة، حديث: 1192، وسنده حسن، امام ترمذی نے اسے حسن اور حافظ ابن حجر نے، بلوغ المرام، حديث: 238 میں صحیح کہا ہے۔

② اللہ کا ہاتھ اور انگلیاں: ہاتھ اور انگلیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں، ان کی کیفیت ہم نہیں جانتے، ہم انھیں مخلوق کے ہاتھوں اور انگلیوں سے تشبیہ نہیں دیتے بلکہ دیگر غیبی امور کی طرح اللہ کی ان صفات پر بھی ایمان بالغیب رکھتے ہیں۔ (الحمد للہ۔) (ع، ر)

③ خواب کے وقت زمین و آسمان کی ہر وہ چیز میں نے دیکھی اور پہچان لی جو اللہ نے مجھے دکھانا چاہی۔ سوال و جواب سے بھی یہی مفہوم اخذ ہو رہا ہے، نیز ایک روایت میں صرف مشرق و مغرب کا ذکر ہے (جنوب و شمال کا نہیں)، لہذا اس حدیث کا ہرگز یہ معنی نہیں ہے کہ پیدائش آدم سے لے کر لوگوں کے جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کائنات کے ہر زمان و مکان کی ہر چیز اور ہر راز مجھے معلوم ہو گیا، اگر ایسے ہوتا تو اس خواب کے بعد نبی اکرم ﷺ پر وحی نہیں آتی چاہیے تھی کیونکہ جو چیز آپ کو پہلے ہی معلوم کروادی تھی اس کی وحی بھیجنا تحصیل حاصل ہے مگر ایسا نہیں ہوا اور وحی آتی رہی بلکہ بسا اوقات آپ وحی کا انتظار فرمایا کرتے تھے۔ (ع، ر)

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

اللہ نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا: نماز باجماعت کے لیے پیدل چل کر جانا، نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور مشقت (سردی یا بیماری وغیرہ) کے وقت پورا وضو کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: درجات کی بلندی کے بارے میں۔ اللہ نے پوچھا: وہ کن چیزوں میں ہے؟ میں نے کہا: لوگوں کو کھانا کھلانے، نرم بات کرنے اور رات کو نماز پڑھنے میں جبکہ لوگ سو رہے ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب جو چاہو دعا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں نے یہ دعا کی:

«اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ إِلَى حُبِّكَ»

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے کا، برائیوں کے چھوڑنے کا، مسکینوں کے ساتھ محبت کرنے کا اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرمائے، اگر تیرا کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنے کا ارادہ ہو تو مجھے آزمائش سے بچا کر موت دے دینا اور میں تجھ سے تیری محبت اور ہر اس شخص کی محبت مانگتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور میں تجھ سے وہ عمل کرنے کی توفیق مانگتا ہوں جو (مجھے) تیری محبت کے قریب کر دے۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرا یہ خواب حق ہے، پس اسے یاد رکھو اور دوسرے لوگوں کو بھی یہ خواب سناؤ۔“^①

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے صبح کی نماز پڑھی، وہ اللہ کی حفاظت اور ذمے میں

① [حسن] جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ ص، حدیث: 3235، وسندہ حسن، ومسند أحمد: 243/5. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

نماز: فرضیت، فضیلت اور اہمیت

ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تم سے اپنی حفاظت کے بارے میں کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے، اس لیے کہ جس سے وہ یہ مطالبہ کرے گا، یقیناً اسے اپنی گرفت میں لے کر منہ کے بل جہنم میں پھینک دے گا۔“^①

مطالبے کا مطلب یا تو نماز میں کوتاہی پر مطالبہ و مؤاخذہ الہی سے ڈرانا ہے یا فجر کی نماز پڑھنے والے سے تعرض کرنے کی صورت میں مطالبہ و مؤاخذہ الہی سے ڈرانا ہے۔

● ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ»

”جبریل (علیہ السلام) نے خانہ کعبہ کے پاس میری دو دفعہ امامت کرائی ہے۔“^②

امامت جبریل کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کا درجہ اتنا بلند، اس کی اہمیت اللہ کے نزدیک اتنی اعلیٰ و ارفع اور اسے مخصوص ہیئت، مقررہ قاعدوں، متعینہ ضابطوں اور نہایت خشوع و خضوع سے ادا کرنا اس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم امت کے لیے جبریل کو ہادی عالم ﷺ کے پاس بھیجا۔ جبریل نے اللہ کے حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ کو نماز کی کیفیت، ہیئت، اس کے اوقات اور اس کے قاعدے سکھائے اور پھر آپ ﷺ جبریل کے بتائے اور سکھائے ہوئے وقتوں، طریقوں، قاعدوں اور ضابطوں کے مطابق نماز پڑھتے رہے اور امت کو بھی حکم دیا: ”اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔“^③

① صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، حدیث: 657.

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في المواقيت، حدیث: 393، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في مواقيت الصلاة.....، حدیث: 149. اسے امام ترمذی نے اور ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ، حدیث: 325 میں، ابن ابی رواد نے المتوفی: 150، 149 میں، حاکم نے المستدرک: 193/1 میں اور ابوبکر ابن العربی نے عارضة الأحوذی: 202/1 میں صحیح کہا ہے۔

③ صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين، حدیث: 631.

احکام طہارت

پانی کے احکام

نماز کے لیے وضو شرط ہے۔ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح وضو کے لیے پانی کا پاک ہونا شرط ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہم بضعہ کے کنویں سے وضو کر سکتے ہیں۔ یہ ایسا کنواں ہے جس میں حیض والے کپڑے، کتوں کا گوشت اور بدبودار اشیاء (بعض اوقات) گر جاتی ہیں۔ بضعہ کا کنواں ڈھلوان پر تھا اور بارش وغیرہ کا پانی ان چیزوں کو بہا کر کنویں میں لے جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«الْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ»

”اس کا پانی پاک ہے (اور اس میں دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت ہے۔) اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“^①

معلوم ہوا کہ کنویں کا پانی پاک ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دریا اور سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار

① [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب ما جاء في بثر بضعاء، حديث: 66، وسنده حسن، وجامع الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن الماء لا ينجسه شيء، حديث: 66. امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ ابن حزم نے المحلی: 1/100 میں اور نووی رحمہ اللہ نے المجموع: 1/82 میں صحیح کہا ہے۔ نیز دیکھیے التلخیص الحبر: 1/13، حديث: 2.

احکام طہارت

(مچھلی) حلال ہے۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے جنبی کو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے سے منع فرمایا۔^②
نبی اکرم ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اس سے غسل کرنے سے منع فرمایا۔^③

نبی اکرم ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے اور پھر اس سے وضو کرنے سے منع فرمایا۔^④

① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، حديث: 83، وسنده صحيح، وجامع الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، حديث: 69. اس حدیث کو امام ترمذی، ابن خزیمہ نے صحیح، حدیث: 111 میں، ابن حبان نے صحیح (الموارد): 119 میں، حاکم نے المستدرک: 141، 140/1 میں، امام ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اور نووی نے المجموع: 82/1 میں صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، الطهارة، باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد، حديث: 283. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب البول في الماء الدائم، حديث: 239. ④ [صحیح] جامع الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية البول في الماء الراكد، حديث: 68، وسنده صحيح. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں۔

کنویں کا پانی بھی ساکن ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ پاک ہوتا ہے اور پاک کرتا بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی مقدار عموماً فلتین (227 کلوگرام) سے زیادہ ہوتی ہے اور کسی نجاست کے گرنے سے اس کا وصف (رنگ، بو یا ذائقہ) تبدیل نہیں ہوتا لیکن اگر اس سے کم مقدار والے ساکن پانی میں نجاست گر جائے تو اس سے غسل یا وضو نہیں کرنا چاہیے، خواہ اس کا وصف تبدیل ہو یا نہ ہو، یاد رہے کہ ایک کلوگرام، ایک سیر آٹھ تولہ کے برابر ہوتا ہے۔ (ع، ر)

جبکہ بعض دیگر محققین یہ کہتے ہیں کہ پانی کم ہو یا زیادہ، یعنی دو قلوں سے کم ہو یا زیادہ، نجاست پڑنے سے جب تک اس کے تین اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل نہیں ہوتا، وہ پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: تہذیب السنن علی هامش عون المعبود لابن القيم: 73/1. (ع، و)

رفع حاجت کے آداب و مسائل

بیت الخلا میں جاتے وقت کی دعا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لیے بیت الخلا میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ

”اے اللہ! یقیناً میں تیری پناہ پکڑتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جٹیوں (کے شر) سے۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیت الخلا جنوں اور شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہے جب تم بیت الخلا میں جاؤ تو کہو:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ

”میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں نراور مادہ خبیث جنوں (کے شر) سے۔“^②

بیت الخلا سے نکلنے وقت کی دعا

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بیت الخلا سے نکلے تو فرماتے:

① صحیح البخاری، الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء؟ حدیث: 142، وصحیح مسلم، الحيض، باب ما یقول إذا أراد دخول الخلاء؟ حدیث: 375. ② [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب ما یقول الرجل إذا دخل الخلاء؟ حدیث: 6، وسنده حسن. امام حاکم نے

رفع حاجت کے آداب و مسائل

عُفْرَانُكَ

”اے اللہ! میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔“^(۱)

رفع حاجت کے مسائل

• نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم قضاءِ حاجت کے لیے آؤ تو قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔“^(۲)

• نبی اکرم ﷺ نے گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا۔^(۳)

• نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لعنت کا سبب بننے والے دو کاموں سے بچو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا، وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”لوگوں کے راستے میں اور ان کے سائے کی جگہوں میں رفع حاجت کرنا۔“^(۴)

• نبی اکرم ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔^(۵)

• نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی پتھر سے استنجا کرے وہ طاق پتھر لے۔“^(۶)

• المستدرک: 187/1 میں، ذہبی نے تلخیص المستدرک میں، ابن حبان نے الإحسان: 1400 میں اور ابن خزیمہ نے حدیث: 69 میں اسے صحیح کہا ہے۔^(۱) [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا خرج من الخلاء؟ حدیث: 30، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء؟ حدیث: 7، وسنن ابن ماجه، الطهارة، باب ما يقول إذا خرج من الخلاء؟ حدیث: 300، امام ترمذی نے اسے حسن، جبکہ امام حاکم نے المستدرک: 158/1 میں، ذہبی نے اور نووی نے المجموع: 75/2 میں صحیح کہا ہے۔^(۲) صحیح البخاری، الصلاة، باب قبله أهل المدينة وأهل الشام والمشرق، حدیث: 394، وصحيح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، حدیث: 265، 264، اگر بیت الخلا ہی قبلہ رخ بنے ہوئے ہوں تو پھر قبلہ کی طرف منہ کی بجائے پشت کی جائے۔ دیکھیے صحیح البخاری، الوضوء، باب التبرز في البيوت، حدیث: 148، (ع، ر) (۳) صحيح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، حدیث: 262، (۴) صحيح مسلم، الطهارة، باب النهي عن التخلي في الطرق و الظلال، حدیث: 269، (۵) صحيح البخاري، الوضوء، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، حدیث: 154، 153، وصحيح مسلم، الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، حدیث: 267، (۶) صحيح البخاري، الوضوء، باب ..

رفع حاجت کے آداب و مسائل

- نبی اکرم ﷺ نے تین ڈھیلوں سے استنجا کرنے کا حکم دیا۔^①
- رسول اللہ ﷺ نے تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا۔^②
- نبی اکرم ﷺ جب رفع حاجت کے لیے جاتے تو دور چلے جاتے۔^③
- آپ ﷺ پانی کے ساتھ بھی استنجا فرماتے تھے۔^④
- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے آپ کو سلام کیا مگر آپ نے اس کا جواب نہ دیا۔^⑤
- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع حاجت کی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے۔
- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے جاتے تو میں ایک برتن میں پانی لے آتا، آپ اس سے استنجا کر لیتے، میں پھر ایک اور برتن میں پانی لے آتا جس سے آپ وضو کر لیتے۔^⑥
- جس شخص کو رفع حاجت کی طلب ہو اور نماز کھڑی ہو چکی ہو تو پہلے وہ حاجت سے

«الاستنثار في الوضوء، وباب الاستجمار وترا، حديث: 162,161، وصحيح مسلم، الطهارة، باب الإيتار في الاستنثار، حديث: 237. ① [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، حديث: 8، وسنده حسن، وسنن النسائي، الطهارة، باب النهي عن الاستطابة بالروث، حديث: 40. امام نووی نے المجموع: 104/2 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، حديث: 262. ③ [صحيح] سنن أبي داود، الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، حديث: 1، وسنده حسن، وجامع الترمذي، الطهارة، باب ما جاء أن النبي كان إذا أراد الحاجة أبعد في المذهب، حديث: 20، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 50 میں اسے صحیح کہا ہے، نیز اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے المستدرک: 140/1. ④ صحيح البخاري، الوضوء، باب الاستنجاء بالماء، حديث: 150، وصحيح مسلم، الطهارة، باب الاستنجاء بالماء من التبرز، حديث: 270. ⑤ صحيح مسلم، الحيض، باب التيمم، حديث: 370. ⑥ [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب الرجل يذل يد بالأرض إذا استنجد، حديث: 45، وسنده»

رفع حاجت کے آداب و مسائل

فراغت پائے، پھر نماز پڑھے۔^①

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب کھانا حاضر ہو یا پاخانہ و پیشاب کی حاجت شدید ہو تو نماز نہیں ہوتی۔“^②

بول و براز کے دباؤ کی حالت میں انسان اگر نماز پڑھے گا تو نماز میں خشوع، خضوع اور اطمینان حاصل نہ ہوگا، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ان سے فراغت حاصل کرنے کو مقدم فرمایا۔

پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی سخت تاکید

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعث عذاب (بچنے کے لحاظ سے تمہارے نزدیک) کوئی بڑی (مشکل) چیز نہیں (اگرچہ گناہ کے لحاظ سے بہت بڑی ہے) ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔“^③

«حسن ابن حبان نے الموارد، حدیث: 138 میں اسے صحیح کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ استنجا اور وضو کا برتن علیحدہ ہونا بہتر ہے۔ ① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب أَيْصِلِي الرَّجُلَ وَهُوَ حَاقِنٌ؟ حدیث: 88، وهو حدیث صحیح، وجامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء، حدیث: 142، وسنن ابن ماجه، الطهارة، باب ما جاء في النهي للحاقن أن يصلی، حدیث: 616. امام ترمذی نے، حاکم نے المستدرک: 1/168 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام..... حدیث: 560. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله، حدیث: 216، وصحیح مسلم، الطهارة، باب الدلیل علی نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، حدیث: 292.

غیب کی یہ خبر آپ کو اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی ملی تھی۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو ہر انسان کے دنیوی اور برزخی حالات کا مفصل علم عطا کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ سے مشرکین کے فوت شدہ بچوں کے انجام کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ (بڑے ہوتے)“

رفع حاجت کے آداب و مسائل

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے، اپنے کپڑوں کو نہیں پچاتے، پیشاب کر کے (پانی یا ڈھیلوں کی عدم موجودگی میں ٹشو یا ٹاکی وغیرہ سے) استنجائیے بغیر فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے پا جاے، پتلون اور جسم وغیرہ پیشاب سے آلودہ ہو جاتے ہیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ پیشاب سے نہ بچنا باعث عذاب اور بڑا گناہ ہے۔

«(تو) کیسے اعمال بجالاتے (اچھے یا برے)؟» دیکھیے صحیح البخاری، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين؟ حدیث: 1384۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیب کی ہر خبر جاننا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جبکہ نبی اکرم ﷺ صرف وہی خبر جانتے تھے جو اللہ آپ کو بتا دیتا تھا جیسا کہ بعد میں آپ کو بتلایا گیا کہ سب سچے جنتی ہوں گے۔ دیکھیے صحیح البخاری، التعبير، باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح، حدیث: 7047۔ (ع، ر)

نجاستوں کی تطہیر کا بیان

ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا اور لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا:

«دَعُوهُ وَهَرِّقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجَلًا مِّنْ مَّاءٍ»

”اے چھوڑ دو اور (جگہ کو پاک کرنے کے لیے) اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو۔“^①
پھر آپ نے اسے بلا کر فرمایا: ”مسجد میں پیشاب اور گندگی کے لیے نہیں بلکہ اللہ کے ذکر، نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے (ہوتی) ہیں۔“^②

حیض آلود کپڑے کا حکم

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جس عورت کے کپڑے کو حیض (ماہواری) کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: ”اسے کھرچ لے، پھر چٹکیوں سے مل کر پانی سے دھو لے، پھر اس میں نماز ادا کر لے۔“^③

① صحیح البخاری، الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد، حدیث: 220، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات إذا حصلت فی المسجد.....، حدیث: 285، 284. ② صحیح مسلم، الطہارۃ، باب وجوب غسل البول.....، حدیث: 285، وسنن ابن ماجہ، الطہارۃ وسننہا، باب الأرض یصبیہا البول کیف تغسل، حدیث: 529. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب غسل الدم، حدیث: 227، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب نجاسة الدم وکیفیۃ غسلہ، حدیث: 291.

نجاستوں کی تطہیر کا بیان

ر منی کا دھونا

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی دھو ڈالتی تھی اور آپ اس کپڑے میں نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تھے جبکہ دھونے کا نشان کپڑے پر ہوتا تھا۔^①

ر شیر خوار بچے کا پیشاب

ام قیس رضی اللہ عنہا اپنے چھوٹے (شیر خوار) بچے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں اور آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپ نے پانی منگوا کر کپڑے پر چھینٹے مارے اور اسے دھویا نہیں۔^②

لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا (جو ابھی شیر خوار ہی تھے) میں نے عرض کیا: کوئی اور کپڑا پہن لیں اور یہ تہ بند مجھے دے دیں تاکہ میں اسے دھو دوں تو آپ نے فرمایا: ”لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جاتے ہیں۔“^③

ر نجاست آلود جوتا

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو وہ دیکھ لے اگر جوتوں میں گندگی لگی ہو تو (زمین پر) رگڑنے کے بعد ان میں

① صحیح البخاری، الوضوء، باب غسل المني وفركه، حديث: 229-232، وصحيح مسلم، الطهارة، باب حكم المني، حديث: 289. ② صحيح البخاري، الوضوء، باب بول الصبيان، حديث: 223، وصحيح مسلم، الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع، حديث: 287. ③ [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، حديث: 375، وسنن ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في بول الصبي الذي لم يطعم، حديث: 522. امام ابن خزيمة نے حديث: 282 میں، حاکم نے المستدرک: 1/166 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

نہایتوں کی تلخیص کا بیان

نماز پڑھے۔“^①

رکتے کا جھوٹا

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال جائے (یا بعض روایات کے مطابق پانی وغیرہ پی لے) تو برتن کو سات بار پانی سے دھو ڈالے اور پہلی بار مٹی سے مانجھے۔“^②

مردار کا چمڑا

میمونہ رضی اللہ عنہا کی بکری مرگئی جو ان کی لونڈی کو کسی نے صدمے میں دی تھی۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ تم نے اس کا چمڑا اتار کر رنگ کیوں نہیں لیا تاکہ اس سے فائدہ اٹھا؟ لوگوں نے کہا: وہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس کا صرف کھانا حرام ہے۔“^③ ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہماری بکری مر گئی۔ ہم نے اس کا چمڑا رنگ کر مشک بنالی، پھر ہم اس میں بنیز (کھجور کا مشروب) بناتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔^④ نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔^⑤

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، حديث: 650، وسنده صحيح.
امام حاکم نے المستدرک: 260/1 میں اور ابن خزیمہ نے حديث: 1017 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔
② صحيح مسلم، الطهارة، باب حکم ولوغ الکلب، حديث: 280,279. ③ صحيح البخاري، البيوع، باب جلود الميتة قبل أن تدبغ، حديث: 2221، وصحيح مسلم، الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ، حديث: 363. ④ صحيح البخاري، الايمان، باب إذا حلف أن لا يشرب نبیذا فشرب طلاء أو سكرًا أو عصيرا لم یحسب.....، حديث: 6686. ⑤ [حسن] سنن أبي داود، اللباس، باب في جلود النمر، حديث: 4132، وجامع الترمذی، اللباس، باب ماجاء في النهي عن جلود السباع، حديث: 1770 م. امام حاکم نے المستدرک: 144/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ولہ شاهد حسن عند البیہقی: 21/1.

نباستوں کی تطہیر کا بیان

رہلی کا جھوٹا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رہلی نجس نہیں ہے۔“^①

لہذا رہلی کا جھوٹا پاک ہے۔

سونے چاندی کے برتن میں کھانا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سونے چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے۔ وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ داخل کرتا ہے۔“^②

① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب سُر الهرة، حديث: 75، وسنده صحيح، وجامع الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في سُر الهرة، حديث: 92. امام ترمذی نے، حاکم نے المستدرک: 160/1 میں، ذہبی نے اور نووی نے المجموع: 172/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الاشرية، باب آنية الفضة، حديث: 5634، وصحيح مسلم، اللباس، باب تحريم استعمال أواني الذهب والفضة في الشرب وغيره، حديث: 2065.

جنابت اور حیض سے متعلقہ احکام و مسائل

- مندرجہ ذیل حالتوں میں غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے:
- جوش اور شہوت کے ساتھ منی خارج ہونے کے بعد (اس میں احتلام بھی داخل ہے)۔
 - جماع کے بعد، خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔
 - حیض کے بعد۔
 - نفاس کے بعد۔^①

صحبت اور غسل جنابت

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان غسل جنابت کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ غسل صرف دخول پر فرض ہو جاتا ہے انزال شرط نہیں۔ دوسرا گروہ بیان کرتا تھا کہ وجوب غسل کے لیے دخول کے ساتھ انزال بھی شرط ہے۔ یہ طویل مباحثہ کسی فیصلہ کن نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔ آخر کار سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے کے حل کی ذمہ داری لی، انہوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ»

① وہ خون جو بچے کی پیدائش پر جاری ہوتا ہے۔ (مؤلف)

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

”جب مرد، عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جائے اور اس کا محل ختنہ عورت کے محل ختنہ کے ساتھ مس کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“^①

تو مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صرف دخول پر مرد اور عورت جنبی ہو جاتے ہیں اور ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ انزال شرط نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد، عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھ کر صحبت کرے تو غسل واجب ہو گیا، اگرچہ منی نہ نکلے۔“^②

عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً اللہ حق سے نہیں شرمتا (میں بھی آپ سے مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں) کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسے احتلام ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، جب وہ پانی (منی کا نشان) دیکھے۔“ اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (شرم سے) منہ چھپا لیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں (ہوتا ہے) تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو (اگر ایسا نہیں) تو بتاؤ کہ پھر بچے کی ماں کے ساتھ مشابہت کیسے ہو جاتی ہے؟“^③

معلوم ہوا کہ عورت یا مرد نیند سے اٹھ کر اگر تری، یعنی نشان منی دیکھے تو (یہ احتلام کی

① صحیح مسلم، الحيض، باب نسخ: [الماء من الماء] ووجوب الغسل بالتقاء الختانين، حديث: 349. ② صحيح البخاري، الغسل، باب إذا التقى الختانان، حديث: 291، وصحيح مسلم، الحيض، باب نسخ (الماء من الماء)، حديث: 348. یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔ ③ صحيح البخاري، الغسل، باب إذا احتلمت المرأة، حديث: 282، نیز دیکھیے حديث: 130، وصحيح مسلم، الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، حديث: 313. آخری جملہ بدعائیں، محض ایک محاورہ ہے، مراد تنبیہ کرنا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (ع، ر)

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

علامت ہے، لہذا ان پر غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے اور اگر احتلام کی کیفیت انھیں یاد ہو لیکن نشان نہ پائیں تو غسل فرض نہیں ہوگا، ایسی صورت میں شک کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جنبی عورت کے بالوں کا مسئلہ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال خوب مضبوط گوندھتی ہوں۔ کیا میں انھیں غسل جنابت کے وقت کھولا کروں۔ آپ نے فرمایا: ”ان کا کھولنا ضروری نہیں۔ تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تین لپ پانی اپنے سر پر ڈالے، پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہائے، پس تو پاک ہو جائے گی۔“^①

عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عورتوں کو غسل جنابت کے لیے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ فرمانے لگیں: ابن عمرو پر تعجب ہے، انھوں نے عورتوں کو تکلیف میں ڈال دیا ہے کہ وہ عورتوں کو غسل کے وقت سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔ وہ انھیں سرمندوانے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے؟ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے اور میں اپنے (بال کھولے بغیر) سر پر تین چلو سے زیادہ پانی نہیں ڈالتی تھی۔^②

معلوم ہوا کہ غسل جنابت کے لیے بال کھولنے کی ضرورت نہیں مگر یہ حکم صرف غسل جنابت کا ہے۔ غسل حیض کے لیے بالوں کو کھولنا ضروری ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھیں رسول اللہ ﷺ نے، جب وہ حائضہ تھیں، فرمایا: ”اپنے بال کھولو اور غسل کرو۔“^③

① صحیح مسلم، الحيض، باب حکم صفائر المغتسلۃ، حدیث: 330. ② صحیح مسلم،

الحيض، باب حکم صفائر المغتسلۃ، حدیث: 331، وصحیح ابن خزيمة، حدیث: 247.

③ [صحیح] سنن ابن ماجہ، الطهارة، باب في الحائض كيف تغتسل؟ حدیث: 641، «

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

جنبی سے میل جول اور مصافحہ جائز ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن بحالت جنابت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ ہولیا۔ آپ ایک جگہ بیٹھ گئے اور میں چپکے سے نکل گیا اور گھر جا کر غسل کیا، پھر واپس آیا۔ آپ ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پوچھا: ”اے ابو ہریرہ! تو کہاں گیا تھا؟“ میں نے سارا حال کہہ سنایا تو آپ نے فرمایا: ”سبحان اللہ، تحقیق مومن ناپاک نہیں ہوتا۔“^①

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب کہ مومن ناپاک نہیں ہوتا، یہ ہے کہ مومن ھیتنا نجس اور پلید نہیں ہوتا۔ جنابت، حکمی نجاست ہے حقیقی وحسی نہیں، یعنی شریعت نے مصلحت کی بنا پر ایک حالت میں بوجہ نجس حکمی اس پر غسل واجب کیا ہے، چنانچہ جنبی کے ساتھ ملنا جلنا، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا سب جائز ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے رات کو جنابت لاحق ہو جاتی ہے (نہانے کی ضرورت پڑ جاتی ہے) تو آپ نے فرمایا: ”وضو کرو، اپنی شرمگاہ دھوؤ، پھر سو جایا کرو۔“^②

«وسندہ صحیح، بومیری نے کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ لیکن اس حدیث سے استدلال کل نظر ہے کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بال کھولنے کا حکم اس غسل کے بارے میں ہے جو دورانِ حیض میں ہو اور احرام کے لیے ہو، اس غسل کے بارے میں نہیں جو حیض سے پاک ہونے کے لیے کیا جاتا ہے، دیکھیے سلسلۃ الأحادیث الصحیحة للالبانی، حدیث: 188، ونیل الاوطار: 240/1۔ تاہم بعض علماء نے غسل جنابت اور غسل حیض میں مذکورہ تفریق پر اسماء بنت ہشام رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل حیض کے لیے پانی اور بیری کے پتے استعمال کرنے اور سر پر پانی ڈال کر خوب ملنے کا حکم دیا، جبکہ غسل جنابت کے متعلق بیری کے پتوں کا نہیں فرمایا، اسی طرح سر پر پانی ڈال کر ملنے کا حکم تو دیا لیکن خوب ملنے کا نہیں۔ دیکھیے تمام المنۃ، ص: 125 (ع-و)

① صحیح البخاری، الغسل، باب الجنبت یخرج ویمشي فی السوق وغیرہ، حدیث: 285،
وصحیح مسلم، الحيض، باب الدلیل علی أن المسلم لا ینجس، حدیث: 371، ② صحیح

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ جب حالت جنابت میں کھانا یا سونا چاہتے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے۔^(۱)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور پھر دوبارہ (صحبت) کرنا چاہے تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔“^(۲)

حائضہ سے جماع کرنے کی ممانعت

حیض کی حالت میں عورت سے مجامعت کرنا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾

”پس (ایام) حیض میں عورتوں سے کنارہ کشی کرو (صحبت نہ کرو)۔“^(۳)
اگر کوئی اس گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اس کی بابت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بحالت حیض اپنی عورت سے صحبت کرے تو اسے چاہیے کہ ایک دینار یا نصف دینار خیرات کرے۔“^(۴)
دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے تو نصف دینار سوا دو ماشے سونا ہوا، لہذا ساڑھے چار ماشے یا سوا دو ماشے سونا یا اس کی قیمت صدقہ کرے، یعنی کسی مستحق کو دے دے اور آئندہ کے لیے توبہ کرے۔

«البخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، حديث: 290، وصحيح مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب، حديث: 306. ① صحيح البخاري، الغسل، باب الجنب يتوضأ ثم ينام، حديث: 288، وصحيح مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب، حديث: 305 واللفظ له. ② صحيح مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب،، حديث: 308. ③ البقرة 222:2. ④ [صحيح] سنن أبي داود، الطهارة، باب إتيان الحائض، حديث: 264، وهو حديث صحيح، وجامع الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الكفارة في ذلك، حديث: 137. امام حاكم نے المستدرک: 172، 171/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

جناہت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

رندی کے خارج ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا

سیدنا علیؑ بہت طاقتور جوان تھے اور آپ کو رندی کثرت سے آتی تھی۔ آپ کو مسئلہ معلوم نہ تھا کہ رندی کے خارج ہونے پر غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں۔ چونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے، اس لیے بالمشافہ دریافت کرتے شرم محسوس کی تو اپنے دوست سیدنا مقدادؓ سے کہا کہ وہ مسئلہ دریافت کریں۔ مقدادؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے رندی کے خارج ہونے پر غسل واجب قرار نہ دیا بلکہ فرمایا: ”(اس کے نکلنے پر) صرف وضو کرنا چاہیے۔“^①

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر رندی خارج ہو تو ذکر (آلہ تناسل) کو دھولو اور وضو کرو۔“^② نیز فرمایا: ”اور کپڑے پر جہاں رندی لگنے کا خیال ہو ایک چلو پانی لے کر چھڑک لینا کافی ہے۔“^③

رندی، منی اور ودی میں فرق

رندی: اس لیس دار پتلے پانی کو کہتے ہیں جو شہوت کے وقت لذت و جوش کے بغیر شرمگاہ سے نکلتا ہے اور بسا اوقات اس کے نکلنے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ سے غسل فرض نہیں ہوتا، البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

منی: شرمگاہ سے انزال کے وقت لذت و جوش کے ساتھ خارج ہونے والا سفید پانی

① صحیح البخاری، العلم، باب من استحيا فأمر غيره بالسؤال، حدیث: 132، والوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين من القبل والدبر، حدیث: 178، و صحیح مسلم، الحيض، باب المني، حدیث: 303. ② صحیح البخاری، الغسل، باب غسل المني والوضوء منه، حدیث: 269، و صحیح مسلم، الحيض، باب المني، حدیث: 303. ③ [صحیح سنن أبي داود، الطهارة، باب في المني، حدیث: 210، وسنده حسن، و جامع الترمذي، الطهارة، باب في المني يصيب الثوب، حدیث: 115، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

ہوتا ہے جو انسانی تخلیق کا مادہ اور اصل ہے اور اس کے اس کیفیت کے ساتھ نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔

ودی: وہ گاڑھا سفید میا لے رنگ کا پانی جو پیشاب سے قبل یا بعد خارج ہوتا ہے اور بغیر بوی کے ہوتا ہے۔ اس کے نکلنے پر غسل فرض نہیں ہوتا، البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سیلان رحم موجب غسل نہیں

جن عورتوں کو سفید رطوبت، یعنی لیکور یا کی شکایت ہوتی ہے، اس سے ان پر غسل لازم نہیں ہوتا، تاہم اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، لہذا وہ وضو کر کے حسب معمول نمازیں ادا کرتی رہیں۔

حائضہ کو چھونا اور اس کے ساتھ کھانا جائز ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب عورت حیض^① سے ہوتی تو یہودی اس کے ساتھ کھاتے پیتے نہیں تھے اور نہ اس کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حائضہ سے ہر کام کرو سوائے جماع کے“^②

یعنی حائضہ کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، ملنا جلنا، اسے چھونا اور بوس و کنار وغیرہ سب باتیں جائز ہیں، سوائے فرج میں مجامعت کے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے (حالت حیض میں) ازار باندھنے کا حکم دیتے، سو میں ازار باندھتی۔ آپ مجھے گلے لگاتے تھے اور میں حیض والی ہوتی تھی۔^③

① حیض، یعنی ماہواری کا خون۔ حائضہ: وہ خاتون جو ایام حیض سے گزر رہی ہو۔ (ع، ر)

② صحیح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها.....، حدیث: 302.

③ صحیح البخاری، الحيض، باب مباشرة الحائض، حدیث: 300، وصحیح مسلم،

الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، حدیث: 293.

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد (میں اپنی اعکاف گاہ) سے مجھے بوریا پکڑانے کا حکم دیا۔ میں نے کہا کہ میں حائضہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔“^①

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی اکرم ﷺ میری گود کو تکبہ بنا کر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تھے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔^②

جنبی کے قرآن پڑھنے کی کراہت

حالت جنابت میں قرآن حکیم کی تلاوت کے ممنوع ہونے کے بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے، رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کو قرآن پڑھنے سے جنابت کے سوا اور کوئی چیز نہیں روکتی تھی۔“^③

حافظ ابن حجر نے فرمایا:

”حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن کی قسم سے ہے اور دلیل بننے کے لائق ہے۔“^④

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی کے لیے قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے چونکہ جنابت عموماً ایک اختیاری حالت ہے جس کا ازالہ بھی اختیاری ہے، یعنی غسل کر کے یا (کسی وجہ سے غسل نہ کر سکنے کی صورت میں) تیمم کر کے انسان اس حالت کو دور کر سکتا ہے، لہذا جنبی شخص کے لیے قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے۔

① صحیح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها.....، حدیث: 298.

② صحیح البخاری، الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض، حدیث:

297، وصحیح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها.....، حدیث: 301.

③ سنن أبي داود، الطهارة، باب في الجنب يقرأ القرآن، حدیث: 229، وهو حدیث حسن،

وجامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال.....، حدیث:

146. ④ فتح الباری: 408/1، تحت الحدیث: 305.

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

سیدنا علیؑ سے موقوفاً بھی حسن سند کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک جنبی نہ ہو جاؤ اور اگر جنابت لاحق ہو جائے تو پھر ایک حرف بھی نہ پڑھو۔^①

سیدنا ابن عمرؓ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ وہاں سے ایک آدمی گزرا تو اس نے آپ کو سلام کیا مگر آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہیں دیا۔^②

جب حدث اصغر کی حالت میں سلام کا جواب دینا مکروہ ہوا تو جنبی کا قرآن کی تلاوت کرنا بالاولیٰ مکروہ ہوا، البتہ باقی اذکار کی بابت امام نووی فرماتے ہیں: جنبی کے لیے تسبیح، تحمید، تکبیر اور دیگر دعائیں اور اذکار بالا جماع جائز ہیں۔^③

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔^④

کیا حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے؟

حالت حیض و نفاس میں قرآن کریم کی تلاوت کے ممنوع و ناجائز ہونے کے بارے میں کوئی مقبول (صحیح یا حسن) حدیث نہیں ہے، لہذا حائضہ عورت قرآن چھوئے بغیر زبانی تلاوت کر سکتی ہے جبکہ ذکر و اذکار اور دعائیں بالا جماع جائز ہیں۔

اس کی دلیل عائشہؓ کی حدیث ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں ایام حج میں حائضہ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی ہر وہ کام کرو جو حاجی کرتا ہے۔“^⑤

ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حیض والی عورتوں کو بھی عید کے روز عید گاہ

① سنن الدار قطنی: 118/1، حدیث: 419. وقال: «هو صحيح عن علي» وسنده حسن.

② صحيح مسلم، الحيض، باب التيمم، حدیث: 370. معلوم ہوا کہ پیشاب کی حالت میں نہ تو کسی کو سلام کرنا چاہیے اور نہ کسی کے سلام کا جواب دینا چاہیے۔ ③ المجموع: 2/164. ④ صحيح مسلم، الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها، حدیث: 373. ⑤ صحيح البخاري، الحيض، باب الأمر بالنفساء إذا نفسن، حدیث: 294، والحج، باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت.....، حدیث: 1650، وصحيح مسلم، الحج، باب «

جنابت اور حیض سے متعلقہ احکام و مسائل

جانے کا حکم دیا تا کہ وہ لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا کریں لیکن نماز نہ پڑھیں۔^①

استحاضہ کا مسئلہ

استحاضہ یہ ہے کہ ایام حیض کے بعد بھی عورت کی شرمگاہ سے خون کا نکلنا جاری رہے۔ یہ ایک مرض ہے۔ جب عورت اپنے حیض کی عادت کے دن پورے کر لے تو پھر اسے غسل کر کے نماز شروع کر دینا لازم ہے کیونکہ خون استحاضہ کا حکم خون حیض سے مختلف ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابوجحیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے خون استحاضہ آتا ہے اور میں (بوجہ خون استحاضہ) پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، خون استحاضہ ایک (اندرونی) رگ (سے بہتا) ہے اور یہ خون، حیض نہیں ہے۔ پس جب تجھے حیض کا خون آئے تو ایام حیض کے بقدر نماز چھوڑ دے اور جس وقت خون حیض بند ہو جائے (اور خون استحاضہ شروع ہو) تو اپنے استحاضہ کے خون کو دھواور نماز پڑھ۔“^②

حاصل کلام یہ کہ مستحاضہ پاک عورت کی طرح ہے۔ ایام حیض کے بعد غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ ہاں یہ بہت ضروری ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتی رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت ابوجحیش رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمایا: ”ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرو۔“^③

« بیان وجہ الإحرام.....، حدیث: 1211. ① صحیح البخاری، الحيض، باب شهود الحائض العیدین.....، حدیث: 324، وصحیح مسلم، صلاة العیدین، باب ذکر إباحة خروج النساء في العیدین إلى المصلی.....، حدیث: 890. ② صحیح البخاری، الحيض، باب الاستحاضة، حدیث: 306، وصحیح مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها، حدیث: 333. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب غسل الدم، حدیث: 228. خون حیض، «

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

حائضہ کے لیے نماز اور روزے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت حیض سے ہوتی ہے تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔“^①

ایک عورت معاذہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزے کی قضا تو دیتی ہے، نماز کی نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں حیض آیا کرتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم تو دیا جاتا مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“^②

۱۱ بلوغت کی علامت ہے۔ یہ ایک طبعی خون ہے، اس کا آنا بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتا، اس کے برعکس استحاضہ بیماری کی علامت ہے چونکہ یہ خون، حیض سے پہلے بھی آتا ہے اور حیض کی مدت گزر جانے کے باوجود نہیں رکتا، اس لیے بعض خواتین اسے بھی حیض سمجھ کر نماز چھوڑے رکھتی ہیں، لہذا اس مسئلے کو بالوضاحت سمجھنا ضروری ہے:

● اگر کسی عورت کو خون استحاضہ شروع ہو جائے اگر اس سے پہلے اس کی عادت حیض معلوم تھی کہ اتنے دن حیض آتا ہے تو یہ عورت اپنی عادت کے مطابق عمل کر کے اتنے دن حائضہ رہے گی جبکہ باقی ایام استحاضہ کے شمار کرے گی جس میں ہر فرض نماز کے لیے وضو کر کے نماز پڑھے گی۔

● اگر اسے اپنے حیض کی عادت معلوم نہیں لیکن اسے دونوں خونوں کے درمیان فرق کا علم ہے کہ حیض کا خون گاڑھا، سیاہ اور بدبودار ہوتا ہے، جبکہ خون استحاضہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ اگر دونوں خونوں کے درمیان تمیز کر سکتی ہے تو جسے وہ حیض سمجھے اس خون کو خون حیض سمجھ کر حائضہ بنی رہے اور اس کے بعد کے دنوں میں مستحاضہ شمار ہوگی۔

● اگر اسے نہ تو اپنی عادت کا علم ہے اور نہ ہی دونوں خونوں کے درمیان تمیز کر سکتی ہے تو اس صورت میں وہ عورتوں کی عام عادت کے مطابق مہینے میں چھ، سات دن حیض کے شمار کرے گی جبکہ باقی دن استحاضہ کے شمار کرے گی۔ دیکھیے نیل الاوطار: 259/1 (ع۔و)۔

① صحیح البخاری، الحيض، باب ترك الحائض الصوم، حدیث: 304، وصحیح مسلم، الإيمان، باب بيان نقصان الإيمان، حدیث: 79. ② صحیح مسلم، الحيض، باب وجوب

جنابت اور حیض سے متعلق احکام و مسائل

نفاس کا حکم

بچے کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے، اسے نفاس کہتے ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نفاس والی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چالیس دن بیٹھا کرتی تھیں۔^① یعنی عام طور پر چالیس دن نفاس کی حالت میں رہتے ہوئے نماز، روزہ اور جماع سے اجتناب کرتی تھیں۔

اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کے نزدیک نفاس کے خون کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اگر چالیس روز کے بعد بھی خون جاری رہے تو اکثر اہل علم کے نزدیک وہ خون استحاضہ ہے جس میں عورت ہر نماز کے لیے وضو کرتی ہے۔ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں۔

نفاس اور حیض کے خون کا حکم ایک جیسا ہے، یعنی ان حالات میں نماز، روزہ اور جماع منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایام نفاس کی نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔^② ابن المنذر نیشاپوری فرماتے ہیں: نفاس کے خون کی وجہ سے نماز ترک کی جاتی ہے، لہذا اگر یہ خون بند ہو جائے تو فرض نماز پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے۔^③

« قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، حديث: 335. ① [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب ماجاء في وقت النفساء، حديث: 312، وهو حديث حسن، وجامع الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كم تمكث النفساء؟ حديث: 139، وسنن ابن ماجه، الطهارة، باب النفساء كم تجلس؟ حديث: 648. امام حاكم نے المستدرک: 175/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح، جبکہ امام نووی رحمہ اللہ نے المجموع: 525/2 میں حسن کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب ماجاء في وقت النفساء، حديث: 312 وهو حديث حسن. امام حاكم نے المستدرک: 175/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 253/2.

www.KITABOSUNNAT.COM



غسل جنابت کا طریقہ

میسونہ رحمۃ اللہ علیہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھ دھوئے، پھر دائیں کے ساتھ بائیں پر پانی ڈالتے ہوئے شرمگاہ کو دھویا، پھر بایاں ہاتھ، جس سے شرمگاہ کو دھویا تھا، زمین پر گرزا، پھر اسے دھویا، پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر تین بار سر پر پانی ڈالا اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچایا، پھر تمام بدن پر پانی ڈالا، پھر جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔^①

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی حدیث میں (غسل جنابت کا وضو کرتے وقت) سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے۔^②

عائشہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے سر کا مسح نہیں کیا بلکہ اس پر پانی ڈالا۔ امام نسائی نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: ”جنابت کے وضو میں سر کا مسح ترک کرنا۔“^③

① صحیح البخاری، الغسل، باب تفریق الغسل والوضوء، حدیث: 265، و صحیح مسلم، الحیض، باب صفة غسل الجنابة، حدیث: 317. ② فتح الباری: 472/1، تحت الحدیث: 249. ③ [صحیح] سنن النسائي، الغسل، باب ترك مسح الرأس في الوضوء من الجنابة، حدیث: 422، وسندہ صحیح غریب.

غسل کا بیان

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد سے سوال کیا کہ جبئی جب (غسل سے قبل) وضو کرے تو کیا سر کا مسح بھی کرے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ مسح کس لیے کرے جب کہ وہ اپنے سر پر پانی ڈالے گا؟

امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے نہاتے اور دونوں اس سے چلو بھر بھر کر لیتے تھے۔^①

آبادی میں غسل کرتے وقت پردے کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔^②
تنبیہ: نماز کے لیے غسل جنابت کا وضو کافی ہے۔

دیگر غسل

غسل جنابت کے بعد اب ان احوال کا ذکر کیا جا رہا ہے جن میں غسل کرنا واجب، مسنون یا مستحب ہے۔

جمعہ کے دن غسل

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ»

”جب تم میں سے کوئی شخص نماز جمعہ کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔“^③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر حق ہے

① صحیح البخاری، الغسل، باب تخیل الشعر.....، حدیث: 273. ② صحیح البخاری، الغسل، باب التستر فی الغسل عند الناس، حدیث: 281، 280، وصحیح مسلم، الحيض، باب تستر المغتسل بثوب ونحوه، حدیث: 337، 336. ③ صحیح البخاری، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة.....، حدیث: 877، وصحیح مسلم، الجمعة، باب كتاب الجمعة، حدیث: 844.

غسل کا بیان

کہ ہفتے میں ایک دن (جمعے کو) غسل کرے۔ اس میں سر اور اپنا بدن دھوئے۔“^①
سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن ہر بالغ مسلمان پر نہانا واجب ہے۔“^②

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جمعے کے دن غسل کرنا واجب ہے کیونکہ اس کی احادیث زیادہ صحیح اور قوی ہیں۔ ابن حزم اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے۔^③

ر میت کو غسل دینے والا غسل کرے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میت کو غسل دے اسے چاہیے کہ وہ خود بھی نہائے۔“^④

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم میت کو غسل دیتے، پھر ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض نہ کرتے۔^⑤

دونوں احادیث کو ملانے سے مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جو شخص میت کو غسل دے، اس کے

① صحیح البخاری، الجمعة، باب هل علی من لم يشهد الجمعة غسل.....؟ حدیث: 897،
و صحیح مسلم، الجمعة، باب الطيب والسواك يوم الجمعة، حدیث: 849. ② صحیح
البخاری، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة.....، حدیث: 879، و صحیح مسلم، الجمعة،
باب وجوب غسل الجمعة علی كل بالغ من الرجال.....، حدیث: 846. ③ دیکھیے المحلی:
255/1، و نیل الأوطار: 275/1. ④ [حسن صحیح] سنن أبي داود، الجنائز، باب في الغسل
من غسل الميت، حدیث: 3162، 3161، وهو حدیث حسن، و جامع الترمذی، الجنائز، باب
في الغسل من غسل الميت، حدیث: 993، و سنن ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في غسل
الميت، حدیث: 1463. امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ ابن حبان نے الموارد، حدیث: 751 میں اور
امام حاکم نے المستدرک: 23/1 میں صحیح کہا ہے۔ ⑤ [صحیح] السنن الكبرى للبيهقي: 306/1،
وسنن الدارقطني: 72/2، حدیث: 1802، وسنده صحیح، حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبير:
138/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔

غسل کا بیان

لیے نہانا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

نومسلم کے لیے غسل

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کریں۔^①

عیدین کے روز غسل

نافع کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے روز عید گاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔^②
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جمعہ، عرفہ، قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیے۔^③
یہ عیدین کے روز غسل پر سب سے اچھی دلیل ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں: اس مسئلے میں اعتماد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر پر ہے، نیز اس کی بنیاد جمعے کے غسل پر قیاس ہے۔^④

احرام کا غسل

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔^⑤

- ① [حسن صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب في الرجل يسلم فيؤمر بالغسل، حديث: 355، وهو حديث صحيح، وجامع الترمذي، الجمعة، باب ما ذكر في الاغتسال عندما يسلم الرجل، حديث: 605. وقال: "حسن" امام نووی نے المجموع: 152/2 میں اسے حسن جبکہ امام ابن خزیمہ نے حديث: 254، 255 میں اور ابن حبان نے الموارد، حديث: 234 میں صحیح کہا ہے۔
- ② [صحیح] الموطأ للإمام مالك، العيدين، باب العمل في غسل العيدين، حديث: 436.
- ③ [صحیح] السنن 1/177، حديث: 428، و سندہ صحیح اس کی سند أصح الأسانيد ہے۔ ④ [صحیح] السنن الكبير للبيهقي: 3/278، والشافعي في الأم: 7/163، و سندہ صحیح، و شرح معاني الآثار: 1/119. ⑤ [حسن] جامع الترمذي، الحج، باب ما جاء في الاغتسال عند الإحرام، حديث: 830، و سندہ حسن امام ترمذی نے اسے حسن اور ابن خزیمہ نے حديث: 2595 «

رکے میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے میں داخل ہوتے وقت غسل کرتے تھے۔^①

مسواک کا بیان

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو مسواک فرماتے۔^②

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کو ہر دو رکعت کے بعد مسواک کرتے۔^③
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”مسواک منہ کے لیے طہارت کا سبب اور اللہ کی رضا مندی کا ذریعہ ہے۔“^④

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اپنی امت کے لیے مشکل نہ جانتا تو انھیں ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا (وجوبی) حکم دے دیتا۔“^⑤

» میں صحیح کہا ہے۔ ① صحیح البخاری، الحج، باب الاہلال مستقبل القبلة، حدیث: 1553، و باب الاغتسال..... حدیث: 1573، و صحیح مسلم، الحج، باب استحباب المیت بذی طوی..... حدیث: 1259. ② صحیح البخاری، الوضوء، باب السواک، حدیث: 245، و صحیح مسلم، الطہارۃ، باب السواک، حدیث: 255. ③ صحیح مسلم، صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ النبی ﷺ، و دعاء ہ باللیل، حدیث: 763/191، ترقیم دار السلام: 1799. ④ [صحیح سنن النسائی، الطہارۃ، باب الترغیب فی السواک، حدیث: 5، و هو حدیث صحیح امام نووی نے المجموع: 26/1 میں اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 143 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحیح البخاری، الجمعة، باب السواک یوم الجمعة، حدیث: 887، و صحیح مسلم، الطہارۃ، باب السواک، حدیث: 252. غالباً اسی فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے آپ قیام اللیل کی ہر دو رکعت کے بعد مسواک فرماتے تھے۔ سنن ابن ماجہ، الطہارۃ و سنتہا، باب السواک، حدیث: 288. جبکہ امت کے لیے پسند تو اس بات کو کیا کہ وہ ہر نماز سے پہلے مسواک کرے لیکن مشقت کے ڈر سے وجوبی حکم نہیں دیا۔ [اللہم صل علی محمد و علی آل محمد] (ع، ر)

وضو کا بیان

نیند سے جاگ کر پہلے ہاتھ دھونا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِّنْ نَّوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ»

”جب تم نیند سے جاگو تو اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈالو جب تک کہ اسے (تین بار) دھونے کو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔“^①

مطلب یہ کہ نیند سے جاگ کر ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھونے کے بعد پانی کے برتن میں ڈالنے چاہئیں۔ ہو سکتا ہے رات کو ہاتھ بدن کے کسی خاص حصے کو لگ کر پلید ہو گئے ہوں۔

تین بار ناک جھاڑنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنے لگو تو پانی چڑھا کر تین بار ناک جھاڑو کیونکہ شیطان ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے۔“^②

① صحیح البخاری، الوضوء، باب الاستجمار وترا، حدیث: 162، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب کراہۃ غمس المتوضئ وغیرہ یدہ المشکوک فی نجاستہا فی الإناء قبل غسلہا ثلاثا، حدیث: 278۔ تین بار دھونے کا ذکر مسلم کی روایت میں ہے۔ (ع، ر) ② صحیح البخاری، بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، حدیث: 3295، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب الإيتار»

سونے والے کے ناک کے بانے میں شیطان کے رات گزارنے کی کیفیت اور حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارا فرض ایمان لانا ہے کہ واقعی شیطان رات گزارتا ہے۔

مسنون وضو کی مکمل ترتیب

- وضو کے شروع میں ”بِسْمِ اللّٰهِ“ ضرور پڑھنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کہتے ہوئے وضو کرو۔^①
- واضح رہے کہ وضو کی ابتدا کے وقت صرف ”بِسْمِ اللّٰهِ“ کہنا چاہیے۔ ”الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ کے الفاظ کا اضافہ سنت سے ثابت نہیں۔^②
- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام نہیں لیتا اس کا وضو نہیں۔“^③
- رسول اللہ ﷺ جو تے پہننے، کنگھی کرنے، طہارت کرنے اور دیگر تمام کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔^④
- پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین بار دھوئیں۔^⑤

« في الاستنثار والاستجمار، حديث: 238. ① [صحيح] سنن النسائي، الطهارة، باب التسمية عند الوضوء، حديث: 78 وسنده صحيح، وصحيح ابن خزيمة، الصلاة، باب ذكر تسمية الله عز وجل عند الوضوء، حديث: 144. امام نووي نے کہا ہے کہ اس کی سند جید ہے۔ وصححه ابن خزيمة، حديث: 144.

② یہ سنت سے شدید محبت کی علامت ہے کہ جتنا مرشد اعظم ﷺ نے بتایا، اتنا ہی پڑھا جائے۔ (ع، ر)

③ [حسن] سنن أبي داود، الطهارة باب في التسمية على الوضوء، حديث: 101. وهو حديث حسن، حافظ منذري نے الترغیب: 1/164 میں شواہد کی بنا پر اسے حسن کہا ہے۔ اگر بِسْمِ اللّٰهِ بھول گئی اور وضو کے دوران میں یاد آئی تو فوراً پڑھ لے ورنہ وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بھول معاف ہے۔ (ع، ر)

④ صحيح البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، حديث: 168، وصحيح مسلم، الطهارة، باب التيمن في الطهور وغيره، حديث: 268. ⑤ صحيح البخاري، «

- ہاتھوں کو دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کے درمیان خلال کریں۔^①
- پھر ایک چلو لے کر آدھے سے کلی کریں اور آدھا ناک میں ڈالیں اور ناک کو بائیں ہاتھ سے جھاڑیں۔ یہ عمل تین دفعہ کریں۔^②
- پھر تین بار چہرہ دھوئیں۔^③
- پھر ایک چلو لے کر اسے ٹھوڑی کے نیچے داخل کر کے داڑھی کا خلال کریں۔^④
- پھر دایاں ہاتھ کہنی سمیت تین بار دھوئیں، پھر بایاں ہاتھ بھی کہنی سمیت تین بار دھوئیں۔^⑤
- پھر سر کا مسح کریں۔ دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصے سے شروع کر کے گدی تک پیچھے لے جائیں، پھر پیچھے سے آگے اسی جگہ لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔^⑥
- آپ نے سر کا ایک دفعہ مسح کیا۔^⑦

«الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، حدیث: 159، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء وکمالہ، حدیث: 226. ① [صحیح] سنن أبی داود، الطہارۃ، باب فی الاستنثار، حدیث: 142، وسندہ حسن، وهو حدیث صحیح وجامع الترمذی، الطہارۃ، باب فی تخلیل الأصابع، حدیث: 38. امام ترمذی، حاکم نے المستدرک: 148، 147/1 میں، ذہبی، ابن خزیمہ نے حدیث: 168، 150 اور ابن حبان (الموارد، حدیث: 159) میں اور نووی نے المجموع: 352/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الوضوء، باب من مضمض و استنشق من غرۃ واحدة، حدیث: 191، وباب الوضوء من الثور، حدیث: 199، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب آخر فی صفۃ الوضوء، حدیث: 235. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب مسح الرأس کلہ، حدیث: 185، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب آخر فی صفۃ الوضوء، حدیث: 235. ④ [صحیح] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ماجاء فی تخلیل اللحیۃ، حدیث: 31. وسندہ حسن، امام ترمذی، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 154 میں اور ابن خزیمہ نے حدیث: 152، 151 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحیح البخاری، الصیام، باب سواک الرطب والیابس للصلائم، حدیث: 1934، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب آخر فی صفۃ الوضوء، حدیث: 236. ⑥ صحیح البخاری، الوضوء، باب مسح الرأس کلہ، حدیث: 185، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب آخر فی صفۃ الوضوء، حدیث: 235. ⑦ صحیح البخاری، الوضوء، باب غسل الرجلین،

وضو کا بیان

- پھر کانوں کا مسح اس طرح کریں کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں داخل کر کے اندرونی جانب سے گزار کر کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کریں۔^(۱)
- پھر دریاں پاؤں ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں اور بایاں پاؤں بھی ٹخنوں سمیت تین بار دھوئیں۔^(۲)
- جب بھی وضو کریں تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کریں۔^(۳)
- سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال ہاتھ کی چھگی (چھوٹی انگلی) سے کر رہے تھے۔^(۴)
- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر زخم پر پٹی بندھی ہوئی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کر لے اور اگر گرد کو دھولے۔^(۵)

«إلى الكعيعين، حديث: 186، وصحيح مسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، حديث: 235. ① [صحيح] سنن ابن ماجه، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين، حديث: 439، وهو حديث صحيح، وجامع الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في مسح الأذنين ظاهرهما وباطنهما، حديث: 36 (بدون ذكر السبابتين والإبهامين). امام ترمذی نے اور ابن خزیمہ نے حدیث: 148 میں اسے صحیح کہا ہے۔ یاد رہے سوراخوں والا مسئلہ سنن أبي داود، حدیث: 131 اور سنن ابن ماجه، حدیث: 441 میں حسن سند کے ساتھ موجود ہے۔ ② صحيح البخاري، الصيام، باب سواك الرطب واليابس للصائم، حدیث: 1934، وصحيح مسلم، الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله، حدیث: 226. ③ [حسن] جامع الترمذي، الطهارة، باب في تخليل الأصابع، حدیث: 39، وهو حديث حسن، وسنن ابن ماجه، الطهارة، باب تخليل الأصابع، حدیث: 447. امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الطهارة، باب غسل الرجل، حدیث: 148، وهو حديث حسن، وجامع الترمذي، الطهارة، باب في تخليل الأصابع، حدیث: 40. اسے امام مالک نے حسن کہا ہے۔ ⑤ [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي، الطهارة، باب المسح على العصائب والجباثر، حدیث: 228/1، وسنده حسن، امام بیہقی نے اسے صحیح کہا ہے۔

رتنبیہات

● کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ذکر جس حدیث میں ہے اسے امام ابو داؤد نے حدیث: 139 میں، امام نووی نے المجموع: 360/1 میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخیص الحبیر: 78/1 میں ضعیف کہا ہے۔ امام نووی اور امام ابن قیم رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا طریقہ چلو سے آدھا پانی منہ میں اور آدھا ناک میں ڈالنا ہے۔^①

کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے الگ الگ پانی لینے کا ثبوت بھی ایک اور حدیث میں ہے۔ شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے علی اور عثمان رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انھوں نے وضو کیا، تین تین دفعہ (اعضاء کو دھوتے ہوئے) پھر دونوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح وضو کیا تھا، اور (شقیق نے) بیان کیا کہ ان دونوں نے کلی اور ناک کے لیے الگ الگ پانی لیا تھا۔^②

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کانوں کا تعلق سر سے ہے۔“^③
اس کا مطلب یہ ہے کہ کانوں کے لیے نئے پانی کی ضرورت نہیں۔^④
کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینے والی روایت کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام، حدیث: 37 میں شاذ قرار دیا ہے۔

① المجموع: 397/1، وزاد المعاد، فصل فی ہدیہ فی الوضوء: 192/1. ② التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة، ص: 588، حدیث: 1410 وسنده حسن لذاته. ③ [صحيح] سنن الدار قطنی: 98/1 حدیث: 327. وسنده قوي، ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کے صحیح ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھیے التحقیق فی اختلاف الحدیث لابن الجوزی: 95، 94/1، حدیث: 153.
④ اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ کانوں کا حکم چہرے والا نہیں کہ انھیں دھویا جائے بلکہ ان کا حکم سروا لا ہے، یعنی ان کا مسح کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

● حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (گدی کے نیچے) گردن کے (الگ) مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔^① گردن کے مسح کی روایت کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں: یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

روضو کے بعد کی مسنون دعائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْكُمْ مَنْ أَحَدٌ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ السَّمَاوِيَّةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ»

”تم میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں کہ جو پورا وضو کرے، پھر یہ کہے: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔“ مگر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو۔“^②

● ابوداؤد کی ایک روایت میں اس دعا کو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر پڑھنے کا ذکر ہے مگر یہ روایت صحیح نہیں۔ اس میں ابو عقیل کا پچا زاد بھائی مجہول ہے۔^③

روضو کے بعد یہ دعا بھی پڑھیں:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ
وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

① زاد المعاد، فصل في هديه في الوضوء: 195/1. سر اور کانوں کے مسح کے بعد اُلٹے ہاتھوں کے ساتھ گردن کا مسح کسی صحیح و مقبول حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ (ز۔ع) ② صحيح مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، حديث: 234. ③ سنن أبي داود، الطهارة، باب «

”اے اللہ! تو اپنی تمام تر تعریفات کے ساتھ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔“^①

ر وضو کی خود ساختہ دعائیں

رسول اللہ ﷺ کی سنت سے وضو کے شروع میں (بسم اللہ) اور بعد میں شہادتین کا پڑھنا ثابت ہے۔ لیکن بعض لوگ وضو میں ہر عضو دھوتے وقت ایک ایک دعا پڑھتے ہیں اور وہ دعائیں مروجہ کتب نماز میں پائی جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دعائیں سنت پاک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول اکرم ﷺ پر دین مکمل کر دیا تو پھر دینی اور شرعی امور میں کمی بیشی کرنا کسی امتی کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے۔

امام نووی اور حافظ ابن قیم رحمہما فرماتے ہیں: ہر عضو کے لیے مخصوص اذکار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔^②

ر وضو کے دیگر مسائل

احادیث میں وضو کے اعضاء کو دو دو بار اور ایک ایک بار دھونے کا ذکر بھی آیا ہے لیکن نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اکثر عمل تین تین بار دھونے پر رہا ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب علماء کا اتفاق ہے کہ اعضاء کا ایک ایک بار دھونا بھی کافی ہے۔

”ما یقول الرجل إذا توضأ؟ حدیث: 170. وسنده ضعیف. ① [صحیح] عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: 81، السنن الکبریٰ للنسائی: 9909 وسنده حسن وأعله النسائی، والمستدرک للحاکم: 564/1، حدیث: 2072 وصححه علی شرط مسلم ووافقه الذہبی. امام حاکم نے، حافظ ذہبی نے اور ابن حجر نے التلخیص الحبیر: 102/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ترمذی کی روایت: 55 (وسنده ضعیف) میں دعا: [اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِیْنَ] ابھی مذکور ہے مگر خود انھوں نے اسے مضطرب (ضعیف کی ایک قسم) قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ② زاد المعاد: 195/1.

ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وضو کی کیفیت دریافت کی تو آپ نے اسے اعضاء کا تین تین بار دھونا سکھایا اور فرمایا: ”اس طرح کامل وضو ہے، پھر جو شخص اس (تین تین بار دھونے) پر زیادہ کرے یا (یوں) کی کرے (کہ کسی عضو کو چھوڑ ڈالے یا پورا نہ دھوئے) پس تحقیق اس نے (ترک سنت کی بنا پر) برا کیا اور (مسنون حد سے تجاوز کر کے) زیادتی کی اور (رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے اپنی جان پر) ظلم کیا۔“^①

ر مسنون وضو سے گناہوں کی بخشش

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس وقت بندہ مومن وضو شروع کرتا ہے، پھر کلی کرتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے تو اس کے منہ اور ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جس وقت چہرہ دھوتا ہے اس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ چہرہ دھوتے وقت گناہ داڑھی کے کناروں سے بھی گرتے ہیں اور جس وقت وہ کہنیوں سمیت ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں، پھر جس وقت مسح کرتا ہے تو اس کے بالوں کے کناروں سے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جس وقت پاؤں دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ دونوں پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں، پھر اس کے بعد اگر وہ کھڑا ہوا اور نماز پڑھی، اللہ کی تعریف، ثنا اور بزرگی یوں بیان کی جیسے اس کا حق ہے اور اپنا دل اللہ کی یاد کے لیے فارغ کیا تو وہ گناہوں سے اس طرح (پاک ہو کر) لوٹتا ہے جیسے وہ اس دن

① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب الوضوء، ثلاثا ثلاثا، حدیث: 135 وسندہ حسن، وسنن النسائي، الطهارة، باب الاعتداء في الوضوء، حدیث: 140، امام ابن خزيمة نے حدیث: 174 میں اور امام نووی نے المجموع: 438/1 میں اسے صحیح، جبکہ حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیبر: 83/1 میں جید کہا ہے۔

(پاک) تھا جب اسے اس کی ماں نے جنتا تھا۔“^①

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ اپنی امت کو (میدان حشر میں) دوسری امتوں (کے بے شمار لوگوں) سے کس طرح پہچانیں گے تو آپ نے فرمایا: ”میرے امتی وضو کے اثر سے سفید (نورانی) چہرے اور سفید (نورانی) ہاتھ پاؤں والے ہوں گے۔ اس طرح ان کے سوا اور کوئی نہیں ہوگا۔“^②

خشک ایڑیوں کو عذاب

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے۔ راستے میں ہمیں پانی ملا۔ ہم میں سے ایک جماعت نے نماز عصر کے لیے جلد بازی میں وضو کیا۔ پیچھے سے ہم بھی پہنچ گئے (دیکھا کہ) ان کی ایڑیاں خشک تھیں، انھیں پانی نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(خشک) ایڑیوں کے لیے آگ سے خرابی ہے، پس وضو پورا کیا کرو۔“^③

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو بڑی احتیاط سے، سنوار کر اور پورا کرنا چاہیے۔ اعضاء کو خوب اچھی طرح اور تین تین بار دھونا چاہیے تاکہ ذرہ برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔ ایک شخص نے وضو کیا اور اپنے قدم پر ناخن کے برابر جگہ خشک چھوڑ دی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ”واپس جا اور اچھی طرح وضو کر۔“^④

① صحیح مسلم؛ صلاة المسافرين، باب إسلام عمرو بن عبسۃ، حدیث: 832، وسنن النسائی، حدیث: 103 میں چہرہ دھونے کے ساتھ آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے اور سر کے مسح کے ساتھ کانوں کے گناہ نکل جانے کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ ② صحیح مسلم، الطہارۃ، باب استحباب إطالة الغرة والتجلیل فی الوضوء، حدیث: 248,247. ③ صحیح مسلم، الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما، حدیث: 241. ④ صحیح مسلم، الطہارۃ، باب وجوب استیعاب جمیع أجزاء محل الطہارۃ، حدیث: 243.

روضو سے بلندی درجات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طہارت آدھا ایمان ہے۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے دلی دوست محمد ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”(جنت میں) مومن کا زیور (نور) وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! (ارشاد فرمائیں) آپ نے فرمایا: ”مشقت (بیماری یا سردی وغیرہ) کے وقت کامل اور سنوار کر وضو کرنا، مسجدوں کی طرف اٹھنے والے قدموں کا زیادہ ہونا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا (گناہ مٹاتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے)۔“^③

تحیۃ الوضو پڑھنے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اور خوب سنوار کر اچھا وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دل اور چہرے سے (ظاہری و باطنی طور پر) متوجہ ہو کر دو رکعت (نفل) نماز ادا کرے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“^④

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے وقت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے بلال! میرے سامنے اپنا وہ عمل بیان کر جو تو نے اسلام میں کیا اور جس پر تجھے ثواب کی بہت زیادہ امید ہے کیونکہ میں نے اپنے آگے جنت میں تیری جوتیوں

① صحیح مسلم، الطہارۃ، باب فضل الوضوء، حدیث: 223. ② صحیح مسلم، الطہارۃ، باب تبلغ الحلیۃ حیث یبلغ الوضوء، حدیث: 250. ③ صحیح مسلم، الطہارۃ، باب فضل إسماعیل الوضوء علی المکارہ، حدیث: 251. ④ صحیح مسلم، الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، حدیث: 234.

کی آواز سنی ہے۔“ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے نزدیک جس عمل پر مجھے (ثواب کی) بہت زیادہ امید ہے وہ یہ ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا تو وضو کے ساتھ جس قدر نفل نماز میرے مقدر میں تھی، ضرور پڑھی (ہر وضو کے بعد نوافل پڑھے)۔^①

ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کرنا

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور موزوں پر مسح بھی کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے وہ کام کیا جو آپ پہلے نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اے عمر! میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے (تا کہ لوگوں کو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کا جواز معلوم ہو جائے)۔“^② معلوم ہوا کہ وضو قائم ہونے کی صورت میں ہر نماز کے لیے وضو فرض نہیں بلکہ افضل ہے۔

دودھ پینے سے کلی کرنا

بے شک رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا، پھر کلی کی اور فرمایا: ”اس میں چکنائی ہے۔“^③ آپ نے بکری کا شانہ کھایا، اس کے بعد نماز پڑھی اور دوبارہ وضو نہ کیا۔^④ آپ نے ستو کھائے، پھر کلی کر کے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔^⑤

① صحیح البخاری، التہجد، باب فضل الطہور باللیل والنہار.....، حدیث: 1149، وصحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال، حدیث: 2458. ② صحیح مسلم، الطہارۃ، باب جواز الصلوات کلھا بوضوء واحد، حدیث: 277. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب هل یمضمض من اللبن؟ حدیث: 211، وصحیح مسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، حدیث: 358. ④ صحیح البخاری، الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، حدیث: 207، وصحیح مسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، حدیث: 354. ⑤ صحیح البخاری، الوضوء، باب من مضمض من السويق ولم يتوضأ، حدیث: 209.

موزوں وغیرہ پر مسح کے متعلق احکام و مسائل

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ: "دَعْهُمَا فَإِنِّي أَذْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ" فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا»

”میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میں نے وضو کے وقت چاہا کہ آپ کے دونوں موزے اتار دوں۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں رہنے دو میں نے انھیں طہارت کی حالت میں پہنا تھا، پھر آپ نے ان پر مسح کیا۔“^①

شرح بن ہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کی مدت کے متعلق پوچھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے (مسح کی مدت) تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات مقرر فرمائی ہے۔^②

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حالت سفر میں رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ ہم اپنے موزے تین دن اور تین راتوں تک پاخانہ، پیشاب یا سونے کی وجہ سے نہ اتاریں (بلکہ ان پر مسح کریں) ہاں جنابت کی صورت میں (موزے اتارنے کا حکم دیتے)۔^③

① صحیح البخاری، الوضوء، باب إذا أدخل رجله وهما طاهرتان، حدیث: 206. موزوں سے مراد زم چمڑے کی جڑائیں ہیں۔ (ع، ر)

② صحیح مسلم، الطہارۃ، باب التوقیت فی المسح علی الخفین، حدیث: 276. امام نووی، اوزاعی اور امام احمد رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ مسح کی مدت موزے پہننے کے بعد، وضو کے ٹوٹ جانے سے نہیں بلکہ پہلا مسح کرنے سے شروع ہوتی ہے، یعنی اگر ایک شخص نماز فجر کے لیے وضو کرتا ہے اور موزے یا جڑائیں پہن لیتا ہے، پھر نماز ظہر کے لیے وضو کرتے وقت اس نے موزوں یا جڑابوں پر مسح کیا تو اگلے دن کی نماز ظہر تک وہ مسح کر سکتا ہے۔ (مؤلف)

③ [صحیح] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم، حدیث: 96 وسندہ حسن، وسنن النسائي، الطہارۃ، باب التوقیت فی المسح علی الخفین للمسافر، ۴۴

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی ہونا مسح کی مدت ختم کر دیتا ہے۔ اس لیے غسل جنابت میں موزے اتارنا لازم ہے، البتہ بول و براز اور نیند کے بعد موزے نہ اتارے جائیں بلکہ معینہ مدت تک ان پر مسح کیا جاسکتا ہے۔

جرابوں پر مسح کرنے کا بیان

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

«أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ»

”رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت صحابہ کو پگڑیوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔“^①

صحابہ رضی اللہ عنہم کا جرابوں پر مسح کرنا

سیدنا عقبہ بن عمرو ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی جرابوں پر مسح کیا۔^②

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کرتے ہوئے آپ نے اپنی جرابوں پر، جو جوتوں (چپلوں) میں تھیں، مسح کیا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: 189/1، حدیث: 1986، وابن المنذر فی الأوسط: 462/1، وسندہ صحیح)۔ ابن حزم رحمہ اللہ نے المحلی: 1/324 میں 12 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنا ذکر کیا ہے۔ جن میں سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بھی

”حدیث: 127، امام ترمذی نے، ابن خزیمہ نے حدیث: 196 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 179 میں اور نووی نے المجموع: 479/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔“^① [صحیح سنن أبی داود، الطہارۃ، باب المسح علی العمامۃ، حدیث: 146، وسندہ صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 169/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ہر اس جراب پر مسح کرنا درست ہے جو ستر قدم ہو، یعنی جس میں پاؤں نظر نہ آئیں۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)“^② مصنف ابن ابی شیبہ: 189/1، حدیث: 1987، وسندہ صحیح۔

- شامل ہیں۔ اسی طرح سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔^①
 سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بھی جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔^②
 ابن قدامہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جرابوں پر مسح کے جواز پر اجماع ہے۔^③

ر لغت عرب سے ”جورب“ کے معنی

عربی لغت کی معتبر کتاب قاموس: 46/1 میں ہے: ہر وہ چیز جو پاؤں پر پہنی جائے، جورب (جراب) ہے۔ ”تاج العروس“ میں ہے جو چیز لفافے کی طرح پاؤں پر پہن لیں وہ جَوْرَبْ ہے۔ علامہ یعنی لکھتے ہیں کہ جورب بٹے ہوئے اون سے بنائی جاتی ہے اور پاؤں میں ٹخنے سے اوپر تک پہنی جاتی ہیں۔ عارضۃ الاحوذی میں شارح حدیث امام ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جَوْرَبْ وہ چیز ہے جو پاؤں ڈھانپنے کے لیے اون سے بنائی جاتی ہے۔ عمدة الرعاية میں ہے: جرابیں روئی، یعنی سوت کی ہوتی ہیں اور بالوں کی بھی بنتی ہیں۔ غایۃ المقصود میں ہے کہ جرابیں چمڑے کی، صوف کی اور سوت کی بھی ہوتی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جَوْرَبْ لفافے یا لباس کو کہتے ہیں، وہ لباس، خواہ چرمی ہو، سوتی ہو یا اونی ہم اس پر مسح کر سکتے ہیں۔

ر پگڑی پر مسح

- سیدنا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پگڑی پر مسح فرمایا۔^④
 اسی طرح سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پگڑی پر مسح کیا۔^⑤

① المصنف لابن أبي شيبة: 172/1. دوسرا نسخہ: 189/1، حدیث: 1990 وسندہ حسن ② المصنف لابن أبي شيبة: 172/1. دوسرا نسخہ: 188/1، حدیث: 1979 وسندہ حسن ③ المغني لابن قدامة: 332/1، مسألة: 426. ④ صحيح البخاري، الوضوء، باب المسح على الخفين، حدیث: 205. ⑤ صحيح مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، حدیث: 275.



ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوٍ»

”وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا وضو ٹوٹ جائے جب تک وہ وضو نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔“^②

مذی خارج ہونے سے وضو

سیدنا مقدار رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مذی خارج ہونے سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ تو آپ نے مذی خارج ہونے سے غسل واجب قرار نہ دیا بلکہ فرمایا:

”اپنا عضو مخصوص دھو ڈال اور وضو کر۔“^③

شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شرمگاہ کو ہاتھ لگائے، پس وہ وضو کرے۔“^④

① صحیح مسلم، الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلاۃ، حدیث: 224. ② صحیح البخاری، الوضوء، باب لا تقبل صلاۃ بغير طهور، حدیث: 135، وصحیح مسلم، الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ للصلاۃ، حدیث: 225. ③ صحیح البخاری، الغسل، باب غسل المذی والوضوء منه، حدیث: 269، وصحیح مسلم، الحيض، باب المذی، حدیث: 303. ④ [صحیح] سنن أبي داود، الطہارۃ، باب الوضوء من مس الذکر، حدیث: 181. وسندہ «



ر نیند سے وضو

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم سفر میں اپنے موزے تین دن رات نہ اتاریں لیکن پیشاب، پاخانے اور نیند میں ہم انھیں پہنے رکھیں۔^① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سو جائے، اس پر وضو واجب ہے۔^② سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے اوندھکتے تھے اور وضو کیے بغیر نماز ادا کر لیتے تھے۔^③

ر ہوا خارج ہونے سے وضو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کی حالت بیان کی گئی جسے خیال آیا کہ نماز میں اس کی ہوا خارج ہوئی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نماز اس وقت تک نہ توڑے جب تک (ہوا نکلنے کی) آواز نہ سن لے یا اسے بدبو محسوس نہ ہو۔“^④

”حسن وهو صحيح بالشواهد والموطأ للإمام مالك، الطهارة، باب الوضوء من مس الفرج: 42/1. امام ترمذی نے حدیث: 82 میں اسے حسن صحیح کہا ہے۔ یعنی کپڑے کے بغیر براہ راست ہاتھ لگے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ① [حسن] سنن الترمذی، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسا فروالمقيم، حدیث: 96 وقال: ”حسن صحيح“ وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة (196,193,17) وابن حبان (الإحسان: 1097) ② [حسن] مسند علي بن جعد: 336/3. دومرآنس: 637/1، حدیث: 1501، وسنده صحيح، تیسرانس: 1452. ③ صحيح مسلم، الحيض، باب الدليل على أن نوم الجالس لا ينقض الوضوء، حدیث: 376. نیک لگا کر یا لیٹ کر سونے سے وضو ٹوٹے گا، بیٹھے بیٹھے اوندھکنے سے نہیں۔ (ع، ر)

④ صحيح البخاري، الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، حدیث: 137. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک ہوا خارج ہونے کا مکمل یقین نہ ہو جائے، وضو نہیں ٹوٹتا، لہذا جسے وہم کی بیماری ہو، اسے بھی جان لینا چاہیے کہ وضو ایک حقیقت ہے، ایک یقین ہے اور یہ یقین ہی سے ٹوٹتا ہے شک یا وہم،

قے، نکسیر اور وضو

قے یا نکسیر آنے سے وضو ٹوٹ جانے والی روایت کو، جو بلوغ المرام اور ابن ماجہ (حدیث: 1221) میں ہے، امام احمد اور دیگر محدثین نے ضعیف کہا ہے بلکہ اس سلسلے کی تمام روایات سخت ضعیف ہیں۔ لہذا ”براءت اصلیه“ پر عمل کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ خون نکلنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا۔ اس کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے جو غزوہ ذات الرقاع میں پیش آیا، جب ایک انصاری صحابی رات کو نماز پڑھ رہے تھے کہ کسی دشمن نے ان پر تین تیر چلائے جن کی وجہ سے وہ سخت زخمی ہو گئے اور ان کے جسم سے خون بہنے لگا مگر اس کے باوجود وہ اپنی نماز میں مشغول رہے۔^①

یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کا علم نہ ہوا ہو یا آپ کو علم ہوا اور آپ نے انھیں نماز لوٹانے یا خون بہنے سے وضو ٹوٹ جانے کا مسئلہ بتایا مگر ہم تک یہ خبر نہ پہنچی ہو۔ اسی طرح جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو آپ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہے حالانکہ آپ کے جسم سے خون جاری تھا۔^②

”سے نہیں۔ یاد رہے کہ ہوا نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ چاہے تھوڑی نکلے یا زیادہ۔ آواز سے نکلے یا بے آواز، لہذا درج بالا حدیث کا تعلق صرف اس مریض سے ہے جسے وہم اور شک کی بیماری ہے۔ بے چارے کی ہوا نہیں نکلی مگر یہ سمجھتا ہے کہ شاید نکل گئی ہے۔ بیمار پر صحت مند کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

① [صحیح] سنن أبي داود، الطهارة، باب الوضوء من الدم، حدیث: 198۔ وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 156/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وصححه ابن خزيمة، حدیث: 36 وابن حبان، الموارد: 1093 وعلقه البخاري، قبل حدیث: 1762. ② [صحیح] الموطأ للإمام مالك، الطهارة، باب العمل فيمن غلبه الدم من جرح أو رعا ف: 40، 39، حدیث: 86، وسنده صحيح، والسنن الكبرى للبيهقي، الحيض، باب ما يفعل من غلبه الدم من رعا ف أو جرح: 357/1، حدیث: 1673. حافظ ابن حجر نے فتح الباري: 181/1 میں اسے صحیح کہا ہے۔

نواقض وضو

اس سے معلوم ہوا کہ شرمگاہ کے سوا خون کا بہنا ناقض وضو نہیں ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر (باہر کی طرف) لوٹو (وضو کرو اور پھر نماز پڑھو)۔“^①

① [صحیح] سنن أبي داود، أبواب الجمعة، باب استئذان المحدث للإمام، حدیث: 1114.
وہو حدیث صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 184/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

تیمم کا بیان

پانی نہ ملنے کی صورت میں طہارت کی نیت سے پاک مٹی کا قصد کر کے اسے ہاتھوں اور چہرے پر ملنا تیمم کہلاتا ہے۔

پانی نہ ملنے کی کئی صورتیں ہیں، مثلاً: مسافر کو سفر میں پانی نہ ملے یا پانی کے مقام تک پہنچنے پر نماز کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو یا وضو کرنے سے مریض کو مرض کی زیادتی کا خوف ہو یا پانی حاصل کرنے میں جان کا ڈر ہو، مثلاً: گھر میں پانی نہیں ہے، باہر کر فیونا فذ ہے یا پانی لانے میں کسی دشمن یا درندے سے جان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں ہم تیمم کر سکتے ہیں، خواہ یہ موانع برسوں قائم رہیں، تیمم بھی بدستور جائز رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلَى عَشْرِ سِنِينَ»

”پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے۔“^①

جنابت کی حالت میں تیمم

سیدنا عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ

① [صحیح] سنن أبی داود، الطہارۃ، باب الجنب یتیمم، حدیث: 332 وسندہ حسن و 333، وهو حدیث صحیح، وجامع الترمذی، الطہارۃ، باب التیمم للجنب إذا لم يجد الماء، حدیث: 124. امام ترمذی نے، امام حاکم نے المستدرک: 177، 176/1 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 196 میں اسے صحیح کہا ہے۔ دس برس سے کثرت مدت مراد ہے۔ (مؤلف)

معلوم ہوا کہ اگر کسی کمزور یا بیمار آدمی کو احتلام ہو جائے اور غسل کرنا اس کے لیے ہلاکت یا بیماری کا موجب ہو تو اسے حیثم کر کے نماز پڑھ لینی چاہیے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ زخموں اور پھوٹوں وغیرہ کی پٹی پر مسح کر لینا درست ہے اور محتلم، حیض اور نفاس سے

106

فارغ ہونے والی عورتیں بھی بوقت ضرورت تیمم کر کے نماز پڑھ سکتی ہیں، اس لیے کہ تیمم عذر کی حالت میں وضو اور غسل دونوں کا قائم مقام ہے۔

تیمم کا طریقہ

● سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لیے بھیجا میں (سفر کی حالت میں) جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے جانور کی طرح خاک پر لوٹ پوٹ ہوا اور نماز پڑھ لی۔ پھر (سفر سے) آ کر یہ حال رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ”تیرے لیے صرف یہی کافی تھا کہ تو یوں کر لیتا (پھر آپ نے اسے عملی طور پر یوں کر کے دکھایا)۔“

«وَصَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ فَنَقَضَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ»

”اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے، پھر انھیں جھاڑا، پھر ان کے ساتھ اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں (کی پشت) پر مسح کیا۔“^①

یعنی الٹے ہاتھ سے سیدھے ہاتھ پر اور سیدھے ہاتھ سے الٹے ہاتھ پر مسح کیا، پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا۔

● تیمم کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تَتِيمَتُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

”پاک مٹی سے تیمم کرو۔“^②

اس آیت کی رو سے تیمم، پاک مٹی سے کرنا چاہیے۔

① صحیح البخاری، تیمم، باب التیمم ضربة، حدیث: 347، و صحیح مسلم، الحیض، باب التیمم، حدیث: 368 واللفظ له. صحیح بخاری کی روایت (338) میں مسح کرنے سے پہلے ہاتھوں میں پھونک مارنے کا بھی ذکر ہے۔ ② النساء 43:4.

تیم کا بیان

- تیم جیسے مٹی سے جائز ہے، اسی طرح شور والی زمین کی سطح سے اور ریت سے بھی جائز ہے۔
- وضو کی طرح ایک تیم سے کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں کیونکہ تیم وضو کا قائم مقام ہے۔
- جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے، انھی چیزوں سے تیم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
- تیم کے ساتھ نماز پڑھ لینے کے بعد اگر نماز کے وقت ہی میں پانی مل جائے تو اسے با وضو ہو کر نماز دہرانے یا نہ دہرانے میں اختیار ہے۔ البتہ دہرانا بہتر ہے بلکہ اس میں دوہرا (دو نمازوں کا) اجر ہے۔^①

① سنن النسائي، الغسل، باب التيمم لمن يجد الماء بعد الصلاة، حديث: 433. امام حاکم نے المستدرک: 178/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

نمازی کا لباس

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ شَيْءٌ»

”کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے ننگے ہوں۔“^①
عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک ہی کپڑے میں لیٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ نے اس کی دونوں طرفیں اپنے کندھوں پر رکھی ہوئی تھیں۔^②

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو چھوٹے ہونے کے سبب اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے اور عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں اس وقت تک تم اپنے سر سجدے سے نہ اٹھانا۔^③

① صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا صلى في الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه، حديث:

359، وصحيح مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، حديث: 516. اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے لیے نماز کے دوران میں سر ڈھانپنا واجب نہیں وگرنہ آپ کندھوں کے ساتھ سر کا ذکر بھی فرماتے، سر ڈھانپنے کے بارے میں مجموعی لحاظ سے لوگوں کو اس کی ترغیب دینا درست ہے مگر نماز کے ساتھ تخصیص کر کے نہ ڈھانپنے پر ملامت کرنا درست نہیں۔ (ع، ر)، بہتر یہی ہے کہ نماز کے دوران میں سر پر ٹوپی یا عمامہ وغیرہ ہو۔ دیکھیے أخبار القضاة، محمد بن خلف بن حیان: 202/1.

② صحیح البخاری، الصلاة، باب الصلاة في الثوب الواحد ملتصقا به، حديث: 354-356، وصحيح مسلم، الصلاة، باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه، حديث: 517. ③ صحيح «

نمازی کا لباس

محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی چادر ایک طرف رکھی ہوئی تھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے ان سے کہا: اے ابو عبد اللہ! آپ کی چادر پڑی رہتی ہے اور آپ نماز پڑھ لیتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: ہاں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے اور میں نے یہ چاہا کہ (ایسا ہی کروں تاکہ) تمہارے جیسے جاہل مجھے (اس طرح نماز پڑھتے ہوئے) دیکھ لیں۔^①

ابن ابی شیبہ (2/259، حدیث: 6483) نے صحیح سند کے ساتھ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ نماز میں سدل کرنے کو یہود کی مخالفت میں مکروہ سمجھتے تھے اور فرماتے کہ یہودی سدل کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ (حدیث: 6480) نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو نماز میں سدل کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: گویا یہ یہودی ہیں جو اپنے عبادت خانے سے باہر آئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نماز میں یہودیوں کی طرح گردن پر کپڑا النکانا (سدل کرنا) جائز نہیں ہے۔ سدل یہ ہے کہ (سر، یا) کندھوں پر اس طرح کپڑا ڈالا جائے کہ وہ دونوں طرف لٹکتا رہے۔^②

«البخاری، الصلاة، باب إذا كان الثوب ضيقاً، حدیث: 362۔ یہ حکم اس لیے دیا گیا کہ اگلی صف والوں کے مقام ستر پر پچھلی صف والوں (خواتین) کی نظر نہ پڑے، یاد رہے کہ عہد نبوت میں خواتین پچھلی صفوں میں نماز ادا کرتی تھیں۔ (ع، ر) ① صحیح البخاری، الصلاة، باب الصلاة بغیر رداء، حدیث: 370۔ عربی میں ”ازار“ تہبند کو جب کہ ”رداء“ اس چادر کو کہتے ہیں جو قمیص کی جگہ استعمال کی جائے۔ (ع، ر)

② حالت نماز میں چہرہ کھلا رکھنے کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل صحیح البخاری، حدیث: 760 میں ثابت ہے۔ (ع، و) اگر سر یا گردن پر کپڑے کو میل دے دیا (لپٹ لیا) جائے، پھر اس کے دونوں کنارے نکلیں تو یہ سدل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

نماز کا لباس

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عورتیں نماز فجر ادا کرتیں تو وہ اپنی چادروں میں لپیٹ لیا کرتی تھیں۔^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر نہیں ہوتی۔“^②
ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ ران قابل ستر چیز (شرمگاہ) ہے؟^③
رسول اللہ ﷺ کبھی نماز میں ننگے پاؤں کھڑے ہوتے اور کبھی آپ نے جوتا پہن رکھا ہوتا تھا۔^④

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز ادا کرو تو اپنا جوتا پہن لیا اسے اتار کر اپنے قدموں کے درمیان رکھو۔“^⑤

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”یہودیوں کی مخالفت کرو، وہ جوتے اور موزے

① صحیح البخاری، الصلاة، باب فی کم تصلي المرأة فی الثیاب؟ حدیث: 372، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التکبیر بالصبح فی أول وقتها.....، حدیث: 645.
② [صحیح] سنن أبی داود، الصلاة، باب المرأة تصلي بغیر خمار، حدیث: 641، وهو حدیث صحیح، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 775 میں اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ سنن أبی داود، الحمام، باب 1، حدیث 4014 وهو حدیث حسن. ④ [صحیح] سنن أبی داود، الصلاة، باب الصلاة فی النعل، حدیث: 653، وسنده حسن، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب الصلاة فی النعال، حدیث: 1038، امام طحاوی نے اسے متواتر کہا ہے۔ تب مسجدوں کے فرش کچے ہوتے تھے اور جوتوں کے تلوے بھی عام طور پر ہموار ہوتے تھے جو زمین پر گر گرنے سے پاک ہو جاتے تھے، آج اکثر مسجدوں میں میٹھی، دریاں یا قالین بچھ گئے ہیں اور جوتوں کے تلووں میں بسا اوقات گندگی پھنس جاتی ہے جو زمین پر گر گرنے سے نہیں نکلتی، لہذا آج اگر کوئی شخص جوتے پہن کر نماز ادا کرنا چاہے تو اسے طہارت کا مکمل اہتمام کرنا چاہیے ورنہ جوتے اتار کر نماز پڑھے۔ (ع، ر) ⑤ [صحیح] سنن أبی داود، الصلاة، باب المصلي إذا خلع نعليه أين يضعهما؟ حدیث: 655، وسنده صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 1/260، 259 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

نمازی کا لباس

پہن کر نماز ادا نہیں کرتے۔“^①

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مسجد میں آؤ تو جو توں کو اچھی طرح (غور سے) دیکھ لو، اگر ان میں گندگی یا نجاست نظر آئے تو انہیں زمین پر اچھی طرح رگڑو، پھر ان میں نماز ادا کرو۔“^②

نبی ﷺ فرماتے ہیں: ”جب تم نماز ادا کرو تو جو توں کو دائیں یا بائیں نہ رکھو بلکہ قدموں کے درمیان رکھو کیونکہ تمہارا بایاں دوسرے نمازی کا دایاں ہوگا۔ ہاں اگر بائیں جانب کوئی نمازی نہ ہو تو بائیں جانب رکھ سکتے ہو۔“^③

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ پیچھے سے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اٹھے اور ان کا جوڑا اکھول دیا۔ جب ابن حارث رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: میرے سر سے تمہیں کیا سروکار تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”بے شک اس طرح کے آدمی کی مثال اس شخص کی سی ہے جو مشکیں بندھی ہوئی حالت میں نماز ادا کرے۔“^④

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ آپ کی نگاہ اس کی دھاریوں پر چلی گئی، جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ”میری یہ چادر ابو جہم کے پاس لے جاؤ اور اس کی سادہ چادر میرے پاس لے آؤ۔ اس (چادر کی دھاریوں) نے تو

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، حديث: 652، وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 260/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصلاة في النعل، حديث: 650. وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 260/1 میں، ذہبی اور نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب المصلي إذا خلع نعليه أين يضعهما؟ حديث: 654، 655. وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 259/1 میں، ذہبی اور نووی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ④ صحيح مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر، حديث: 492.

نماز کا لباس

ابھی ابھی مجھے نماز میں (خشوع سے) غافل کر دیا تھا۔^①
عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک جانب ایک پردہ لٹکا رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم سے اپنا یہ پردہ ہٹا دو۔ اس کی تصویریں نماز میں مسلسل میرے سامنے آتی رہتی ہیں۔“^②
معلوم ہوا نقش و نگار والے مصلے پر نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے گرمی کی شدت سے (بچنے کی خاطر) جگہ پر کپڑے کا کنارہ بچھالیتے تھے۔^③

① صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا صلى في ثوب له أعلام،.....، حدیث: 373، وصحیح مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة في ثوب له أعلام، حدیث: 556.

② صحیح البخاری، الصلاة، باب إن صلى في ثوب مصلب أو تصاویر.....، حدیث: 374.
عصر حاضر میں عام مسلمان بڑی عقیدت اور دینی جذبے کے ساتھ ایک دوسرے سے بڑھ کر نقش و نگار والے مصلے کا انتخاب کرتے ہیں اور اسے آداب عبادت میں سے خیال کرتے ہیں۔ گھروں کے علاوہ اکثر مساجد میں بھی خوبصورت نقش و نگار والا مصلیٰ نظر آتا ہے بلکہ اب تو مسجدوں میں اسی قسم کے قالین رواج پکڑ رہے ہیں۔ یہ سب خلاف سنت اور خلاف تقویٰ ہیں، ہم سب کو چاہیے کہ اپنی عقیدت و محبت، جذبہ و شوق اور خیالات و نظریات کو محمد رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات اور قدسی فرمودات کے مطابق بنائیں کیونکہ آپ ہی کی اطاعت میں اطاعت الہیہ، محبت ربانیہ اور قبولیت عبادت مضمر ہے۔

③ صحیح البخاری، الصلاة، باب السجود علی الثوب في شدة الحر، حدیث: 385.

مساجد کے احکام

مسجد کی فضیلت

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ بَنَى مَسْجِدًا، يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ، بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ»

”جو شخص مسجد بنائے (اور) اس کے ذریعے سے اللہ کی رضا چاہے تو اللہ اس کے لیے بہشت میں اس (مسجد) جیسا گھر بناتا ہے۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کو مسجدیں بہت زیادہ محبوب ہیں اور بازار انتہائی ناپسندیدہ ہیں۔“^②

مطلب یہ ہے کہ مسجدیں دنیا کی تمام جگہوں سے اللہ کو زیادہ محبوب اور پیاری ہیں کیونکہ ان میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور بازار تمام جگہوں سے اللہ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہیں کیونکہ وہاں حرص، طمع، جھوٹ، مکر اور لین دین میں فریب وغیرہ کا دور دورہ ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ کسی دینی یا دنیوی ضرورت کے بغیر بازار میں کبھی نہ جائیں اور مسجدوں سے بہت محبت کریں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی دن کے اول

① صحیح البخاری، الصلاة، باب من بنى مسجدا، حدیث: 450، و صحیح مسلم، المساجد، باب فضل بناء المساجد والحث علیها، حدیث: 533. ② صحیح مسلم، المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح و فضل المساجد، حدیث: 671.

مساجد کے احکام

حصے میں یاد دل کے آخری حصے میں مسجد کی طرف جائے، اللہ اس کے لیے بہشت میں مہمانی تیار کرتا ہے۔“^①

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرے اور بہت اچھے طریقے سے وضو کرے اور پھر مسجد کا قصد کرے تو ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے کیونکہ بے شک وہ اس وقت نماز ہی میں ہوتا ہے۔“^②

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالو۔“^③

بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب

- ④ مسجد اقصیٰ میں ایک نماز ہزار نمازوں کے برابر ہے۔
- ⑤ مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مسجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔
- ⑥ مسجد نبوی میں ایک نماز ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔

① صحیح البخاری، الأذان، باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح، حدیث: 662، وصحیح مسلم، المساجد، باب المشي إلى الصلاة تمحي به الخطايا وترفع به الدرجات، حدیث: 669. ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، ماجاء في الهدى في المشي إلى الصلاة، حدیث: 562، وهو حدیث حسن، امام حاکم نے المستدرک: 206/1 میں اور امام ذہبی نے اسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کر کے صحیح کہا ہے، البتہ ابوداؤد کی کعب بن عجرہ والی روایت کی سند حسن ہے۔ (مرعاۃ، حدیث: 1003)، یعنی تمہیں برابر نماز کا ثواب مل رہا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ③ [صحیح] مسند أحمد: 241/4. وسنن أبي داود، حدیث: 562 وهو حدیث حسن. ④ [صحیح] سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام ومسجد النبي ﷺ، حدیث: 1407، وسنده صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 1027 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحیح البخاری، فضل الصلاة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، حدیث: 1190، وصحیح مسلم، حدیث: 1394. ⑥ صحیح البخاری، فضل الصلاة في مسجد

مساجد کے احکام

سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں، آپ نے فرمایا: ”کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا گھر مسجد کے کس قدر قریب ہے، اس کے باوجود فرض نماز کے علاوہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند ہے۔“^①

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مسجد میں نماز پڑھو تو نماز کا کچھ حصہ (نوافل، سنتیں) اپنے گھروں میں پڑھو، اللہ اس نماز کے سبب گھر میں بھلائی دے گا۔“^②

تحیۃ المسجد (مسجد کا تحفہ)

سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد کے طور پر) پڑھا کرو۔“^③

پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور لہسن سے منع کیا اور فرمایا: ”جو کوئی ان دونوں کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے۔“ اور فرمایا: ”اگر تم نے انھیں کھانا ہی ہے تو انھیں پکا کر ان کی بو مار لو۔“^④

« مكة والمدینة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدینة، حدیث: 1190 وصحیح مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدینة، حدیث: 1394. ① [صحیح] سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في التطوع في البيت، حدیث: 1378. وهو حدیث صحیح، امام بویصری نے اور ابن خزیمہ نے حدیث: 1202 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته، حدیث: 778. ③ صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا دخل المسجد فليركع ركعتين، حدیث: 444، صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تحية المسجد بركعتين، حدیث: 714. ④ [صحیح] سنن أبي داود، الأطعمة، باب في أكل الثوم، حدیث: 3827، وسنده حسن اس مرفوع روایت کو علامہ البانی نے صحیح کہا ہے، البتہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ موقوف روایت صحیح مسلم (567) میں موجود ہے۔

مسجد میں تھوکنے

117

مساجد کے احکام

مسجد میں سونا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی مسجد میں سویا کرتے تھے اور وہ غیر شادی شدہ نوجوان تھے۔^①

مسجد میں خرید و فروخت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کسی شخص کو مسجد میں کچھ بیچنا یا خریدنا دیکھو تو کہو: «لَا أَرَبَّحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ»۔ اللہ تیری سوداگری میں نفع نہ دے۔“ اور جس وقت تم کسی شخص کو مسجد میں کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے دیکھو تو تم کہو: «لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ» اللہ تجھے وہ چیز نہ لوٹائے۔“ کیونکہ مسجدیں قطعاً اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔“^②

مسجد میں جانے کی فضیلت

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر سے با وضو ہو کر فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اسے حج کا احرام باندھنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔“^③

یاد رہے کہ جن پر بیت اللہ کا حج فرض ہو چکا ہو، جب تک وہ وہاں جا کر حج نہ کریں ان سے فرضیت ساقط نہ ہوگی، خواہ ساری عمر با وضو ہو کر پانچوں نمازیں مسجد میں جا کر پڑھتے رہیں، اس لیے اللہ کی بخشش اور اجر و ثواب کی فراوانی سے کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار

① صحیح البخاری، الصلاة، باب نوم الرجال في المسجد، حدیث: 440۔ ② [صحیح] جامع الترمذی، البیوع، باب النهی عن البیع فی المسجد، حدیث: 1321، وسندہ صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 2/56 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة، حدیث: 558، اس کی سند حسن ہے۔

مساجد کے احکام

نہیں ہونا چاہیے۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اپنے گھریا بازار میں تنہا نماز پڑھنے سے (کم از کم) پچیس درجے زیادہ ہے، لہذا جب انسان اچھی طرح وضو کر کے مسجد جائے تو اس کے ہر قدم سے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ نماز کی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحمت کر۔ اے اللہ! اس پر رحم کر۔ جب تک نمازی نماز کا انتظار کرتا ہے، وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔^①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی کے گرد کچھ مکان خالی ہوئے۔ بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے دودفعہ فرمایا: ”اے بنو سلمہ! اپنے (موجودہ) گھروں میں ٹھہرے رہو (مسجد کی طرف آتے وقت) تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔“^②

مسجد سے دل لگانے والے کے لیے عظیم خوشخبری

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سات شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن (حشر میں) اپنے (عرش کے) سائے میں رکھے گا جس دن سوائے اس کے سائے کے کوئی سایہ نہیں ہوگا:
① عادل حاکم۔

② وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی گزارے۔

③ وہ شخص کہ اس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہو، جس وقت نماز پڑھ کر نکلتا ہے تو اس کی طرف

① صحیح البخاری، البیوع، باب ما ذکر فی الأسواق، حدیث: 2119، وصحیح مسلم، المساجد، باب فضل الصلاة المكتوبة فی جماعة و فضل انتظار الصلاة.....، حدیث: 649.
② صحیح مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، حدیث: 665.

مساجد کے احکام

دوبارہ آنے کے لیے بے تاب رہتا ہے۔

④ وہ شخص جو (صرف) اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے آپس میں محبت رکھتے ہیں (جب)

ملتے ہیں تو اسی کی محبت میں اور جدا ہوتے ہیں تو اسی کی محبت میں۔

⑤ وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور (افراط محبت یا خشیت سے) اس کی آنکھوں

سے آنسو بہ پڑتے ہیں۔

⑥ وہ شخص جسے کسی خاندانی، خوبصورت عورت نے (برائی کے لیے) بلایا (دعوت گناہ دی)

تو اس شخص نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

⑦ وہ شخص جس نے اللہ کے نام پر کچھ دیا تو اسے اتنا مخفی رکھا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہ

ہوا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا (خیرات کو بالکل مخفی رکھتا ہے)۔“^①

مساجد میں خوشبو کا اہتمام کرنا

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: ”محللوں میں مسجدیں بناؤ۔

(جہاں نیا محلہ آباد ہو، وہاں مسجد بھی بناؤ) اور انھیں پاک صاف رکھو اور خوشبو لگاؤ۔“^②

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ مسجدوں

پر فخر کریں گے۔“^③

مسجد میں آکر نماز ادا کرنے والوں کے لیے خوشخبری

① صحیح البخاری، الأذان، باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد،

حدیث: 660، وصحیح مسلم، الزکاة، باب فضل إخفاء الصدقة، حدیث: 1031. ②

[صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب اتخاذ المساجد في الدور، حدیث: 455، وهو

حدیث صحیح وسنن ابن ماجه، المساجد، باب تطهير المساجد وتطييبها، حدیث: 759، 758.

امام ابن خزيمة نے حدیث: 1294 میں اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 306 میں اسے صحیح کہا ہے۔

③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في بناء المساجد، حدیث: 449، وسنده صحیح،

امام ابن خزيمة نے 1322 میں اسے صحیح کہا ہے۔

مساجد کے احکام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اندھیروں میں (نماز کے لیے) مسجد کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی خوشخبری سنا دو۔“^①

مسجد میں مشرک داخل ہو سکتا ہے کیونکہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حنیفہ کے ایک شخص سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ (ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا تھا۔^②

مسجد کی خبر گیری کرنے والا مومن ہے

مسلمان بہن بھائیو! مسجدوں کی خبر گیری کیا کرو۔ انھیں صاف ستھرا رکھو۔ روشنی اور پانی کا انتظام کرو۔ مرمت کا خیال رکھو اور سب سے بڑی اور اصل خبر گیری اور مسجد کی آبادی یہ ہے کہ وہاں جا کر پانچوں وقت باجماعت نماز پڑھو۔ مساجد میں قرآن وحدیث کے درس کا اہتمام کرو۔ مسنون نماز پڑھانے والے ائمہ کا تقرر اور پانچوں وقت اذان دینے کے لیے تنخواہ لینے والے مؤذن کا انتظام کرو۔

قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام روئے زمین مسجد ہے (سب جگہ نماز جائز ہے) سوائے قبرستان اور حمام کے۔“^③

① [صحیح] سنن ابن ماجہ، المساجد، باب المشی إلى الصلاة، حدیث: 780، وسندہ حسن، امام حاکم نے المستدرک: 212/1 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الصلاة، باب الاغتسال إذا أسلم وربط الأسير أيضاً في المسجد، حدیث: 462. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة، حدیث: 492، وسندہ صحیح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء أن الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام، حدیث: 317. امام حاکم نے: 251/1 میں، ابن خزیمہ نے حدیث: 791 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 339، 338 میں، ذہبی نے اور ابن حزم نے المحلی: 29/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔

مسجد کے احکام

جب نبی کریم ﷺ قبرستان میں نماز پڑھنا جائز نہیں فرماتے تو قبرستان میں مسجدیں بنانا بھی جائز نہ ہوا۔ مسجد کے معنی ہیں سجدے کی جگہ، نماز کی جگہ۔ جب قبرستان میں سجدہ اور نماز منع ہے تو نماز اور سجدے کے لیے مسجد (سجدے کی جگہ) بنانا بھی منع ہوئی۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

- مسجد میں داخل ہوتے وقت رسول اللہ ﷺ پر (مسنون الفاظ کے ساتھ) سلام کہنا چاہیے۔^①
- پھر یہ دعائیہ کلمات کہنے چاہئیں:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“^②

- اگر نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو باقی دن شیطان سے محفوظ رہے گا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبَوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

”میں عظمت والے اللہ، اس کے عزت والے چہرے اور اس کی قدیم بادشاہت کی پناہ چاہتا ہوں، شیطان مردود سے۔“^③

مسجد سے نکلنے کی دعا

- سیدنا ابواسید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مسجد سے

① [صحیح] سنن ابن ماجہ، المساجد، باب الدعاء عند دخول المسجد، حدیث: 772، 773۔
وہو حدیث صحیح، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 452 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 321 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب مايقول إذا دخل المسجد؟ حدیث: 713، ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب مايقول الرجل عند دخوله المسجد؟ حدیث: 466، وسنده صحیح۔

مساجد کے احکام

نکلو تو یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

”اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔“^①

مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا منع ہے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طائف کے رہنے والے دو آدمیوں سے کہا: (جو مسجد نبوی میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے تھے) اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم رسول اللہ (ﷺ) کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔^②

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب ما یقول إذا دخل المسجد؟ حدیث: 713 .

② صحیح البخاری، الصلاة، باب رفع الصوت فی المساجد، حدیث: 470 .



نماز منجگانہ کے اوقات

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے اوقات پوچھے، آپ نے فرمایا: ”ان دونوں میں ہمارے ساتھ نماز پڑھ۔“ جب سورج کا زوال ہوا تو آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو ظہر کی اذان کہنے کا حکم دیا، پھر اقامت کا حکم دیا اور انھوں نے ظہر کی اقامت کہہ دی، پھر عصر کی نماز کا حکم دیا جب سورج بلند، سفید اور صاف تھا، مغرب کی نماز کا حکم دیا جب سورج غروب ہوا۔ عشاء کی نماز کا حکم دیا جب سرخی غائب ہوئی اور فجر کی نماز کا حکم دیا جب فجر طلوع ہوئی (پانچوں نمازوں کو ان کے اول وقتوں میں پڑھایا۔) دوسرے دن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ظہر کی نماز اچھی طرح ٹھنڈی کرو اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ سورج بلند تھا اور اس (اول) وقت سے تاخیر کی جو اس کے لیے (پہلے دن) تھا۔ مغرب کی نماز شفق (سورج کی سرخی) غائب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزرنے پر پڑھی۔ فجر کی نماز (صبح) روشن کر کے پڑھی (نمازوں کو ان کے آخری اوقات میں پڑھایا) اور پوچھا کہ اوقات نماز کا سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: ”تمھاری نمازوں کے اوقات ان دو وقتوں کے درمیان ہیں جنہیں تم نے دیکھا۔“^①

① صحیح مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، حدیث: 613.

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفُرْ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ»

”نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور (اس وقت تک رہتا ہے) جب تک آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر نہ ہو جائے (عصر کے وقت تک) اور نماز عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب زرد نہ ہو جائے۔ نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے جب تک شفق غائب نہ ہو جائے۔ نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک ہے۔ اور نماز فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر اس وقت تک ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو۔“^①

”شفق“ اس سرخی کو کہتے ہیں جو غروب آفتاب کے بعد کنارہ آسمان پر بجانب مغرب دکھائی دیتی ہے۔

نماز فجر اندھیرے میں پڑھنی چاہیے

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر پڑھ لیتے تو عورتیں (مسجد سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر) اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتی، وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔“^②

① صحیح مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، حدیث: 612. ② صحیح البخاری، الأذان، باب انتظار الناس قيام الإمام العالم، حدیث: 867، وصحیح مسلم، «

معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ اندھیرے میں اول وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اگرچہ نماز کا وقت صبح صادق سے سورج طلوع ہونے تک ہے لیکن اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دے دی۔^①

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ عام طور پر نماز آخری وقت میں نہیں ادا کرتے تھے، البتہ بعض مواقع پر (مختلف وجوہ کی بنا پر) نماز تاخیر سے بھی ادا کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اول وقت میں نماز پڑھنا (افضل عمل ہے)۔“^②

گرمی اور سردی کے موسم میں نماز ظہر کے اوقات

ایک مرتبہ سفر میں گرمی میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان دینی چاہی تو آپ نے فرمایا: ”ٹھنڈ ہو جانے دو ٹھہر جاؤ۔ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے، جب گرمی کی شدت ہو تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھو، وہ کہتے ہیں کہ ہم اس وقت تک ٹھہرے رہے کہ ٹیلوں کے سائے نظر آنے لگے۔“^③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی سخت

«المساجد، باب استحباب التبکیر بالصبح فی أول وقتھا.....، حدیث: 645. ① [حسن] السنن الکبریٰ للبیہقی، الصلاة، باب الترغیب فی التعجیل بالصلوات.....: 435/1، حدیث: 2046، والمستدرک للحاکم، الصلاة، باب فی مواقیت الصلاة، حدیث: 682، وسندہ حسن، حاکم نے المستدرک: 190/1 میں اور ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] السنن الکبریٰ للبیہقی، الصلاة، باب الترغیب فی التعجیل بالصلوات فی أوائل الأوقات: 434/1، حدیث: 2043. حاکم نے المستدرک: 981/1 میں، ابن خزیمہ نے حدیث: 327 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 280 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب الإبراد بالظہر فی السفر، حدیث: 539 و 629.

اوقات نماز

ہو تو نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت، جہنم کی حرارت اور جوش کے باعث ہے۔“^①

ٹھنڈے وقت کا یہ مطلب نہیں کہ عصر کی نماز کے وقت میں پڑھو بلکہ مراد یہ ہے کہ شدت کی گرمی میں سورج ڈھلتے ہی فوراً نہ پڑھو، تھوڑی دیر کر لو۔

تنبیہ: گرمی میں نماز ظہر ٹھنڈی کرے پڑھو کا تعلق سفر کے ساتھ ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث اور امام بخاری کی تبویب سے ثابت ہوتا ہے۔^②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سردی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ نماز ظہر پڑھنے میں جلدی کرتے (سورج ڈھلتے ہی پڑھ لیتے)۔^③

نماز جمعہ کا وقت

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعے کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔^④

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ پڑھنے کے بعد کھانا کھاتے اور دوپہر کا آرام (قیلولہ) کرتے۔^⑤

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ جمعے کی نماز سردیوں میں جلد پڑھتے اور سخت

① صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب الإبراد بالظہر في شدة الحر، حدیث: 533، و صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظہر، حدیث: 615. ② دیکھیے صحیح البخاری، حدیث: 539. ③ صحیح البخاری، الجمعة، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، حدیث: 906، و سنن النسائي، المواقیت، باب تعجيل الظہر في البرد، حدیث: 500 واللفظ له. ④ صحیح البخاری، الجمعة، باب وقت الجمعة، حدیث: 904. ⑤ صحیح البخاری، الجمعة، باب قوله تعالى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ﴾ (الجمعة 6:10)، حدیث: 939، و صحیح مسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين نزول الشمس، حدیث: 859.

گرمی میں دیر سے پڑھتے۔^①

نماز عصر کا وقت

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر قائم کی اس حال میں کہ سورج بلند، سفید اور صاف تھا۔^②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر پڑھتے تھے اور سورج بلند (زردی کے بغیر روشن) ہوتا تھا اگر کوئی شخص نماز عصر کے بعد مدینہ شہر سے ”عوالی“ (مدینہ کی نواحی بستیاں) جاتا تو جب ان کے پاس پہنچتا تو سورج ابھی بلند ہوتا۔ بعض عوالی، مدینہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔^③

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”منافق کی نماز عصر یہ ہے کہ وہ بیٹھا سورج (کے زرد ہونے) کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ (زرد ہو جاتا ہے اور) شیطان کے دوسینگوں کے درمیان میں ہو جاتا ہے تو وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اس میں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا۔“^④

نماز مغرب کا وقت

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آفتاب غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔^⑤

① صحیح البخاری، الجمعة، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، حدیث: 906. ② صحیح مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، حدیث: 613. ③ صحیح البخاری، مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، حدیث: 550، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، حدیث: 621. ④ صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التبكير بالعصر، حدیث: 622. ⑤ صحیح البخاری، مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، حدیث: 561.

اوقات نماز

نماز عشاء کا وقت

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کا نماز عشاء کے لیے انتظار کرتے رہے۔ جب تنہائی رات یا اس سے کچھ زیادہ گزر گئی تو آپ تشریف لائے اور فرمایا: ”تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو جس کا تمہارے سوا کسی مذہب والے انتظار نہیں کر رہے ہیں، اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ہمیشہ اسی وقت عشاء کی نماز پڑھاتا۔“ پھر آپ نے مؤذن کو حکم دیا تو اس نے تکبیر کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔^①

رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے پہلے سونا اور نماز عشاء کے بعد گفتگو کرنا ناپسند فرماتے تھے۔^②

نبی اکرم ﷺ عشاء میں کبھی تاخیر فرماتے اور کبھی اسے اول وقت پڑھتے، جب لوگ اول وقت جمع ہوتے تو جلد پڑھتے اور اگر لوگ دیر سے آتے تو آپ دیر کرتے۔^③

ائمہ مساجد کو نماز اول وقت میں پڑھانی چاہیے

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا کیا حال ہوگا جس وقت تجھ پر ایسے امام (حاکم) ہوں گے جو نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کریں گے یا اس کے وقت سے قضا کریں گے؟“ میں نے کہا کہ آپ مجھے اس حال میں کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”نماز کو اس کے وقت پر پڑھ، پھر اگر تو اس نماز (کی جماعت) کو ان کے ساتھ پالے تو (ان کے ساتھ) دوبارہ نماز پڑھ لے، بے شک یہ نماز تیرے لیے نفل ہوگی۔“^④

① صحیح مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخیرھا، حدیث: 639. ② صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، باب ما یکره من النوم قبل العشاء، حدیث: 568. ③ صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التکبیر بالصبح، حدیث: 646. ④ صحیح مسلم، المساجد، باب کراهة تأخیر الصلاة عن وقتھا المختار، حدیث: 648.

اوقات نماز

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً تم پر میرے بعد ایسے امام ہوں گے جنہیں بعض چیزیں وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھیں گی۔ یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہے گا، پس تم نماز وقت ہی پر پڑھو (اگرچہ تنہا پڑھنی پڑے)۔“ پھر ایک شخص بولا: اے اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ بھی نماز پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، اگر تو چاہے۔“^①

نماز کے ممنوعہ اوقات

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ»

”نبی اکرم ﷺ نے صبح (کی نماز) کے بعد (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج ظاہر ہو جائے اور (نماز) عصر کے بعد بھی (نفل) نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ سورج غائب ہو جائے (کیونکہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے)۔“^②

ٹھیک دوپہر کے وقت بھی نماز پڑھنی منع ہے۔^③

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا،

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب إذا أخر الإمام الصلاة عن الوقت، حديث: 433، وهو حديث صحيح ② صحيح البخاري، مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس، حديث: 581، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، حديث: 825-828. سينگوں کے درمیان سے طلوع آفتاب کا جملہ صحیح مسلم میں ہے۔ (ع، ر) ③ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، حديث: 831. یعنی جب سورج آسمان کے وسط میں ہو۔

إلا یہ کہ سورج بلند ہو۔^①

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عصر کے بعد نماز کی ممانعت مطلق نہیں ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا: ”بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ (احکام دین سیکھنے کے لیے) آئے تھے، انھوں نے (ان کے ساتھ میری مصروفیت نے) مجھے ظہر کے بعد کی دو سنتوں سے باز رکھا، پس یہ وہی دو رکعتیں تھیں (جو میں نے عصر کے بعد پڑھی ہیں)۔“^②

ابن قدامہ رحمہ اللہ نے عصر کے بعد سنتوں کی قضا کے جواز پر یہ دلیل بھی دی ہے کہ عصر کے بعد کی ممانعت خفیف (ہلکی) ہے کیونکہ اس کے مقابلے میں سنتوں کی قضا کے جواز کی حدیث بھی آئی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس بارے میں اختلاف بھی پیش آیا ہے۔^③ جبکہ ابن حزم نے 23 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جن میں خلفائے اربعہ اور دیگر کبار صحابہ شامل ہیں) سے عصر کے بعد 2 رکعت پڑھنا ذکر کیا ہے۔

فجر کے بعد ممانعت کا آغاز طلوع فجر سے ہوتا ہے۔ جب فجر طلوع ہوگئی تو فجر کی سنتوں کے علاوہ باقی نوافل ممنوع ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے طلوع آفتاب (کے آغاز) سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھ لی (وہ اپنی نماز پوری کرے)۔ اس نے فجر کی نماز پالی اور جس نے غروب

① [صحیح] سنن أبي داود، التطوع، باب من رخص فيهما إذا كانت الشمس مرتفعة، حديث: 1274، وسنده صحيح، وسنن النسائي، المواقيت، باب الرخصة في الصلاة بعد العصر، حديث: 574، ابن خزيمة نے حديث: 1285، 1284 میں، ابن حبان نے الموارد، حديث: 621 میں، ابن حزم نے المحلى: 3/31 میں اور حافظ ابن حجر نے التلخيص الحبير: 1/185 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاري، السهو، باب إذا كلم وهو يصلي فأشار بيده واستمع، حديث: 1233، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر، حديث: 834، ③ المغني لابن قدامة: 1/794.

آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پڑھ لی (وہ اپنی نماز پوری کرے) اس نے عصر کی نماز پالی۔^①

نوت شدہ نمازوں کا حکم

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ، لَا كُفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ»

”جو شخص نماز بھول جائے (یا سو جائے) تو اس کا کفارہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ

جس وقت اسے یاد آئے (یا بیدار ہو) اس نماز کو پڑھ لے۔“^②

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھنی بھول جائے اور اس کا وقت گزر جائے تو جس وقت یاد آئے، وہ اسی وقت اپنی نماز پڑھ لے اور اسی طرح اگر کوئی شخص سو جائے اور نماز کا وقت گزر جائے، مثلاً: صبح آکھ ہی ایسے وقت کھلے کہ سورج طلوع ہو چکا ہو تو جاگنے والے کو اسی وقت پوری نماز پڑھ لینی چاہیے اور اس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے۔

قضاے عمری والے مسئلے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، لہذا یہ بدعت ہے۔

سیدنا ابوقحادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر میں فرمایا: ”آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم فجر کی نماز کے لیے نہ جاگیں۔“ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں خیال رکھوں گا، پھر انھوں نے اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر مشرق کی طرف منہ کیا

① صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعة، حدیث: 579،

وصحیح مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، حدیث:

608۔ یہ رعایت اس شخص کے لیے ہے جو کسی شرعی عذر کی وجہ سے لیٹ ہو گیا ورنہ محض سستی کی بنا پر نماز اس

قدر لیٹ کر نماز منافت کی علامت ہے جس سے ہمیں اجتناب کرنا لازم ہے۔ (ع، ر) ② صحیح البخاری،

مواقیت الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكرها، حدیث: 597، وصحیح مسلم،

المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، حدیث: 684۔

اور کچھ دیر بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی نیند سے مغلوب ہو کر سو گئے۔ جب آفتاب گرم ہوا تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ، پھر صحابہ جاگے۔ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے اُن کا عذر سن کر فرمایا: ”اونٹ کی ٹکیل پکڑ کر چلو کیونکہ یہ شیطان کی جگہ ہے۔“ پھر (نئی جگہ پہنچ کر) رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ (نبی اکرم ﷺ نے دور کعتیں پڑھیں، باقی لوگوں نے بھی دو دو سنتیں پڑھیں) پھر رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی اور فرمایا: ”جو شخص نماز بھول جائے، اسے چاہیے کہ جب یاد آئے تو نماز پڑھ لے۔“^①

کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ فوت شدہ نماز کو دوسرے دن اس کے وقت پر پڑھا جائے بلکہ نبی اکرم ﷺ کے فعل سے بالکل واضح ہے کہ نیند سے بیدار ہونے پر فوراً نماز ادا کی جائے، لہذا قضا نماز کی ادائیگی کے لیے اس کے بعد والی نماز کے وقت یا اگلے دن اسی نماز کے وقت کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اسی وقت ادا کر کے مزید توبہ و استغفار اور نیکی کے میں سبقت لے جانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔^②

سفر میں اذان دے کر نماز پڑھنا

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا پروردگار

① صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب الأذان بعد ذهاب الوقت، حدیث: 595، وصحیح مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، حدیث: 680. قارئین کرام! اصل حقیقت آپ نے جان لی کہ سورج طلوع ہو چکا تھا، تب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی مگر قوالوں نے ایک اور ہی قصہ گھڑ لیا: ”سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے جب تک اذان فجر نہ دی، قدرت خدا کی دیکھیے مطلقاً نہ ہوئی۔“ یقین مایے! قوالیاں من گھڑت واقعات پر گائی جاتی ہیں تاکہ جاہل طبقے میں شرکیہ عقائد و اعمال کو رواج دیا جائے اور جاہل لوگ انھیں روزانہ صبح دم تلاوت کی طرح سنتے اور کارِ ثواب سمجھتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ. (ع، ر)، تنبیہ: صبح کی سنتیں پڑھنے کا حکم صحیح مسلم میں ہے۔

② دیکھیے صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكر ولا يبعد،

بکریاں چرانے والے سے تعجب کرتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر رہ کر اذان دیتا اور نماز پڑھتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے بندے کو دیکھو جو نماز کے لیے اذان دیتا اور اقامت کہتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے میں نے اس کو بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔“^①

معلوم ہوا کہ جو شخص سفر میں اذان اور اقامت کہہ کر (امام کی طرح) نماز پڑھے تو اس کے لیے زیادہ اجر اور ثواب ہے۔

نمازیں مجبور فوت ہو جائیں تو کیسے پڑھیں؟

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (غزوہ احزاب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہمیں کافروں نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کی مہلت نہ دی (اور ان نمازوں کا وقت گزر گیا) جب فرصت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں نے پہلے اذان کہی پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر انھوں نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی، پھر انھوں نے اقامت کہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ انھوں نے پھر اقامت کہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی۔^②

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر اس طرح کی کسی سخت مجبوری کے باعث نمازیں فوت ہو جائیں تو انھیں بالترتیب ادا کرنا منسنون ہے لیکن نمازیں عمدًا قضا نہیں کرنی چاہئیں۔

«إلّا تلك الصلاة، حديث: 597، وصحيح مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، حديث: 684. ① [صحيح] سنن أبي داود، صلاة السفر، باب الأذان في السفر، حديث: 1203، وسنده صحيح، وسنن النسائي، الأذان، باب الأذان لمن يصلي وحده، حديث: 667. امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 260 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحيح] مسند أحمد: 25/3 و 49 و 67 و 68، وسنن النسائي، الأذان، باب الأذان للفائت من الصلوات، حديث: 662، وسنده صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 285 میں اور»

اذان و اقامت

اذان کی ابتدا

رسول اللہ ﷺ اور دیگر مسلمان جب مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت اذان مشروع نہیں ہوئی تھی تو مسلمان نماز کی ادائیگی کے لیے وقت مقرر کر کے اس پر جمع ہوتے تھے، ایک دن اس بارے میں بات ہوئی کہ نماز کے اوقات کا اعلان کیسے کیا جائے؟ کچھ لوگوں نے یہ تجویز دی کہ نماز کے وقت ناقوس بجایا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو نصاریٰ کا کام ہے۔“ کسی نے تجویز دی کہ بگل بجایا جائے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ یہود کا کام ہے۔“ کسی نے کہا کہ بلند مقام پر آگ روشن کی جائے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ مجوس کا کام ہے۔“ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (اذان کی مشروعیت نازل ہونے کے بعد):

«فَأَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤَيِّرَ الْإِقَامَةَ»

”پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات جفت کہیں اور تکبیر (اقامت) کے کلمات طاق کہیں (اور بعض روایات میں ہے: سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے)۔“^①

① علامہ نووی نے المجموع: 83/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ① صحيح البخاري، الأذان، باب بدء الأذان، حديث: 603، 604 وصحيح مسلم، الصلاة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة.....، حديث: 378، وفتح الباري: 105/2، تحت الحديث: 603.

اذان کے جفت کلمات

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
 اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
 حَتّٰی عَلَی الصَّلَاةِ ، حَتّٰی عَلَی الصَّلَاةِ
 حَتّٰی عَلَی الْفَلَاحِ ، حَتّٰی عَلَی الْفَلَاحِ
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
 لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ

”اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔
 میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ۔ نماز کی طرف آؤ۔ نجات کی طرف آؤ۔ نجات کی طرف آؤ۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔“^①

فجر کی اذان

سیدنا ابو محمد زورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اذان کی تعلیم دی اور فرمایا:

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حديث: 499، وسنده حسن، وسنن ابن ماجه، الأذان والسنة فيها، باب بدء الأذان، حديث: 706. امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 287 میں، امام ترمذی نے حديث: 189 میں اور نووی نے المجموع: 76/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔

اذان و اقامت

”نجر کی اذان، میں حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دوبارہ کلمات زیادہ کہیں:

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ الْكُؤُورِ ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ الْكُؤُورِ

”نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے۔“^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صبح کی اذان میں حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ الْكُؤُورِ دو دفعہ کہنا سنت ہے۔^②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کے دن اپنے مؤذن سے کہا کہ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کی بجائے «الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ» یا «صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ» ”اپنے گھروں میں نماز ادا کرو۔“ کہے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا، جمعہ اگرچہ فرض ہے مگر مجھے پسند نہیں کہ تم کچھڑ اور مٹی میں (مسجد کی طرف) چلو۔^③

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مکمل اذان سے فراغت کے بعد

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان، حديث: 501 وهو حديث حسن، وسنن النسائي، الأذان، باب الأذان في السفر، حديث: 634، ابن خزيمة نے حديث: 375 میں، ابن حبان نے الموارد، حديث: 289 میں اور نووی نے المجموع: 90/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔

② [صحیح] صحیح ابن خزيمة، الأذان والإقامة، باب التثويب في أذان الصبح، حديث: 386، وسنده صحيح، والسنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب التثويب في أذان الصبح: 423/1، حديث: 1984، امام ابن خزيمة نے اسے صحیح کہا ہے۔ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ الْكُؤُورِ کے الفاظ طلوع فجر کے بعد دی جانی والی اذان میں کہے جائیں گے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فتاویٰ الدین الخالص: 223/3 (ع۔و) ③ صحیح البخاری، الأذان، باب هل يصلي الإمام بمن حضر؟ حديث: 668، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الصلاة في الرحال في المطر، حديث: 699 اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے کلمات میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ الْكُؤُورِ کہنا یا بارش وغیرہ کی صورت میں [الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ] وغیرہ کہنا اذان میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں ہے بلکہ عہد نبوت کی سنت ہے، لہذا اسے اذان کے اندر من پسند اضافوں کی دلیل بنانا درست نہیں ہے۔ (ع، ر)

اذان واقامت

«لَا صَلُّوا فِي الرَّحَالِ» يَا لَا صَلُّوا فِي رَحَالِكُمْ «کہا جائے۔^①

راقامت کے طاق کلمات

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ ، حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ
قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ
اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

”اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ۔ تحقیق نماز کھڑی ہو گئی۔ تحقیق نماز کھڑی ہو گئی۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار کہیں۔^③

① صحیح البخاری الأذان، باب الرخصة في المطر والعلّة..... حديث: 666. جبکہ اذان کے درمیان حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ کی جگہ یا اس کے بعد مذکورہ کلمات یا اس کے ہم معنی ماثورہ کلمات کہنا بھی ثابت ہے۔ دیکھیے فتاویٰ الدین الخالص: 245/3، وتحفة الأحوذی: 292/2 (ع۔و) ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حديث: 499، وسنده حسن، ومسند أحمد: 43/4. امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 291، 290 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری،

اذان و اقامت

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار اور تکبیر کے کلمات ایک ایک بار تھے، سوائے اس کے کہ مؤذن قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ دو بار کہتا تھا۔^①

دوہری اذان

اذان میں شہادت کے چاروں کلمات پہلے دھیمی آواز سے کہنا اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہنا ترجیح کہلاتا ہے۔ سیدنا ابو محمد زورہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود مجھے اذان سکھائی اور فرمایا کہ (اذان اس طرح) کہو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دوبارہ زیادہ بلند آواز کے ساتھ کہو۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

«الاذان، باب الأذان مثنى مثنى، حديث: 606,605، وصحيح مسلم، الصلاة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة.....، حديث: 378، وسنن النسائي، حديث: 628 وسنده صحيح ① [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في الإقامة، حديث: 511,510، وهو حديث صحيح، وسنن النسائي، الأذان، باب تشية الأذان، حديث: 629، امام حاكم في المستدرک: 198,197/1 میں، ذہبی نے اور نووی نے المجموع: 90/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ^①

سیدنا ابو محمد زورہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اذان کے انیس (19) اور اقامت کے سترہ (17) کلمات سکھائے۔^②

اذان اور مؤذن کے فضائل

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مؤذن کی آواز جنات، انسان اور جو جو چیز سنتی ہے، وہ قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔“^③ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”قیامت کے دن

① صحیح مسلم، الصلاة، باب صفة الأذان، حدیث: 379، وسنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حدیث: 503۔

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حدیث: 502، وهو حدیث صحیح، یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں، نیز دیکھیے صحیح مسلم، الصلاة، باب صفة الأذان، حدیث: 379 وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في الترجيع في الأذان، حدیث: 192۔ امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے اور شیخ البانی نے ان کی موافقت کی ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو محمد زورہ رحمۃ اللہ علیہ کو دوہری اذان اور دوہری اقامت سکھائی مگر افسوس کہ بعض لوگ محض اپنے فقہی مسلک کی پیروی میں انتہائی ناانصافی سے کام لیتے ہوئے ایک ہی حدیث میں بیان شدہ دوہری اقامت پر ہمیشہ عمل کرتے ہیں مگر دوہری اذان پر کبھی عمل نہیں کرتے، حالانکہ اذان و اقامت کو دوہرا یا دونوں کو اکہرا کہنا، دونوں طرح سنت سے ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ایک مسلمان کسی مخصوص فقہ کے تقلیدی بندھنوں سے رہائی نہیں پاتا، وہ اطاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا نہیں کر سکتا، لہذا بہتر یہ ہے کہ کسی مسئلے میں مختلف ائمہ کے دلائل کا موازنہ کر کے کوئی رائے قائم کی جائے۔ مانا کہ ایک جاہل آدمی ایسا نہیں کر سکتا مگر علمائے کرام تو جاہل نہیں ہیں، وہ مقلد بن کر تصویر کا صرف ایک رخ لوگوں کو کیوں دکھاتے ہیں، ذرا سوچیں؟ (ع، ر)،

③ صحیح البخاری، الأذان، باب رفع الصوت بالتداء، حدیث: 609۔

اذان و اقامت

اذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے لمبی ہوں گی (اللہ کا نام بلند کرنے کی وجہ سے وہ نمایاں ہوں گے)۔^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اور اس حالت میں بھاگتا ہے کہ اس کی ہوا آواز سمیت خارج ہو رہی ہوتی ہے، اتنا دور بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز اس کے کانوں میں نہیں پڑتی۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو وہ آ جاتا ہے۔ جب تکبیر کہی جاتی ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ جب تکبیر ختم ہوتی ہے تو پھر آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یہاں تک کہ آدمی کو پتہ نہیں چلتا کہ اس نے نماز کی کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔“^②

اذان کا جواب دینا

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مؤذن کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ پس تم بھی کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر جب مؤذن کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ تم بھی کہو: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ پھر جب مؤذن کہے: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو تم بھی کہو: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر جب مؤذن کہے: حَتّٰی عَلٰی الصَّلٰوةِ تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر جب مؤذن کہے: حَتّٰی عَلٰی الْفَلَاحِ تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پھر جب مؤذن کہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ تو تم کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ پھر جب مؤذن کہے: لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ تو

① صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، حدیث: 387.

② صحیح البخاری، الأذان، باب فضل التأذین، حدیث: 608، وصحیح مسلم، الصلاة،

باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، حدیث: 389.

اذان و اقامت

تم بھی کہو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ جو شخص صدق دل سے مؤذن کے کلمات کا جواب دے گا تو (جواب کی برکت سے) بہشت میں داخل ہو جائے گا۔“^①

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ التَّوْبَةِ کے جواب میں «صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ» کے الفاظ کی کوئی اصل نہیں۔^②

لہذا فجر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ التَّوْبَةِ کے جواب میں بھی یہی کلمہ، یعنی الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ التَّوْبَةِ ہی کہنا چاہیے۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے جواب میں «أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا» کہنے والی، ابوداؤد کی روایت (528) کو نووی رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔^③

ر اذان کے بعد کی دعائیں

● سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم مؤذن (کی آواز) سنو تو تم مؤذن کے جواب میں اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے اور (جب اذان ختم ہو جائے تو) پھر مجھ پر درود بھیجو، پس تحقیق جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے۔“^④

پس سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ جب مؤذن اذان ختم کرے تو ایک بار یہ درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَسِيْدٌ مَّجِيْدٌ

① صحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه.....، حدیث: 385. ② التلخیص الحبیر: 210/1. ③ المجموع: 122/3، نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے التلخیص الحبیر: 211/1 میں بھی اسے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس روایت میں ایک راوی (رجل عن أهل الشام) مجہول اور دوسرا (محمد بن ثابت العبدی) ضعیف ہے۔ سندہ ضعیف، نیل المقصود: 528. ④ صحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن.....، حدیث: 384.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَيٌُّ مُّجِيْدٌ

”یا الہی! رحمت بھیج محمد ﷺ اور آل محمد پر جیسے تو نے رحمت بھیجی ابراہیم علیہ السلام اور آل

ابراہیم پر، بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔

یا الہی! برکت بھیج محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جیسے تو نے برکت بھیجی ابراہیم علیہ السلام پر، اور

آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔“^①

● سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اذان سن کر
(جواب دے اور پھر اذان ختم ہونے پر) یہ دعا پڑھے، اس کے لیے قیامت کے دن میری
شفاعت واجب ہو جاتی ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الثَّابِتَةِ وَالصَّلَاةِ الْفَاقِسَةِ اَبِ مُحَمَّدًا
الْوَسِيْلَةَ وَالْفُضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ

”اے اللہ! اس پوری پکار (اذان) کے اور (قیامت تک) قائم رہنے والی نماز کے

رب! محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی عطا فرما اور انھیں اس مقام محمود میں پہنچا جس کا

تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔“^②

وسیلے کی تشریح

وسیلے کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”بے شک وسیلہ بہشت میں ایک درجہ
ہے جو بندگانِ الہی میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ
بندہ میں ہی ہوں، لہذا جس نے (اذان کی دعا پڑھ کر) اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگا، اس

① صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، باب: 10، حدیث: 3370. ② صحیح البخاری،
الأذان، باب الدعاء عند النداء، حدیث: 614.

کے لیے (میری) شفاعت واجب ہوگئی۔“^①

نبی اکرم ﷺ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ وسیلہ بہشت کے ایک بلند و بالا درجے کا نام ہے۔

ر دعائے اذان میں خود ساختہ کلمات کے اضافے کی حقیقت

مسنون دعائے اذان میں بعض لوگوں نے چند الفاظ بڑھا رکھے ہیں اور وہ الفاظ مردوجہ کتب نماز میں بھی موجود ہیں۔ دعائے مسنون کے لفظ وَالْفَضِيلَةَ کے بعد «وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ» کی زیادتی کرتے ہیں اور آگے وَعَدَّتْكَ کے خالص دودھ میں «وَأَرْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ» کا پانی ملا رکھا ہے اور پھر اخیر میں مسنون دعا کے اندر «يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ» کی آمیزش ہے۔ افسوس! کیا نبی اکرم ﷺ کی فرمودہ دعا میں یہ خامی رہ گئی تھی جو بعد کے لوگوں نے اپنے اضافے سے پوری کی ہے؟ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان پاک میں کمی بیشی کرنے کے تصور سے کانپ اٹھنا چاہیے۔

نبی اکرم ﷺ نے رات کو با وضو ہو کر سونے سے پہلے پڑھنے کے لیے ایک دعا بتائی۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنائی تو «بَنَيْكَ» کی جگہ «بِرَسُولِكَ» یعنی نبی کی جگہ رسول کہا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے بتائے ہوئے لفظ ”نبی“ کو ”رسول“ سے مت بدلو بلکہ «بَنَيْكَ» ہی کہو۔“^②

● سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مؤذن (کی اذان) سن کر یہ دعا پڑھے تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“ دعا یہ ہے:

① صحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن.....، حدیث: 384.
② صحیح البخاری، الوضوء، باب فضل من بات علی الوضوء، حدیث: 247، و صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب الدعاء عند النوم، حدیث: 2710.

اس سے معلوم ہوا کہ مسنون دعائیں اور ورد، توقیفی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ہیں اور ان کی حیثیت عبادت کی ہے، لہذا ان میں کمی بیشی جائز نہیں اور کسی قرینے یا دلیل کے بغیر متکلم کے صیغے کو جمع کے صیغے «

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور تحقیق محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔“^①

اذان و اقامت

بائیں طرف۔^①

● سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انھیں ان کی قوم کا امام مقرر کیا اور فرمایا:

«وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلَىٰ أَذَانِهِ أَجْرًا»

”مؤذن وہ مقرر کر جو اپنی اذان پر مزدوری نہ لے۔“^②

● مؤذن وہ مقرر کرنا چاہیے جو بلند آواز والا ہو۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ”بلال کو اذان سکھاؤ کیونکہ وہ تم سے بلند آواز والا ہے۔“^③

● ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مسجد کے قریب تمام گھروں سے میرا مکان اونچا تھا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس (مکان) پر (چڑھ کر) فجر کی اذان دیتے تھے۔^④

● سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا: ”جیسے مؤذن کہتا ہے تو بھی اسی طرح جواب دے، پھر جب تو جواب سے فارغ ہو جائے تو (دعا) مانگ! تو دیا جائے گا (تیری دعا قبول کی جائے گی)۔“^⑤

① صحیح البخاری، الأذان، باب هل يتبع المؤذن فاه هاهنا وهاهنا.....، حدیث: 634، وصحیح مسلم، الصلاة، باب ستره المصلي، حدیث: 503. ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب أخذ الأجر على التأذين، حدیث: 531، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يأخذ على الأذان أجرا، حدیث: 209، امام ترمذی نے، حاکم نے المستدرک: 1/199-201 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف الأذان؟ حدیث: 499، وسنده حسن، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في بدء الأذان، حدیث: 189. امام نووی نے المجموع: 3/82 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الأذان فوق المنارة، حدیث: 519، والسيره لابن هشام بتحقيق: 2/156، وسنده حسن، ابن إسحاق صرح بالسماع، حافظ ابن حجر نے فتح الباري: 2/103 میں اسے حسن کہا ہے۔ ⑤ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول «

اذان و اقامت

- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذان اور تکبیر کے درمیان اللہ تعالیٰ دعا رد نہیں فرماتا۔“^①
- بعض علاقوں میں بیماریوں اور وبا کے موقع پر لوگ گھر گھر اذانیں دیتے ہیں، یہ سنت سے ثابت نہیں کیونکہ اس سلسلے میں پیش کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں۔
- الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے الفاظ سوائے اذان فجر کے کسی اور اذان میں نہ کہے جائیں۔
- اقامت، اذان کے فوراً بعد نہیں ہونی چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اذان اور تکبیر کے درمیان نفل نماز کا وقفہ ہوتا ہے۔“^②
- صبح صادق سے کچھ دیر پہلے والی اذان جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں بلال کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے کیونکہ وہ رات کو اذان دیتا ہے تاکہ تہجد پڑھنے والے کو واپس کر دے اور سونے والے کو بیدار کر دے۔“^③
- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔“^④
- رسول اللہ ﷺ نے میدان عرفات میں دو نمازیں اکٹھی پڑھیں۔ آپ نے اذان ایک مرتبہ دلوائی اور ہر نماز کی اقامت الگ الگ کہلوائی۔^⑤

۱۱ إذا سمع المؤذن؟ حديث: 524، وسنده حسن، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 295 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ① [صحیح] مسند أحمد: 225/3، وسنده صحيح، امام ابن خزيمة نے حديث: 427,426 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 296 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاري، الأذان، باب كم بين الأذان والإقامة ومن ينتظر إقامة الصلاة؟ حديث: 624، و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب بين كل أذانين صلاة، حديث: 838. ③ صحيح البخاري، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، حديث: 621، و صحيح مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، حديث: 1093. ④ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن.....، حديث: 710. ⑤ صحيح مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، حديث: 1218.

اذان و اقامت

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اقامت کہی جائے تو صف میں شامل ہونے کے لیے نہ بھاگو بلکہ وقار کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ جو نماز تم (امام کے ساتھ) پالو وہ ٹھیک ہے اور جو رہ جائے، اسے بعد میں پورا کرو۔“^①

● سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک بلال رات کے وقت اذان دیتے ہیں، پس تم کھاؤ اور پیو (بلال کی اذان سن کر سحری کھانا نہ چھوڑو)۔“^②

● سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس پہلی اذان کی حکمت یہ ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس لیے ہوتی تاکہ نماز تہجد ادا کرنے والا (آرام کے لیے یا سحری کھانے کے لیے) واپس ہو جائے اور جو سویا ہوا ہو، وہ (نماز فجر کے لیے یا سحری کھانے کے لیے) بیدار ہو جائے۔^③

اس اذان اور نماز فجر کی اذان میں اتنا وقفہ نہیں ہوتا تھا جتنا کہ آج کل گھنٹہ، آدھا گھنٹہ کیا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دونوں مؤذنوں کے درمیان صرف اس قدر وقفہ ہوتا تھا کہ ایک اذان دے کر اترتا اور دوسرا اذان کے لیے چڑھ جاتا۔^④

● ایک شخص اذان سن کر مسجد سے باہر نکل گیا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اس شخص نے سیدنا ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔^⑤

① صحیح البخاری، الأذان، باب لا یسعی إلى الصلاة،.....، حدیث: 636، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار و سكينة،.....، حدیث: 602. ② صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان قبل الفجر، حدیث: 622، 623، وصحیح مسلم، الصیام، باب بیان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر،.....، حدیث: 1092. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان قبل الفجر،.....، حدیث: 621، وصحیح مسلم، الصیام، باب بیان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر،.....، حدیث: 1093. ④ صحیح مسلم، الصیام، باب بیان أن الدخول في الصیام يحصل بطلوع الفجر،.....، حدیث: 1092. ⑤ صحیح مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، حدیث: 655. شرعی عذر یا نماز کی تیاری

- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو نماز کا ارادہ کر کے آتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔“^①
- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نماز کی اقامت کہہ دی گئی اور کھڑے ہو کر صفیں درست کی گئیں، اتنے میں رسول اللہ ﷺ ہماری طرف نکل آئے، جب نماز کی جگہ میں کھڑے ہوئے، آپ کو یاد آیا کہ آپ جنبی ہیں تو آپ نے لوگوں سے کہا: اپنی جگہ کھڑے رہو۔ پھر آپ نے گھر جا کر غسل فرمایا اور جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، پھر آپ نے تکبیر کہہ کر نماز پڑھائی۔^②

”کے سلسلے میں باہر جانا پڑے تو پھر جائز ہے۔ (ع، ر) ① صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار و سكينۃ.....، حدیث: 602. ② صحیح البخاری، الأذان، باب إذا ذكر في المسجد أنه جنب يخرج كما هو ولا يتيمم، حدیث: 275. بھول جانا انسانی کمزوری ہے۔ آپ ﷺ بشر تھے، اسی لیے بھول گئے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بھولنا شان رسالت کے خلاف نہیں ہے۔ (ع، ر)



احکام قبلہ

رسول اللہ ﷺ سواری پر (نفل یا وتر) نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو جدھر سواری کا منہ ہوتا، اسی طرف نبی اکرم ﷺ کا رخ ہوتا:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ،
يَوْمِيَّ إِيْمَاءً، صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ»
”نبی اکرم ﷺ دوران سفرات کی نماز، اپنی سواری پر اشارے سے پڑھتے تھے،
سواری کا منہ چاہے جدھر بھی ہوتا، فرضوں کو سواری پر نہ پڑھتے، البتہ وتر سواری پر
ہی پڑھتے تھے۔“^①

اور کبھی نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول بھی دیکھنے میں آتا کہ جب اونٹنی پر نوافل ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کا منہ قبلہ رخ کرتے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع فرما دیتے، اس کے بعد نوافل ادا فرماتے رہتے سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا۔^②

اس صورت میں آپ رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرتے، البتہ سجدے کی حالت

① صحیح البخاری، الوتر، باب الوتر فی السفر، حدیث: 1000، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت، حدیث: 700.
② [حسن] سنن أبي داود، صلاة السفر، باب التطوع على الراحلة والوتر، حدیث: 1225،
وسندہ حسن، ابن سکن اور ابن ملقن وغیرہ نے اسے صحیح اور مندری نے حسن کہا ہے۔

قبلہ اور سترہ

میں رکوع کی نسبت سر کو زیادہ جھکا لیتے۔^①

جب فرض نماز ادا کرنا مقصود ہوتا تو سواری سے اترتے اور قبلہ رخ کھڑے ہو جاتے۔^②
قبلے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”مشرق و مغرب کے درمیان والی تمام سمت قبلہ ہے۔“^③

یہ حکم اہل مدینہ اور ان لوگوں کے لیے ہے جن کا قبلہ مشرق و مغرب کے درمیان، یعنی شمال یا جنوب والی سمت میں ہے۔ رہے برصغیر پاک و ہند کے لوگ یا تمام وہ لوگ جن کا قبلہ مغرب یا مشرق کی طرف ہے تو ان کے لیے شمال و جنوب کے درمیان والی تمام سمت قبلہ ہے۔

نمازی کے قبلے کی جانب قبر ہونے کی صورت میں لازم ہے کہ وہاں سے ہٹ کر نماز ادا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں کی جانب منہ کر کے نماز ادا نہ کرو اور نہ قبروں پر بیٹھو۔“^④

سترے کا بیان

یہاں سترے سے مراد وہ چیز ہے جسے نمازی اپنے آگے کھڑا کر کے نماز پڑھتا ہے تاکہ

① [صحیح] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في الصلاة على الدابة حيثما توجهت به، حديث: 351. امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وهو حديث صحيح و صححه ابن خزيمة، حديث: 1270. ② صحيح البخاري، التقصير، باب ينزل للمكتوبة، حديث: 1099. ③ [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء أن ما بين المشرق والمغرب قبله، حديث: 344، وسنده حسن، اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ چونکہ بیت اللہ سے دور کے لوگوں کے لیے ٹھیک خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا مشکل تھا، اس لیے بیت اللہ کے دائیں بائیں ساری جہت کو قبلہ قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ④ صحيح مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، حديث: 972.

قبلہ اور سترہ

اس کے آگے سے گزرنے والا (سترے کی دوسری طرف سے گزر جائے اور) گناہ گار نہ ہو۔ لاشی، برجھی، لکڑی، دیوار، ستون اور درخت وغیرہ کو سترہ بنایا جاسکتا ہے اور امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَاءَ ذَلِكَ»

”جب تم میں سے کوئی شخص اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر (کوئی چیز) رکھ لے تو نماز جاری رکھے اور جو کوئی اس کی باہر والی طرف سے گزرے اس کی پرواہ نہ کرے۔“^①

عطاء بن ابی رباح (تابعی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پالان کے پچھلے حصے کی لکڑی ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ (لمبی) ہوتی ہے۔^②

معلوم ہوا کہ کم از کم ایک ہاتھ لمبی لکڑی یا کوئی اور چیز سترہ بن سکتی ہے۔

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بطحاء میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ ﷺ کے سامنے ایک برجھی نصب تھی۔ آپ نے دو رکعت ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت عصر کی۔ اس وقت برجھی کی دوسری طرف سے عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔^③

① صحیح مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي،.....، حدیث: 499. ② [صحیح] سنن أبی داود، الصلاة، باب ما یستر المصلي، حدیث: 686، وسندہ صحیح، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 807، میں اسے صحیح قرار دیا ہے، یعنی تقریباً سوا ایک فٹ لمبی لکڑی سترہ بن سکتی ہے۔ (ع۔و) ③ صحیح البخاری، الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه، حدیث: 495، و صحیح مسلم، الصلاة، باب سترة المصلي،.....، حدیث: 503.

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو گزرنے کی سزا معلوم ہو جائے تو اسے اس کے آگے سے گزرنے کی بجائے چالیس (دن، ماہ یا سال) تک وہیں کھڑے رہنا زیادہ بہتر ہو۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز ادا کرتے وقت آگے سترہ کھڑا کرو اور کوئی شخص سترے کے اندر (نمازی اور سترے کے درمیان) سے گزرنا چاہے تو اس کے ساتھ مزاحمت کرو اور اسے آگے سے نہ گزرنے دو۔ اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑائی کرو۔ بے شک وہ شیطان ہے۔“^②

ایک روایت میں ہے کہ دو بار تو اسے ہاتھ سے روکا اگر وہ نہ رکے تو اس سے ہاتھ پائی سے بھی گریز نہ کیا جائے (کیونکہ وہ شیطان ہے۔)^③

نبی اکرم ﷺ سترے اور اپنے درمیان میں سے کسی چیز کو گزرنے نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے کہ ایک بکری دوڑتی ہوئی آئی، وہ آپ کے آگے سے گزرنا چاہتی تھی اور آپ گزرنے نہیں دینا چاہتے تھے۔ آپ نے اپنا بطن مبارک سترے کے ساتھ لگا دیا (تو بکری کو سترے کے پیچھے سے گزرنا پڑا)۔^④

① صحیح البخاری، الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي، حديث: 510، وصحيح مسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، حديث: 507. ② صحیح البخاری، الصلاة، باب يرد المصلي من مر بين يديه، حديث: 509، و صحيح مسلم، الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي، حديث: 505. ③ [صحیح] صحيح ابن خزيمة، ستره المصلي، باب بيان أن إباحة المقاتلة إنما تكون بعد منعه مرتين، حديث: 818، امام ابن خزيمة نے اسے صحیح کہا ہے۔ وجاء في صحيح البخاري، حديث: 3274 بِمَعْنَاهُ فَالْحَدِيثُ صَحِيحٌ. ④ [صحیح] صحيح ابن خزيمة، ستره المصلي، باب إباحة منع المصلي الشاة من المرور بين يديه، حديث: 827، وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 1/254 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

قبلہ اور سترہ

رسول اللہ ﷺ کی جائے نماز (کھڑے ہونے کی جگہ) اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے کا فاصلہ ہوتا تھا۔^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نمازی کے آگے اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی جتنا لمبا سترہ نہ ہو اور بالغ عورت، گدھا یا سیاہ کتا آگے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور سیاہ کتا شیطان ہے۔“^②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے سوتی تھی۔ میرے پاؤں آپ کے سامنے ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے ہاتھ لگاتے، میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جس وقت آپ کھڑے ہوتے تو پاؤں پھیلا دیتی۔ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔^③

معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے۔ اگر آگے کوئی لینا ہو تو کوئی حرج نہیں، اسی طرح عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اگر وہ سامنے لیٹی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

① صحیح البخاری، الصلاة، باب قدرکم ینبغی أن یكون بین المصلی والسترۃ؟ حدیث: 496، وسنن أبي داود، الصلاة، باب الدنوں من السترة، حدیث: 696. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب قدر ما یستر المصلی، حدیث: 510. ③ صحیح البخاری، الصلاة، باب التطوع خلف المرأة، حدیث: 513، وصحیح مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بین یدی المصلی، حدیث: 512-(272).

نماز باجماعت

اہمیت

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنْنَ الْهُدَى، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَدَّنُ فِيهِ - وَفِي رِوَايَةٍ - وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطَّهُورَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةً، وَيَرْفَعُ بِهَا دَرَجَةً، وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ، وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُتَافِقٌ مَعْلُومُ النَّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ لِرَجُلٍ يُؤْتَى بِهِ يَهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ يَقَامُ فِي الصَّفِّ»

”بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے، ان ہدایت کے طریقوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس مسجد میں نماز ادا کی جائے جس میں اذان دی جاتی ہے..... اور ایک روایت میں ہے (کہ انھوں نے فرمایا:) اگر تم نماز اپنے اپنے گھروں میں پڑھو گے، جیسے (جماعت سے) پیچھے رہنے والا یہ شخص اپنے گھر میں پڑھ لیتا ہے تو تم اپنے نبی اکرم ﷺ کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر نبی کی

نماز باجماعت

سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور (یہ بات بھی شامل ہے کہ) جب کوئی شخص اچھا وضو کر کے مسجد جائے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے، ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک برائی مٹا دیتا ہے۔“ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا (اس وقت) جماعت سے سوائے کھلے منافق کے کوئی پیچھے نہیں رہتا تھا اور بیمار کو بھی دو آدمیوں کے سہارے نماز کے لیے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اکیلے شخص کی نماز سے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس درجے زیادہ (باعثِ ثواب) ہے۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ پھر نماز کا حکم دوں اور اس کے لیے اذان کہی جائے، پھر کسی شخص کو لوگوں کی امامت کے لیے کہوں، پھر ان لوگوں کے گھر جلا دوں جو نماز (جماعت) میں حاضر نہیں ہوتے۔“^③

سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینے تھے، انھوں نے اپنے نابینے ہونے کا عذر پیش کر کے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو نبی اکرم ﷺ نے پہلے تو انھیں اجازت دے دی لیکن پھر فرمایا: ”اذان سنتے ہو؟“ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”تو پھر نماز میں حاضر ہو جایا کرو۔“^④

① صحیح مسلم، المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الہدی، حدیث: 654.

② صحیح البخاری، الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، حدیث: 645، و صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، حدیث: 650. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب وجوب صلاة الجماعة، حدیث: 644، و صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، حدیث: 651. ④ صحیح مسلم، المساجد، باب یجب إتيان المسجد علی من سمع النداء، حدیث: 653.

نماز باجماعت

بھائیو سوچو! نابینے شخص کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ مل سکی اور آنکھوں والے جو اذان سن کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے نہیں جاتے وہ کتنے بڑے جرم اور گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں!

عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمھاری عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسے ہرگز منع نہ کرو۔“^①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنی عورتوں کو (نماز پڑھنے کے لیے) مسجد میں آنے سے منع نہ کرو، اگرچہ ان کے گھرانے کے لیے بہتر ہیں۔“^②

عورتوں کو خوشبو لگا کر مسجد جانے کی ممانعت ہے۔^③

نماز باجماعت کے متفرق مسائل

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ»

”جب (جماعت کے لیے) اقامت کہہ دی جائے اور کسی شخص کو پیشاب وغیرہ کی

① صحیح البخاری، الأذان، باب استئذان المرأة زوجها بالخروج إلى المسجد، حديث: 873، وصحيح مسلم، الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد إذا لم يترتب عليه فتنة.....، حديث: 442. ② [صحيح]، سنن أبي داود، الصلاة، باب ماجاء في خروج النساء إلى المسجد، حديث: 567، وهو حديث صحيح، حاكم في المستدرک: 209/1 میں، امام ابن خزيمة نے حديث: 1684 میں اور وہی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وللحديث شاهد حسن عند البيهقي: 131/3 وصححه ابن خزيمة: 1683. ③ صحيح مسلم، الصلاة، باب خروج النساء إلى المساجد.....، حديث: 443. مقصد یہ ہے کہ مسجد جانے والی خاتون اس طرح کے قتیہ انگیز اقدام سے پرہیز کرے۔ (ع، ر)

نماز باجماعت

- حاجت ہو تو پہلے اس سے فراغت حاصل کرے (پھر نماز پڑھے)۔“^①
- نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اذان سن کر مسجد میں جماعت کے لیے نہ پہنچے (اور گھر میں نماز پڑھ لے) اس سے نماز قبول نہیں کی جاتی، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔“^②
- جس جگہ تین آدمی ہوں اور وہ جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو ان پر شیطان غالب ہوتا ہے۔^③

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر شام کا کھانا سامنے لگا دیا جائے اور نماز کی اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھاؤ اور کھانا کھانے میں جلدی نہ کرو یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاؤ۔“ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے کھانا رکھ دیا جاتا اور جماعت بھی کھڑی ہو جاتی تو وہ اس وقت تک نماز کے لیے نہ آتے جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو جاتے، حالانکہ وہ امام کی قراءت بھی سن رہے ہوتے تھے۔^④

● نہایت شدید سردی اور بارش کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے گھروں میں نماز پڑھنے کی

① [صحیح] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء، حدیث: 142، وسنن أبي داود، الطہارۃ، باب أیصلي الرجل وهو حاقن؟ حدیث: 88. امام ترمذی نے، حاکم نے المستدرک: 3/335 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ التاریخ الكبير للبخاری: 33/5، وسنده صحیح. ② [صحیح] سنن ابن ماجہ، المساجد والجماعات، باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعة، حدیث: 793، وهو صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 426 میں، حاکم نے المستدرک: 1/245 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، تاریخ واسط لبیاض، ص: 202. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب التشدید فی ترك الجماعة، حدیث: 547، وسنده صحیح، وسنن النسائي، الإمامة، باب التشدید فی ترك الجماعة، حدیث: 848 امام حاکم نے: 1/246 میں، ابن خزیمہ نے حدیث: 1486 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 425 میں، ذہبی نے اور امام نووی نے المجموع: 4/183 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ صحیح البخاری، الأذان، باب إذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة، حدیث: 673، وصحیح مسلم، المساجد، باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام.....، حدیث: 559.

اجازت دی ہے۔^①

صفوں میں مل کر کھڑا ہونے کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ»

”اپنی صفوں کو برابر کرو۔ بلاشبہ صفوں کا برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔“^②
قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ﴾

”اور نماز قائم کرو۔“^③

یعنی ارکان اور سنن کی تعدیل، اہتمام اور رعایت سے نماز پڑھو۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ”صفوں کا سیدھا کرنا بھی نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔“ اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کا ٹیڑھا ہونا نقصان کا موجب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ صف کو سیدھا کرنا نماز کے حسن میں سے ہے۔“^④

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو (ایسے)

① صحیح البخاری، الأذان، باب الرخصة في المطر والعلّة أن يصلي في رحله، حديث: 666، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الصلاة في الرحال في المطر، حديث: 697.

② صحیح البخاری، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، حديث: 723، و صحیح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف، حديث: 433. ③ البقرة: 43. ④ صحیح البخاری، الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، حديث: 722، وصحيح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف،.....، حديث: 435.

نماز باجماعت

برابر کرتے گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے ہوں۔^① یہاں تک کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ سے صفوں کا سیدھا کرنا سمجھ لیا۔ ایک دن آپ (جماعت کے لیے) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے تو فرمایا: ”اپنی صفوں کو برابر اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں اختلاف ڈال دے گا۔“^②

مذکورہ حدیث کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اقامت ہو جانے کے بعد جب صفیں سیدھی، درست اور برابر ہو جائیں تو پھر امام کو تکبیر اولیٰ کہنی چاہیے۔
خبردار! صفیں ٹیڑھی نہ ہوں کہ صفوں کا ٹیڑھا پن باہمی پھوٹ، دلوں کے اختلاف اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو (کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہوؤ) اور صفوں کے درمیان نزدیکی کرو (دو صفوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ چھوڑو کہ وہاں ایک اور صف کھڑی ہو سکے) اور گردنیں برابر (ایک دوسرے کی سیدھ میں) رکھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں شیطان کو دیکھتا ہوں جو صف کے شگافوں میں داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ بکری کا سیاہ بچہ ہے۔“^③

① محاورے کے مطابق تو یوں کہنا چاہیے کہ صف تیر کی طرح سیدھی ہو جاتی تھی لیکن جب اس کے برعکس یوں کہا گیا کہ تیر اگر صف کی طرح سیدھا کر دیا جائے تو یقیناً ہدف کو جا لگے تو اس میں زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ مقصد بھی یہی ہے کہ صفیں انتہائی سیدھی ہوتی تھیں حتیٰ کہ ان کی مدد سے نشانے کی طرف تیروں کا رخ بخوبی سیدھا کیا جاسکتا تھا۔ واللہ اعلم (ع، ر)

② صحیح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف،.....، حدیث: 436. ③ [صحیح] سنن أبی داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، حدیث: 667، وسندہ صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 387 میں اور ابن خزیمہ نے حدیث: 1545 میں اسے صحیح کہا ہے۔

نماز باجماعت

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف چہرہ کر کے فرمایا: ”لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو۔ لوگو! اپنی صفیں درست کرو۔ لوگو! اپنی صفیں برابر کرو۔ اللہ کی قسم! یا تو تم ضرور ضرور صفیں سیدھی کرو گے یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈال دے گا۔“ پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ ہر شخص اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا، گھٹنے سے گھٹنا اور ٹخنے سے ٹخنا چپکا دیتا تھا۔^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفوں کو سیدھا کیا کرو کیونکہ میں تمہیں پس پشت بھی دیکھتا ہوں۔“ (یہ آپ کا معجزہ تھا) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص (صفوں میں) اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملا دیتا تھا۔^②

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف کے اندر داخل ہو کر ایک جانب سے دوسری جانب تک چلتے، ہمارے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے اور

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، حديث: 662، وهو حديث صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 396 میں اسے صحیح کہا ہے۔ السنن الكبرى للنسائي: 287/1، وصحيح ابن خزيمة: 160، وسنن الدار قطني: 283/1. ② صحيح البخاري، الأذان، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف، حديث: 725. اس حدیث میں آپ ﷺ کے ایک معجزے کا ذکر ہے۔ معجزہ یا کرامت کی حقیقت سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات قابل غور ہیں:

- انسان کا وجود، اس کی عقل، طاقت، جملہ عادات، خصائل اور خوبیاں سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہوتی ہیں۔
- انسانی عادت اور روئین ہے کہ جس کام میں بھی کسی آدمی کی عقل اور طاقت صرف ہوتی ہے، وہ کام کتنا ہی اٹوٹھا کیوں نہ ہو، دوسرے آدمی بھی محنت اور مشق کر کے وہ کام کر ہی لیتے ہیں۔
- لیکن جب کسی آدمی سے ایسا کام صادر ہو جو عام عادت سے ہٹا ہوا ہو، اس میں کسی علم یا فن کا دخل نہ ہو اور اسباب و وسائل بھی استعمال میں نہ لائے گئے ہوں، نیز ہر عام و خاص اس کے مقابلے سے یا تو سرے ہی سے عاجز ہو یا اسباب و وسائل کے بغیر عاجز ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی سے یہ کارنامہ

فرماتے تھے: ”آگے پیچھے مت ہونا۔ (ورنہ) تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔“ اور ۱۱ سرزد ہوا ہے، اس میں محض اس کی عقل اور طاقت کام نہیں کر رہی بلکہ اسے کسی غیبی طاقت کی ”ان دیکھی مدد“ حاصل ہے۔

● اگر ایسا کام کسی نبی اور رسول سے صادر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں اور اگر کسی صحیح العقیدہ، عالم دین اور قبیح سنت (ولی اللہ) سے صادر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔
● لوگوں سے انبیاء و رسل کی صداقت منوانے کے لیے اللہ تعالیٰ انھیں عموماً دو چیزوں سے نوازتے ہیں: ① دلیل و برہان کی طاقت۔ ② مختلف معجزات کا صادر ہونا۔
● یہ تو ہو سکتا ہے کہ کسی نبی کو معجزہ نہ ملے مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اسے دلیل و برہان کی طاقت سے محروم رکھا گیا ہو۔

● جس نبی کو بھی معجزہ ملا، اس نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اسباب و وسائل کو استعمال میں لائے بغیر ہر قسم کا کارنامہ کر دکھانا میری طاقت میں ہے یا میرے کار منصبی میں داخل ہے اور نہ ہی اس کے صحابہ نے یہ عقیدہ رکھا کہ وہ ان معجزات کی بنیاد پر اسباب عادیہ کے بغیر دوسرے انسانوں کا حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔

● کسی بھی غیر نبی کی دعوت (عقیدہ و عمل) کی سچائی ① قرآن پاک ② مقبول احادیث ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجموعی فہم و عمل اور ④ اجماع امت سے پرکھی جائے گی۔ اگر اس کی دعوت اور طرز عمل اس معیار پر پورا اترتا ہے تو اس سے ظاہر ہونے والا خلاف عادت کام ”کرامت“ ہو گا ورنہ نہیں۔

● اگر بد عقیدہ اور بد عمل ہونے کے باوجود اس سے امور عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں تو اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں: ① اللہ نے اس کی رسی دراز کر دی ہے تاکہ وہ اور اس کے پیروکار زیادہ سے زیادہ عذاب آخرت کے مستحق نہیں۔ ② اس نے مختلف شرکیہ ”عمل“ کر کے جنوں اور شیاطین کا قرب حاصل کیا ہوا ہے جو اس کے ساتھ، نظر نہ آنے والا تعاون کرتے اور اسے پیشگی خبریں پہنچاتے ہیں۔

● الغرض معجزہ اور سچی کرامت اللہ کی غیبی مدد، طاقت اور حکم سے رونما ہوتی ہے، جبکہ جھوٹی کرامتوں میں شیاطین کی ان دیکھی مدد کام کر رہی ہوتی ہے، بندہ اپنی طاقت سے ایسے امور عجیبہ کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔
● حالت نماز میں قبلہ رخ ہونے کے باوجود پیچھے کھڑے نمازیوں پر نظر رکھنا، واقعی نبی اکرم ﷺ کا معجزہ تھا اور یہ حالت نماز کے ساتھ خاص تھا مگر نماز میں بھی یہ کیفیت ہر وقت نہیں ہوتی تھی بلکہ جب اللہ چاہتا تھا ایسے ہوتا تھا اور جب نہیں چاہتا تھا، نہیں ہوتا تھا، چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے،

نماز باجماعت

فرماتے تھے: ”تحقیق اللہ تعالیٰ پہلی صف والوں پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے لیے (رحمت کی) دعا کرتے ہیں۔“^①

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں برابر کرتے تھے جب صفیں برابر ہو جاتیں تو (پھر) آپ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرتے۔^②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صفیں قائم کرو، کندھے برابر کرو، (صفوں کے اندر) ان جگہوں کو پر کرو جو خالی رہ جائیں، اپنے بھائیوں کو سلام پھیرنے کے بعد آپ نے فرمایا: «مَنْ الْمُتَكَلِّمُ؟» ”دعا کس نے پڑھی تھی؟“ صحیح البخاری، الأذان، باب: 126، حدیث: 799.

● ایک رات نبی اکرم ﷺ اپنے بستر سے اٹھ کر باہر چلے گئے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پیچھے باہر نکل گئیں۔ آپ ﷺ نے قبیع الغرقہ (مدینہ منورہ کا قبرستان) پہنچ کر دعائے مغفرت کی اور واپس آ گئے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے پہلے اپنے بستر پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئیں لیکن سانس پھولی ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے وجہ دریافت کی، امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نالنا چاہا، آپ نے فرمایا: ”عائشہ! بتا دو ورنہ میرا اللہ مجھے بتا دے گا۔“ اس پر امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساری بات بتا دی۔ صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها؟ حدیث: 974 اس سے معلوم ہوا کہ گھر سے نکلتے وقت امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کدھر اور کیوں جا رہے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کو بھی معلوم نہ ہوا کہ عائشہ بھی میرے پیچھے گئی تھی۔

① [صحیح] سنن أبي داود، أبواب الصفوف، باب تسوية الصفوف، حدیث: 664، وسنده صحيح، والمستدرک للحاکم، فضائل القرآن، ذکر فضائل سور و آی متفرقة، حدیث: 2128، 2112، 2105، 2099 (571-572-573-575) ابن حبان نے الموارد، حدیث: 386 میں اور امام ابن خزیمہ نے حدیث: 1551 میں اسے صحیح جبکہ نووی نے المجموع: 226/4 میں حسن کہا ہے۔
② [صحیح] سنن أبي داود، أبواب الصفوف، باب تسوية الصفوف، حدیث: 665، وسنده صحيح.

نماز باجماعت

کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، صفوں کے اندر شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو۔ اور جو شخص صف ملائے گا، اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) ملائے گا اور جو اسے کاٹے گا، اللہ بھی اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دے گا۔“^①

اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر صف درست کرنے کے لیے کوئی تمھیں آگے یا پیچھے کرے تو بڑی نرمی اور محبت سے آگے یا پیچھے ہو جاؤ۔ اگر صف سے کوئی نکل کر چلا جائے تو اس کی جگہ لے کر صف ملاؤ، اللہ تم پر رحمت کرے گا۔ صف کے اندر (جان بوجھ کر) ایک دوسرے سے دور دور کھڑے ہونا صف کا ثناء ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ اپنی رحمت سے دور کرے گا۔ [والعیاذ باللہ]

صفوں کی ترتیب

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پہلے اول صف پوری کرو، پھر اسے جو پہلی کے نزدیک ہے۔“^②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کی صفوں میں (ثواب کے لحاظ سے) سب سے بہتر، پہلی صف ہے۔ اور سب سے بُری، آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بُری، پہلی صف ہے اور سب سے بہتر آخری صف ہے۔“^③

① [حسن] سنن أبي داود، أبواب الصفوف، باب تسوية الصفوف، حديث: 666، وسنده حسن، حاكم نے المستدرک: 213/1، امام ابن خزيمة نے حديث: 1549 میں، ذہبی نے اور نووی نے المجموع: 227/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، حديث: 671، وهو حديث صحيح، امام ابن خزيمة نے حديث: 1547، 1546 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 390 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحيح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف،، حديث: 440، امام نووی المجموع: 301/4 میں فرماتے ہیں: ”یہ تب ہے جب خواتین بھی مردوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوں کیونکہ اگر مرد آخری صف میں کھڑے ہوں اور ان کے متصل بعد خواتین کھڑی ہوں تو ان کا خیال ایک دوسرے کی طرف رہے گا۔ لیکن اگر مرد پہلی صفوں میں ہوں“

نماز باجماعت

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمیشہ لوگ (پہلی صف سے) پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ بھی انھیں (اپنی رحمت میں) پیچھے ڈال دے گا۔“^①

ستونوں کے درمیان صف بنانا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں اس سے (ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے) بچتے تھے۔^②

صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا

صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔^③

» اور خاتین آخری صفوں میں ہوں جبکہ درمیان میں بچے ہوں تو پھر ایسا امکان نہیں رہے گا۔“ (ع، ر)

① صحیح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف.....، حدیث: 438. ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الصفوف بين السواري، حدیث: 673، وسنده صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في كراهية الصف بين السواري، حدیث: 229. امام ترمذی، امام حاکم نے المستدرک: 218/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ سفیان الثوري صرح بالسماع عند البيهقي: 4/3. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الرجل يصلي وحده خلف الصف، حدیث: 682، وسنده صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 403 میں، امام احمد، اسحاق نے اور ابن حزم نے المحلی: 53/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔ سنن الدارمی: 211/1، حدیث: 1289 میں حسن سند کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنے والے کو نماز لوٹانے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ وہ اگلی صف میں شامل نہیں ہوا تھا «وَلَمْ يَتَّصِلْ بِالصُّفُوفِ» اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اگلی صف میں جگہ نہ ہو اور نمازی اکیلے صف میں کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ یہی موقف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محققین کا ہے۔ دیکھیے: إرواء الغلیل: 329/2، وفتاویٰ الدین الخالص: 244/5 (ع، و)

اگر اگلی صف میں جگہ نہیں ہے تو ایک امام اور ایک مقتدی والے مسئلے سے استنباط کرتے ہوئے اگلی صف سے آدمی کھینچ کر صف بنالینا جائز ہے اور اگر نہ کھینچا جائے اور اکیلے ہی نماز پڑھی جائے تو پھر یہ نماز دوہرائی پڑے گی۔

صف بندی میں مراتب کا لحاظ رکھنا

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے ہاتھ ہمارے کندھوں پر رکھتے اور فرماتے: ”برابر ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ (اور) وہ لوگ جو عقل مند و دانشمند ہیں، صف میں میرے قریب رہیں، پھر جو ان سے قریب ہیں، پھر جو ان سے قریب ہیں۔“^①

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے پہلے مردوں نے صفیں باندھیں، پھر بچوں نے، اس کے بعد آپ نے نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا: ”میری امت کی نماز اسی طرح ہے۔“^②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ میں نے اور ایک بچے نے اکٹھے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بنائی اور میری والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے اکیلی ہی صف میں کھڑی ہو گئی۔^③

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مردوں کی صف میں جگہ ہو تو نابالغ بچے بھی ان کے

① صحیح مسلم، الصلاة، باب تسوية الصفوف.....، حدیث: 432. ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب مقام الصبيان من الصف، حدیث: 677. اس کی سند حسن ہے۔ اے ابن الملقن نے تحفة المحتاح میں حسن قرار دیا ہے، حدیث: 548. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب المرأة وحدها تكون صفًا، حدیث: 727. وصحیح مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة.....، حدیث: 658. اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک خاتون نماز میں شامل ہو جائے تو وہ بھی مردوں سے الگ اکیلی صف میں کھڑی ہوگی۔ (ع، ر)

ساتھ کھڑے ہوں گے۔^①

امامت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَوْمُ الْقَوْمِ أَقْرَبُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ. فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةَ فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا، وَلَا يَزُومَنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدَ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ»

”لوگوں کا امام وہ ہونا چاہیے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن کو صحیح طریقے سے پڑھنے والا ہو۔ پھر اگر قراءت میں سب برابر ہوں تو وہ امامت کرائے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو (سب سے زیادہ احکام اور مسائل کی حدشیں جانتا ہو)۔ پھر اگر سنت کے علم میں بھی سب برابر ہوں تو پھر امامت وہ کرائے جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔ اور (بلا اجازت) کوئی شخص، کسی کی سلطنت میں اس کی امامت نہ کرائے اور نہ کسی کے گھر میں صاحب خانہ کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔“^②

اگر کتاب اللہ کسی نابالغ بچے کو زیادہ یاد ہو تو اسے امام بنایا جاسکتا ہے۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے قبیلے میں سب سے زیادہ قرآن مجھے یاد تھا، لہذا مجھے امام بنایا گیا، حالانکہ میری عمر سات سال تھی۔^③

① دیکھیے: فتاویٰ اللجنة الدائمة: 20/8، وتمام المنة للالباني، ص: 284. ② صحيح مسلم، المساجد، باب من أحق بالإمامة؟ حديث: 673. ③ صحيح البخاري، المغازي، باب 54، حديث: 4302.

نماز باجماعت

نابینے کو امام بنانا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا تھا، حالانکہ وہ نابینے تھے۔^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس امام کی نماز کانوں سے بلند، یعنی قبول نہیں ہوتی جس پر لوگ (بوجہ اس کی بدعات، جہالت و فسق وغیرہ کے) ناراض ہوں۔“^②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مثل بہت ہلکی اور بہت کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔ جب آپ (عورتوں کی صف میں) بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس ڈر سے نماز ہلکی کر دیتے کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔^③

سیدنا ابوقحادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نماز لمبی کرنے کے ارادے سے، نماز میں داخل ہوتا ہوں۔ پھر (عورتوں کی صف میں) بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں (ہلکی پڑھاتا ہوں) کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو تکلیف ہوگی۔“^④

زیادہ لمبی نماز پر نبی کریم ﷺ کا غصہ

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی وعظ میں اتنے غصے میں نہیں دیکھا جتنا (لمبی نماز پڑھانے والوں پر) اس دن دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ”تم (لمبی نمازیں پڑھا کر) لوگوں کو نفرت دلانے والے ہو (سنو!) جب تم لوگوں کو

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب إمامة الأعمى، حديث: 595، وهو حديث صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 370 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في من أم قوما وهم له كارهون، حديث: 360، وسنده حسن، امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ ③ صحيح البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، حديث: 708. ④ صحيح البخاري، الأذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، حديث: 707.

نماز باجماعت

نماز پڑھاؤ تو ہلکی پڑھاؤ، اس لیے کہ ان (مقتدیوں) میں ضعیف، بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔“^①

سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی: ”جب تم لوگوں کی امامت کرو تو انھیں نماز ہلکی پڑھاؤ کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے، مریض، کمزور اور کام کاج والے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جب اکیلے نماز پڑھو تو جس قدر چاہے لمبی پڑھو۔“^②

ہلکی نماز کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رکوع، سجود، قوے اور جلے کو درہم برہم کر کے رکھ دیا جائے۔ واضح ہو کہ ارکان نماز کی تعدیل اور طمانیت کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔^③ بلکہ ہلکی نماز کا مطلب یہ ہے کہ قراءت میں (سجٹا) اختصار کیا جائے، مگر قیام زیادہ مختصر بھی نہ ہو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”افضل نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا ہو۔“^④

نماز کے لیے پرسکون انداز سے آنا

سیدنا ابوقحادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

«بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعَ، جَلْبَةً فَقَالَ: "مَا

- ① صحیح البخاری، الأذان، باب تخفيف الإمام في القيام وإتمام الركوع والسجود، حديث: 702، وصحيح مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، حديث: 466. ② صحيح مسلم، الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، حديث: 468. ③ صحيح مسلم، حديث: 470 میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت نماز میں نماز کے لیے آئی ہوئی ماں کے ہمراہ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس وجہ سے چھوٹی سورت پڑھ لیتے۔ اس حدیث سے، نیز سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے متعلق حدیث اور دیگر روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تخفیف قراءت میں ہوتی تھی، ہاں الفاظ مناسب انداز میں ترتیل سے پڑھنا بہر حال ضروری ہے۔ (ع۔و) ④ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب أفضل الصلاة طول القنوت، حديث: 756.

نماز باجماعت

شَأْنُكُمْ؟" قَالُوا: اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: "فَلَا تَفْعَلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ فَمَا أَذْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا سَبَقَكُمْ فَأَتِمُّوا"

”اس دوران کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے لوگوں کی کھٹ پٹ سنی۔ آپ نے نماز کے بعد پوچھا: ”تم کیا کر رہے تھے؟“ انھوں نے عرض کی کہ ہم نماز کی طرف جلدی آ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسا نہ کرو۔ جب تم نماز کے لیے آؤ تو آرام و سکون سے آؤ، جو نماز تمہیں مل جائے (جو تم پالو) پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے اسے بعد میں پورا کرو۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز کا ارادہ کر کے آتے ہو تو نماز ہی میں ہوتے ہو (لہذا وقار اور سکون کے ساتھ آیا کرو)۔“^②

اماموں پر وبال

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اماموں نے نماز اچھی طرح (ارکان کی تعدیل اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ) پڑھائی تو تمہارے لیے بھی ثواب ہے اور ان کے لیے بھی ثواب ہے اور اگر نماز پڑھانے میں خطا کی (رکوع و سجود کی عدم طمانیت، قوسے اور جلسے کے فقدان سے نماز پڑھائی) تو تمہارے (مقتدیوں کے) لیے تو ثواب ہے اور ان کے لیے وبال ہے۔“^③

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی امام

① صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة.....، حدیث: 603.

② صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة.....، حدیث: 602.

③ صحیح البخاری، الأذان، باب إذا لم يتم الإمام وأتم من خلفه، حدیث: 694.

نماز باجماعت

بے وضو یا بحالت جنابت نماز پڑھا دیتا ہے تو مقتدیوں کی نماز صحیح اور امام پر نماز کا اعادہ لازم ہے، خواہ اس نے یہ فعل اراداً کیا ہو یا لاعلمی کی بنا پر۔

نماز پڑھا کر امام مقتدیوں کی طرف منہ پھیرے

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف متوجہ ہوتے۔^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ تر اپنے داہنی طرف سے مڑتے تھے۔^②

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تم اپنی نماز میں سے صرف دائیں طرف سے پھر کر شیطان کا حصہ مقرر نہ کرو۔ یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت دفعہ دیکھا کہ وہ اپنے بائیں طرف سے بھی پھرتے تھے۔^③

معلوم ہوا کہ امام کو پھرنے کے لیے صرف ایک طرف مقرر نہیں کر لینی چاہیے بلکہ کبھی دائیں طرف سے پھرا کرے، کبھی بائیں طرف سے۔ مگر اکثر دائیں طرف سے مڑنا چاہیے۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم آپ کے دائیں طرف کھڑا ہونا پسند کرتے تھے تاکہ آپ کا چہرہ ہماری طرف ہو۔^④

① صحیح البخاری، الأذان، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم، حدیث: 845. ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، حدیث: 708. ③ صحیح البخاری، صفة الصلاة، باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال، حدیث: 852. ④ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف عن اليمين والشمال، حدیث: 707. ⑤ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب يمين الإمام، حدیث: 709.

امام کی اقتدا کے احکام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام سے پہلے نہ کرو! جب وہ تکبیر کہے، اس کے بعد تم تکبیر کہو۔ اور جب امام (وَلَا الطَّالِبِينَ) کہے تو تم اس کے بعد آمین کہو۔ اور جب امام رکوع کرے، تم اس کے بعد رکوع کرو اور جب امام سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو۔“^①

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، پس جب آپ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو (ہم آپ کے پیچھے قوے میں کھڑے ہو جاتے تھے اور پھر) ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ (سجدے میں جانے کے لیے) نہ جھکاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے، پھر ہم آپ کے بعد سجدے میں جاتے تھے۔“^②

حضرات! غور کیا آپ نے! کہ جب تک رسول اللہ ﷺ قوے سے سجدے میں پہنچ کر اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے تھے، اس وقت تک تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے رہتے تھے۔ کوئی پیٹھ تک نہ جھکاتا تھا اور ہمارا یہ حال ہے کہ امام قوے سے سجدے میں آنے کے لیے ابھی اللہ اکبر ہی کہتا ہے تو مقتدی امام کے سجدے میں پہنچنے سے پہلے ہی سجدے میں پہنچ گئے ہوتے ہیں۔

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں ”امام سے پہلے رکوع کرو نہ سجدہ اور امام سے پہلے کھڑے ہونہ پہلے سلام پھیرو۔“^③

① صحیح مسلم، الصلاة، باب النهي عن مبادرة الإمام بالتكبير وغيره، حديث: 415.

② صحیح البخاری، الأذان، باب متى يسجد من خلف الإمام؟ حديث: 690، وصحيح مسلم، الصلاة، باب متابعة الإمام والعمل بعده، حديث: 474. ③ صحیح مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام برکوع أو سجود ونحوهما، حديث: 426.

نماز باجماعت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا امام سے پہلے سر اٹھانے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر کی طرح کر دے یا اس کی شکل گدھے جیسی بنادے۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز میں کوئی بات درپیش ہو تو سُبْحَانَ اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے اور ہاتھ پر ہاتھ مارنا عورتوں کے لیے ہے۔“^②

امام کو لقمہ دینا

سیدنا مسور بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے قراءت میں قرآن کا کچھ حصہ (سہوا) چھوڑ دیا۔ ایک آدمی نے کہا: آپ ﷺ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرایا؟“^③

عورت کی امامت

پہلی صف کے وسط میں دوسری مقتدی عورتوں کے ساتھ، برابر کھڑی ہو کر عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے۔

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«أَمَرَهَا أَنْ تَوُجَّهَ أَهْلَ دَارِهَا»

① صحیح البخاری، الأذان، باب إثم من رفع رأسه قبل الإمام، حدیث: 691، و صحیح مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام برکوع أو سجود و نحوهما، حدیث: 427. ② صحیح البخاری، العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء، حدیث: 1203، 1204، و صحیح مسلم، الصلاة، باب تسبیح الرجل وتصفيق المرأة إذا ناهما شيء في الصلاة، حدیث: 422. عورت سُبْحَانَ اللہ کہنے کی بجائے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارے گی۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ③ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الفتح على الإمام في الصلاة، حدیث: 907، و سندہ حسن، امام ابن خزیمہ نے اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 378 میں اسے صحیح کہا ہے۔

”رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائیں۔“^①
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کرائی جبکہ آپ صف کے درمیان کھڑی
ہوئی تھیں۔^②

امامت کے چند مسائل

● سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

«صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حُجْرَتِهِ وَالنَّاسُ يَأْتُمُونَ بِهِ مِنْ وَرَاءِ
الْحُجْرَةِ»

”رسول اللہ ﷺ نے اپنے (اعتکاف والے) حجرے میں نماز پڑھی اور لوگوں نے
حجرے سے باہر آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔“^③

معلوم ہوا کہ امام اور مقتدیوں کے درمیان اگر کوئی دیوار وغیرہ حائل ہو تو نماز ہو جائے گی۔

● عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں رات کی نماز میں نبی اکرم ﷺ کے بائیں طرف
کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کر دیا۔^④

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب إمامة النساء، حديث: 592، وهو حديث حسن،
امام ابن خزيمة نے حديث: 1676 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② سنن الدارقطني: 404/1، حديث:
1429، وسنده حسن، دیکھیے میری کتاب أنوار السنن في تحقيق آثار السنن، حديث: 514. ③
[صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الرجل يأتم بالإمام وبينهما جدار، حديث: 1126،
وسنده صحيح، اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے، دیکھیے: صحيح البخاري، حديث: 729. ④
صحيح البخاري، الأذان، باب إذا قام الرجل عن يسار الإمام وَحَوْلَهُ الإمام خلفه إلى يمينه
تمت صلاته، حديث: 726، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه
بالليل، حديث: 763. اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کی جماعت میں تکبیر (اقامت) نہیں ہے اور اگر اکیلے
آدی نے نماز شروع کی، پھر دوسرا بھی اس کے ساتھ آ ملا تو پہلا نمازی امامت کی نیت کر کے نماز جاری رکھے
گا۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

نماز باجماعت

● سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نماز میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے میرا کان پکڑ کر مجھے اپنے دائیں جانب کر لیا۔ (یہ ایک سفر کا واقعہ ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی چادر میں نماز پڑھی)۔^①

اگر مقتدی ایک ہو تو وہ امام کے دائیں طرف اور اس کے برابر کھڑا ہوگا۔^②

● سیدنا بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر تکبیر کہتے اور آپ کے مصلے پر کھڑے ہونے سے پہلے تکبیر کہی جاتی اور لوگ صف بندی کر لیتے تھے۔^③

● سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جماعت میں آپ ﷺ کے دائیں طرف کھڑا ہوا اور ایک عورت ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی۔^④

معلوم ہوا کہ اگر مقتدیوں میں سے ایک مرد ہو تو مرد امام کے دائیں طرف اور عورت (ایک ہو یا زیادہ) پیچھے الگ صف میں کھڑی ہوگی۔

● رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے ایام میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کرائی۔ ایک دن آپ نے تکلیف میں تخفیف پائی تو آپ دو صحابہ رضی اللہ عنہما کے کندھوں پر ہاتھ ٹیکتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آمد محسوس کی تو پیچھے ہٹنا چاہا، آپ نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹو۔ آپ ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں طرف بیٹھ گئے اور بیٹھ کر نماز ادا کی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرتے اور لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرتے۔ یہ ظہر کی نماز تھی۔^⑤

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه بالليل، حدیث: 766۔ اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو انتہائی غیر ذمہ داری سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی۔ (ع، ر) ② صحیح البخاری، الأذان، باب يقوم عن يمين الإمام بحذائه سواء إذا كانا اثنين، حدیث: 697۔ ③ صحیح مسلم، المساجد، باب متى يقوم الناس للصلاة؟ حدیث: 606، 605۔ ④ صحیح مسلم، المساجد، باب جواز الجماعة في النافلة، حدیث: 660۔ ⑤ صحیح البخاری، الأذان، باب الرجل يأتى بالإمام و يأتى الناس بالمأموم، حدیث: 713، «

نماز باجماعت

● سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور انھیں نماز پڑھاتے۔^①

معلوم ہوا فرض نماز پڑھ لینے کے بعد دوسروں کو (وہی) نماز پڑھا سکتے ہیں۔
سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا، آپ نماز پڑھا چکے تھے، وہ آدمی اکیلا نماز پڑھنے لگا، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ”کیا کوئی شخص ایسا نہیں جو اس پر صدقہ کرے اور اس آنے والے کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے۔“^②

① «وصحيح مسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر.....، حديث: 418.
① صحيح البخاري، الأذان، باب إذا طول الإمام وكان للرجل حاجة فخرج وصلى،
حديث: 701,700، وصحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، حديث: 465. یہ نماز
سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نفل اور مقتدیوں کے لیے فرض بن جاتی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام اور
مقتدی کی نیت کا مختلف ہونا جائز ہے۔ (ع، ر)

② [صحيح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في الجمع في المسجد مرتين، حديث: 574، وسنده
صحيح، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الجماعة في مسجد قد صلي فيه مرة،
حديث: 220، امام ترمذی نے، امام حاکم نے المستدرک: 209/1 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

www.KITABOSUNNAT.COM

نمازِ نبوی: تکبیرِ اولیٰ سے سلام تک

گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ رضی اللہ عنہم (کی جماعت) میں کہا کہ میں تم (سب) سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز جانتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: وہ کیسے، نہ تو تم آپ ﷺ کے پاس زیادہ آتے رہے ہو اور نہ ہم سے زیادہ آپ کی صحبت میں رہے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں (واقعی صورتحال تو یہی ہے)۔ (یہ سن کر) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُن سے کہا: پھر (ہمارے رو برو رسول اللہ ﷺ کی نماز) بیان کرو۔ سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، پھر تکبیر (تحریمہ) کہتے، پھر قرآن پڑھتے، پھر (رکوع کے لیے) تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے، پھر (رکوع کے دوران) کمر سیدھی کرتے، پس نہ اپنا سر جھکاتے اور نہ بلند کرتے۔ (پیٹھ اور سر ہموار رکھتے)۔ اور پھر اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو کہتے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ انھیں اپنے کندھوں کے برابر کرتے اور (قوے میں اطمینان سے) سیدھے کھڑے ہو جاتے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے، پھر زمین کی طرف سجدے کے لیے جھکتے، پس اپنے دونوں ہاتھ (بازو) اور پہلو رانوں (اور زمین) سے دور رکھتے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیاں

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

کھولتے (اس طرح کہ انگلیوں کے سر قبلہ رخ ہوتے)، پھر اپنا سر سجدے سے اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے (بچھا لیتے)، پھر اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی (بڑے اطمینان سے جلسہ میں بیٹھتے)، پھر (دوسرا) سجدہ کرتے، پھر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتے اور اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے، پھر اس پر بیٹھتے اور دل جمعی سے اعتدال کرتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی (اطمینان سے جلسہ ۲ ستراحت میں بیٹھتے)، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے، پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کرتے، پھر جب دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، جیسے نماز کے شروع میں تکبیر اولیٰ کے وقت کیا تھا، پھر اسی طرح اپنی باقی نماز میں کرتے یہاں تک کہ جب وہ سجدہ ہوتا جس کے بعد سلام ہے (آخری رکعت کا دوسرا سجدہ جس کے بعد بیٹھ کر تشہد، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیلتے ہیں) تو اپنا بایاں پاؤں (دائیں پنڈلی کے نیچے سے) باہر نکالتے اور بائیں جانب کو لہے (سرین) پر بیٹھتے، پھر سلام پھیلتے۔ (یہ سن کر) ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: (اے ابو حمید ساعدی!) تو نے سچ کہا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔“^①

نماز کی نیت

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حديث: 730، وسنده صحيح، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في وصف الصلاة، حديث: 304. امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 491 میں، ترمذی نے اور نووی نے المجموع: 407/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی وفات تک رفع الیدین منسوخ نہیں ہوا۔ (ع، ر)

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

«إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ»

”عملوں کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“^①

اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے تمام (جائز) اعمال میں (سب سے) پہلے، خلوص نیت کر لیا کریں کیونکہ جیسی نیت ہوگی، ویسا ہی پھل ملے گا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شہید، اللہ کے سامنے قیامت کو لایا جائے گا۔ اللہ اس سے پوچھے گا کہ تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں تیری راہ میں لڑ کر شہید ہوا۔ اللہ فرمائے گا: ”تو جھوٹا ہے بلکہ تو اس لیے لڑا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ دیا گیا۔“ (تجھے تیرا صلہ مل گیا۔ اب مجھ سے کیا چاہتا ہے) پھر منہ کے بل گھسیٹ کر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک عالم جس نے علم، شہرت کی نیت سے پڑھا اور پڑھایا تھا۔ اللہ کے حضور پیش کر کے جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر ایک شہرت کی غرض سے سخاوت کرنے والے مالدار کا بھی یہی حشر ہوگا۔“^②

وضو کرتے وقت دل میں یہ نیت کریں کہ اللہ کے حضور (نماز میں) حاضر ہونے کے لیے طہارت (وضو) کرنے لگا ہوں اور پھر جب نماز پڑھنے لگیں تو دل میں یہ قصد اور نیت کریں کہ صرف اپنے اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کا حکم بجالاتا ہوں۔

نیت چونکہ دل سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے زبان سے الفاظ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نیت کا زبان سے ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل سے

① صحیح البخاری، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ، حديث: 1، نیز دیکھیے، حدیث: 6953, 6689, 5070, 3898, 2529, 54، وصحیح مسلم، الإمامة، باب قوله ﷺ: إنما الأعمال بالنية.....، حدیث: 1907. ② صحیح مسلم، الإمامة، باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار، حدیث: 1905. اس سے معلوم ہوا کہ دلوں کے راز صرف اللہ ہی جانتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر نیک و بد کا اخروی انجام ہے۔ (ع، ر)

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

ثابت نہیں ہے۔^①

① اپنے دل میں کسی کام کی نیت کرنا اور ضرورت کے وقت کسی کو اپنی نیت سے آگاہ کرنا ایک جائز بات ہے مگر نماز سے پہلے نیت پڑھنا عقل، نقل اور لغت تینوں کے خلاف ہے:

❖ عقل کے خلاف اس لیے ہے کہ بے شمار ایسے کام ہیں جنہیں شروع کرتے وقت ہم زبان سے نیت نہیں پڑھتے کیونکہ ہمارے دل میں انہیں کرنے کی نیت اور ارادہ موجود ہوتا ہے، مثلاً: وضو کرنے لگتے ہیں تو کبھی نہیں پڑھتے ”وضو کرنے لگا ہوں“ وغیرہ۔ تو کیا نماز ہی ایک ایسا کام ہے جس کے آغاز میں اس کی نیت پڑھنا ضروری ہو گیا ہے؟ نماز کی نیت تو اسی وقت ہو جاتی ہے جب آدمی اذان سن کر مسجد کی طرف چل پڑتا ہے اور اسی نیت کی وجہ سے اسے ہر قدم پر نیکیاں ملتی ہیں، لہذا نماز شروع کرتے وقت جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ نیت نہیں، بدعت ہے۔

❖ نقل کے خلاف اس لیے ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باقاعدگی کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے اور اگر وہ اپنی نمازوں سے پہلے ”نیت“ پڑھنا چاہتے تو ایسا کر سکتے تھے، ان کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی لیکن ان میں سے کبھی کسی نے نماز سے پہلے مروجہ نیت نہیں پڑھی۔ اس کے برعکس وہ ہمیشہ اپنی نمازوں کا آغاز تکبیر تحریمہ اللہ اکبر سے کرتے رہے، ثابت ہوا کہ نماز سے پہلے نیت نہ پڑھنا سنت ہے۔

❖ لغت کے اس لیے خلاف ہے کہ نیت عربی زبان کا لفظ ہے، عربی میں اس کا معنی ”ارادہ“ ہے اور ارادہ دل سے کیا جاتا ہے زبان سے نہیں، بالکل اسی طرح جیسے دیکھا آنکھ سے جاتا ہے پاؤں سے نہیں۔ دوسرے لفظوں میں نیت دل سے کی جاتی ہے، زبان سے پڑھی نہیں جاتی۔

۱۔ بعض لوگ روزہ رکھنے کی دعا، حج کے تلبیہ اور نکاح میں ایجاب و قبول سے نماز والی مروجہ نیت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ روزہ رکھنے کی دعا والی حدیث ضعیف ہے، لہذا حجت نہیں ہے۔ حج کا تلبیہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، وہ نبی اکرم ﷺ کی پیروی میں کہنا ضروری ہے اور اس کی حیثیت نماز کی تکبیر تحریمہ جیسی ہے، تکبیر تحریمہ نماز کے شروع میں کہی جاتی ہے، اسی طرح تلبیہ حج، مناسک حج کے شروع پڑھا جاتا ہے۔ مگر نماز والی مروجہ نیت کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئی، رہ گیا نکاح میں ایجاب و قبول کا مسئلہ، چونکہ نکاح کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے اور حقوق العباد میں محض نیت سے نہیں بلکہ اقرار، تحریر اور گواہی سے معاملات طے پاتے ہیں جب کہ نماز میں تو بندہ اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتا ہے جو تمام نیتیں خوب جاننے والا ہے، پھر وہاں نیت پڑھنے کا کیا تکبیر بنتا ہے، لہذا اہل اسلام سے گزارش ہے کہ وہ اس بدعت سے نجات پائیں اور سنت کے مطابق نماز شروع کر کے حب رسول ﷺ کا ثبوت دیں۔ (ع، ر)

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الفاظ سے نیت کرنا علمائے مسلمین میں سے کسی کے نزدیک بھی مشروع نہیں۔ رسول اللہ ﷺ، آپ کے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور نہ ہی اس امت کے سلف اور ائمہ میں سے کسی نے الفاظ سے نیت کی۔ عبادات میں، مثلاً: وضو، غسل، نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ میں جو نیت واجب ہے، بالاتفاق تمام ائمہ مسلمین کے نزدیک اس کی جگہ دل ہے۔^①
حافظ ابن قیم اسے بدعت کہتے ہیں۔

قیام

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: مجھے بوا سیر کی تکلیف تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«صَلِّ قَائِمًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ»
”کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر بیٹھ کر ادا کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر (نماز ادا کرو)“^②

نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھ کر (نفل) نمازیں ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:
”بیٹھ کر نماز ادا کرنے والے کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے کی نسبت نصف ثواب ملے گا۔“^③
جب نبی اکرم ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور جسم بھاری ہو گیا تو آپ نے جائے نماز کے

① الفتاویٰ الکبریٰ: 214، 213/1. ② صحیح البخاری، التخصیر، باب إذا لم يطق قاعدا صلى على جنب، حدیث: 1117. اس سے معلوم ہوا کہ استطاعت کے باوجود بیٹھ کر فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ قرآن کے بھی خلاف ہے جو کہتا ہے: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ (البقرة: 238) ”اور اللہ کے لیے باادب کھڑے ہوا کرو۔“ (ع، ر) ③ [صحیح] سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم، حدیث: 1230، وسندہ صحیح، حافظ بوسیری نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹھ کر نوافل یا سنتیں ادا کرنے سے نصف اجر ملتا ہے۔ (ع، ر)

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

قریب ایک ستون تیار کر لیا جس پر آپ (نماز کے دوران) ٹیک لگاتے تھے۔^①
نبی اکرم ﷺ رات کا بڑا حصہ کھڑے ہو کر نوافل ادا کرتے اور کبھی بیٹھ کر۔ جب قراءت کھڑے ہو کر فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت فرماتے تو اسی حالت میں رکوع بھی فرماتے۔^②

اور کبھی آپ ﷺ بیٹھ کر قراءت فرماتے۔ جب قراءت سے تیس یا چالیس آیات باقی ہوتیں تو آپ ﷺ کھڑے ہو کر ان کی تلاوت فرماتے، پھر (حالت قیام سے) رکوع میں چلے جاتے، دوسری رکعت میں بھی آپ ﷺ کا یہی معمول ہوتا۔^③
امام ہو یا منفرد، اپنے آگے سترہ رکھ کر نماز ادا کرے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا۔^④

سترہ دیوار، ستون یا کوئی اور چیز بھی ہو سکتی ہے۔^⑤ جماعت کی صورت میں امام مقتدیوں کے لیے سترہ ہوگا، لہذا امام کے سامنے سترے کا ہونا ضروری ہے۔ اور وہی سترہ مقتدیوں کے لیے کافی ہوگا۔^⑥

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الرجل يعتمد في الصلاة على عصا، حديث: 948، وهو حديث حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/264، 265 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی بجائے ستون کے سہارے کھڑا ہونے کو ترجیح دی، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی عذر ہو تو کسی چیز کا سہارا لے کر قیام کیا جاسکتا ہے، خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما وقاعدا،.....، حديث: 730. ③ صحیح البخاری، التخصیر، باب إذا صلى قاعدا ثم صح.....، حديث: 1119، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائما وقاعدا،.....، حديث: 731. ④ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يؤمر المصلي أن يدرأ عن الممرين يديه، حديث: 698، وهو حديث صحيح، شاهده في صحيح ابن خزيمة: 853 وسنده صحيح. ⑤ صحیح البخاری، الصلاة، باب الصلاة إلى الرحلة والبعر والشجر والرجل، حديث: 507. ⑥ صحیح البخاری، الصلاة، باب سترة الإمام ستره من خلفه، حديث: 493.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

تکبیر اولیٰ

- قبلہ کی جانب منہ کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کریں، یعنی دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ»

”میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ نے نماز کی پہلی تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔“^①

- ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں (نازل طریقے پر) کھلی رکھیں۔ انگلیوں کے درمیان زیادہ فاصلہ کریں اور نہ انگلیاں ملائیں۔^②

- رسول اللہ ﷺ دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے۔^③

- نبی اکرم ﷺ (کبھی کبھی) ہاتھ کانوں تک بلند فرماتے۔^④

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں سے کانوں کو چھونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ان کا چھونا بدعت ہے یا دوسرے۔ مسنون طریقہ ہتھیلیاں کندھوں یا

① صحیح البخاری، الأذان، باب إلى أين يرفع يديه؟ حديث: 738. اے تکبیر اولیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نماز کی سب سے پہلی تکبیر ہے اور اس سے نماز شروع ہوتی ہے اور اسے تکبیر تحریمہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ ہی بہت سی چیزیں نمازی پر حرام ہو جاتی ہیں۔ (ع، ر)

② [حسن] المستدرک للحاکم، الصلاة، باب التأمین، حديث: 856، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 234/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، وسنن أبي داود، حديث: 753، وجامع الترمذی، حديث: 240، وحسنه، وسنده حسن. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب رفع الیدین فی التکبیرة الأولى مع الافتتاح سواء، حديث: 735، وصحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین مع تکبیرة الإحرام والركوع،.....، حديث: 390. ④ صحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین،.....، حديث: (25)-391.

نماز نبوی: بکیرا ولی سے سلام تک

کانوں تک اٹھانا ہے۔ ہاتھ اٹھانے کے مقام میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ ایسی کوئی صحیح حدیث موجود نہیں جس میں یہ تفریق ہو کہ مرد کانوں تک اور عورتیں کندھوں تک ہاتھ بلند کریں۔

سینے پر ہاتھ باندھنا

● پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لیں۔

سیدنا بلب طائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔^①

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی (کی پشت)، اس کے جوڑ اور کلائی پر رکھا۔^② ہمیں بھی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح رکھنا چاہیے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، جوڑ اور کلائی پر آجائے اور دونوں کو سینے پر باندھا جائے تاکہ تمام روایات پر عمل ہو سکے۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حکم دیا جاتا تھا: ”نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع (کلائی) پر رکھیں۔“^③ رہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ روایت کہ سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر زیر ناف رکھا جائے۔^④

① [حسن] مسند أحمد: 226/5، وسندہ حسن. ② [صحیح] سنن النسائي، الافتتاح، باب موضع اليمين من الشمال في الصلاة، حديث: 890، وسندہ صحیح وهو حديث محفوظ، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 485 میں اور ابن خزيمة نے حديث: 480 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاري، الأذان، باب وضع اليمين على اليسرى في الصلاة، حديث: 740. ④ [ضعيف] سنن أبي داود، الصلاة، باب وضع اليمين على اليسرى في الصلاة، «

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

تو اسے امام بیہقی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔

عورتوں اور مردوں کی ہیئت نماز میں کوئی فرق نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“^①

یعنی ہو بہو میرے طریقے کے مطابق سب عورتیں اور سب مرد نماز پڑھیں۔ پھر بعض لوگوں کا اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیناف اور عورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں اور مرد کوئی اور..... یہ دین میں مداخلت ہے۔ یاد رکھیں کہ تکبیر تحریمہ سے شروع کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنے تک عورتوں اور مردوں کے لیے ایک ہیئت اور ایک ہی شکل کی نماز ہے۔ سب کا قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ، استراحت، قعدہ اور ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد اور عورت کی نماز کے طریقے میں کوئی فرق نہیں بتایا۔^②

سینے پر ہاتھ باندھنے کے بعد کی دعائیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اولیٰ اور قراءت کے درمیان کچھ دیر چپ رہتے۔ پس میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے

① حدیث: 756۔ اس روایت کی سند عبدالرحمن بن اسحاق الکونی الواسطی کے ضعیف ہونے اور زیاد بن زید کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ① صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة والإقامة.....، حدیث: 231۔

② البتہ عورت کے لیے سر اور ٹخنے ڈھانپنا ضروری ہے، جبکہ مرد پر لازم ہے کہ تہبند، شلوار وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھے اور سر کا ڈھانپنا اس کے لیے ضروری نہیں۔ (ع۔و)

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

رسول (ﷺ)! آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموش رہ کر کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں یہ پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ تَقْنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُتَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالْثَلَجِ وَالْبَرَدِ

”اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری ڈال دے جیسے تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح پاک کر جیسا کہ سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں (اپنی بخشش کے) پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔“^①
یاد دعا پڑھیں:

رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

”اللہ سب سے بڑا ہے۔ بہت بڑا۔ ساری تعریف اس کی ہے۔ وہ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ صبح اور شام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔“
یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے، میں نے ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔^②

① صحیح البخاری، الأذان، باب ما یقول بعد التکبیر ؟ حدیث: 744، و صحیح مسلم، المساجد، باب ما یقال بین تکبیرة الإحرام والقراءة ؟ حدیث: 598. ② صحیح مسلم، «

نماز نبوی: بحیرا اولیٰ سے سلام تک

یا یہ دعا پڑھیں:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ
وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

”اے اللہ تو پاک ہے اور (ہم) تیری تعریف کے ساتھ (تیری پاکی بیان کرتے ہیں) تیرا نام بڑا ہی بابرکت ہے، تیری بزرگی بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“^①

پھر یہ پڑھیں:

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّيِّعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزِهِ
وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ

”میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو (ہر آواز کو) سننے والا (اور ہر چیز کو) جاننے والا ہے، مردود شیطان (کے شر) سے، اس کے دوسے سے، اس کے تکبر سے اور اس کی پھونکنوں (جادو) سے۔“^②

پھر سورۃ فاتحہ پڑھیں:

«المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الإحرام والقراءة؟ حديث: 601. ① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، حديث: 776، 775، وسنده حسن، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ما يقول عند افتتاح الصلاة؟ حديث: 243. وسنن ابن ماجه، إقامة الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حديث: 806، امام حاكم في المستدرک: 1/235 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب من رأى الاستفتاح بسبحانك اللهم وبحمدك، حديث: 775، وسنده حسن، امام ابن خزيمة نے حديث: 467 میں اسے صحیح کہا ہے۔ تنبيه: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم پڑھنا بھی درست ہے۔ دیکھیے صحيح البخاري، حديث: 6115، وصحيح مسلم: 2615، ترقيم دارالسلام: 6646 اور كتاب الأم للإمام الشافعي: 1/107.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝
صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝﴾

”اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو نہایت رحم کرنے والا، بے حد مہربان ہے۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام مخلوقات کا رب ہے۔ بے حد رحم کرنے والا، بے حد مہربان ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ)! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔^① ہمیں سیدھے راستے پر چلا، ان

① ربی بات غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تو اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل حقائق قابل غور ہیں:

● اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح طور پر فرمادی ہے کہ ہر قسم کی مدد اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ (آل عمران 160، 126:3)

● فرق صرف یہ ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ محض اپنے حکم (کلمہ کن) کی طاقت سے براہ راست اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے (تمام معجزات و کرامات اس کی واضح مثال ہیں) اور کبھی زندہ مخلوق کو اسباب اور توفیق سے نوازتا ہے تو وہ ایک دوسرے کی مدد کرتی ہے۔

● لیکن جب کسی پاک روح کو ہر چیز کو جاننے والی اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والی سمجھ کر پکارا جائے یا اسی عقیدے کے ساتھ اس پاک روح کی طرف منسوب کسی چیز (بت، قبر یا جانور وغیرہ) کی تعظیم کی جائے تاکہ اس پاک روح کا غیبی تقرب حاصل ہو اور وہ خوش ہو کر ہماری حاجت روائی اور مشکل کشائی کرے تو یہ شرک اکبر ہے کیونکہ ہر چیز کو جاننا اور ہر چیز پر قدرت رکھنا اللہ تعالیٰ کی خاص صفات ہیں جو اس نے کبھی کسی کو عطا نہیں کیں۔

● صرف اسی غیر اللہ سے مدد مانگی جائے گی جس سے مدد مانگنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ نے دنیا کے زندہ انسانوں کو (نیکی کے کاموں میں) ایک دوسرے سے مدد لینے اور ایک دوسرے کے کام آنے کا حکم دیا ہے۔ (المائدہ 2:5) مگر انسانوں کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ جنوں یا پاک روحوں سے غیبی مدد کا مطالبہ کریں۔

● جس عقیدے اور طریقے سے اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اس عقیدے اور طریقے سے غیر اللہ سے مدد

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا^① جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔“

”نہیں مانگی جائے گی۔“

● جس طریقے سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی مدد کرتا ہے اس طریقے سے مخلوق ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتی۔
● اللہ ہی سے ہر قسم کی مدد مانگی جاسکتی ہے، غیر اللہ سے ایسی مدد مانگنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ نے اس غیر اللہ کو فریادیں سننے اور پورا کرنے کا اختیار دیا ہو اور مجبور و بے کس لوگوں کو اس سے فریاد کرنے کا حکم دیا ہو، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا ہے، لہذا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہ ہوا۔

● اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ وعدہ لیا تھا: ”اگر تمہاری زندگی میں میرا آخری رسول (ﷺ) آ گیا تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی، جو ایسا نہیں کرے گا، وہ فاسق ہو جائے گا۔“ (آل عمران 81:3، 82)

● اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی صاحب قبر، بزرگ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا کا نگران بنایا ہے۔ اسے مخلوقات کی دعائیں سننے کا اختیار دیا ہے اور کیا اہل دنیا کو اس سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے؟ کیا نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں مذکور عہد کے حوالے سے یا اپنے طور پر جنگوں یا مصیبتوں میں کبھی کسی نبی کی روح سے عاتبانہ طور پر مدد مانگی۔ یہ نعرہ لگایا: ”یا ابراہیم علیہ السلام المدد“ ”یا زکریا علیہ السلام المدد“، الحمد للہ! کسی بھی پیغمبر نے کسی پیغمبر کی روح سے عاتبانہ فریاد نہیں کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو دیکھے بغیر یا آپ سے ملاقات کیے بغیر (مذکورہ عقیدے کے ساتھ) کبھی ”یا رسول اللہ!“ کہا؟ آپ کی تدفین کے بعد آپ کو اپنا نگران، عالم الغیب، حاضر ناظر اور مختار کل سمجھ کر آپ کے حضور اپنی فریادیں پیش کیں؟

خیر القرون میں کوئی مزار تھا جہاں نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین (رحمہم اللہ) سالانہ عرس و زیارت کے لیے قافلہ در قافلہ پہنچتے ہوں؟

دراصل وسیلے کے اس مصنوعی تصور نے بندے کے عجز و انکسار اور بندگی کو خالق اور مخلوق کے درمیان تقسیم کر دیا ہے جو کہ اللہ کے ہاں ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ اللہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین (ع، ر)
① انعام اسی کو ملتا ہے جو صحیح العقیدہ مسلمان ہو، جس کا عمل سنت نبوی کے عین مطابق ہو، جو صرف اللہ کی رضا چاہے۔ عقیدہ و عمل میں اگر کفر، شرک اور بدعت در آئیں تو پھر انعام نہیں ملا کرتا۔

نماز نبویؐ تکبیر اولیٰ سے سلام تک

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما قراءت ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے شروع کرتے تھے۔^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی وہ بلند آواز سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں پڑھتے تھے۔^②
یعنی آپ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سِرًّا (آہستہ) پڑھتے تھے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث کی معرفت رکھنے والے اس امر پر متفق ہیں کہ (امام کے لیے) بِسْمِ اللّٰهِ زور سے پڑھنے کی کوئی صریح روایت نہیں۔

اگر نماز میں بھائی آجائے تو اسے حتی الوسع روکیں، نہ رکے تو منہ پر ہاتھ رکھیں اور آواز بلند نہ کریں۔^③

نماز اور سورۃ فاتحہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»

”جس شخص نے (نماز میں) سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی نماز نہیں۔“^④

① صحیح البخاری، الأذان، باب ما يقول بعد التكبير ؟ حدیث: 743، وصحیح مسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة، حدیث: (52)-399. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة، حدیث: 399. ③ صحیح البخاری، الأدب، باب إذا ثاء ب فليضع يده على فيه، حدیث: 6226، و صحیح مسلم، الزهد، باب تسميت العاطس وكراهية التثاؤب، حدیث: 2994، 2995. ④ صحیح البخاری، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها، حدیث: 756، وصحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة، حدیث: 394. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی نماز میں ہو، خواہ اکیلا ہو یا جماعت کے ساتھ، امام ہو یا مقتدی، مقیم ہو یا مسافر، فرض پڑھ،

نماز نبوی: بکیرا ولی سے سلام تک

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے، آپ نے قرآن پڑھا، پس آپ پر پڑھنا بھاری ہو گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو۔“ ہم نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو کیونکہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔“^①

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں (اپنے دل میں) کہتا تھا کہ قرآن کا پڑھنا مجھ پر دشوار کیوں (ہو رہا) ہے؟ پس جب میں اونچی آواز سے پڑھوں (جہری نماز میں) تو قرآن سے سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھوں۔“^②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی، پس وہ (نماز) ناقص ہے، ناقص ہے، پوری نہیں۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (پھر بھی پڑھیں۔)

”رہا ہو یا نفل، امام سورۃ فاتحہ پڑھ رہا ہو یا کوئی اور سورت، بلند آواز سے پڑھ رہا ہو یا آہستہ، اگر اسے سورۃ فاتحہ آتی ہو، پھر بھی نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ اس مسئلے کی تفصیل رکوع کے بیان میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔ (ع، ر) ① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته بفاتحة الكتاب، حديث: 823، وسنده حسن، (ابن إسحاق صرح بالسمع ومكحول بري من التدليس وللحديث شواهد وهو بها صحيح، دیکھیے میری کتاب الکواکب الدریۃ فی وجوب الفاتحة خلف الإمام فی الجهریۃ) وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فی القراءة خلف الإمام، حديث: 311. امام ابن خزیمہ نے حديث: 1581 میں، اور ابن حبان نے الموارد، حديث: 461,460 میں اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ امام بیہقی نے: 2/164، ترمذی نے اور دارقطنی نے: 1/318 میں اسے حسن کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب من ترك القراءة في صلاته، حديث: 824، وسنده صحيح، دارقطنی: 1/320 نے اسے حسن اور بیہقی: 2/166 نے صحیح کہا ہے۔ اس کے راوی نافع بن محمد ثقہ ہیں، مجہول نہیں ہیں۔ دیکھیے سنن أبي داود، بتحقيق: 824۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (ہاں!) تو اس کو دل میں پڑھ۔^①
سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی۔
فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: ”کیا تم اپنی نماز میں امام کی قراءت کے دوران
میں پڑھتے ہو؟“ سب خاموش رہے۔ تین بار آپ نے ان سے پوچھا تو انھوں نے جواب
دیا: جی ہاں! ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا نہ کرو، تم صرف سورہ فاتحہ دل
میں پڑھ لیا کرو۔“^②

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مقتدیوں کو امام کے پیچھے (چاہے وہ بلند آواز سے قراءت
کرے یا نہ کرے) الحمد شریف ضرور پڑھنی چاہیے۔^③

آمین کا مسئلہ

جہری نمازوں میں امام اور مقتدی آمین بالجہر کہیں۔^④
سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے ﴿غَلِيظِ
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا، پھر آپ نے بلند آواز سے آمین کہی۔^⑤

- ① صحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة.....، حدیث: 395.
- ② [صحیح] مسند أحمد: 410/5، وسنده صحيح، والسنن الكبرى للبيهقي: 166/2 امام ابن حبان نے: 164/3، حدیث: 1849 میں اسے صحیح کہا ہے اور امام تہیجی نے حیدر اردیا ہے، نیز اس کے متعلق مجمع الزوائد: 110/2 میں بیٹھی فرماتے ہیں: اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور ابن حجر نے بھی التلخیص الحبر: 231/1 میں اسے حسن کہا ہے۔ ③ مزید تحقیق کے لیے دیکھیے رقم الحروف کی کتاب «الکواکب الدرية في وجوب الفاتحة خلف الإمام في الجهرية» (زبیر علی زنی)
- ④ آمین کا آغاز پہلے امام کرے گا، اس کی آواز سنتے ہی تمام مقتدی حضرات بھی آمین کہیں گے۔ امام سے پہلے یا کچھ دیر بعد میں اونچی آمین کہنا درست نہیں ہے۔ لیکن اگر امام بلند آواز سے آمین نہ کہے تو مقتدی حضرات کو آمین کہہ دینی چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت، امام کی اقتدا پر مقدم ہے۔ (ع، ر)
- ⑤ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب التأمین وراء الإمام، حدیث: 932، وهو حدیث «

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ﴿عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَیْہِمُ وَلَا الطَّالِئِينَ ﴿۱﴾ پڑھتے تو آپ اونچی آواز سے آمین کہتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“ ﴿۲﴾

امام ابن خزیمہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام اونچی آواز سے آمین کہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم اسی صورت میں دے سکتے ہیں جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے۔ کوئی عالم تصور نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ، مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں جب کہ وہ اپنے امام کی آمین کو سن نہ سکے۔ ﴿۳﴾

نعیم مجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی، پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے

صحیح، 933 وسندہ حسن، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في التأمین، حدیث: 248. امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبیر: 236/1 میں اور امام دارقطنی نے: 334/1 میں صحیح کہا ہے۔ ﴿۱﴾ [حسن] السنن الکبریٰ للبیہقی، الصلاة، باب جهر الإمام بالتأمین: 58/2، حدیث: 2452، وصحیح ابن خزیمہ، الأذان والإقامة، باب الجهر بآمین، حدیث: 571، وسندہ حسن لذاتہ، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 462 میں، امام حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ﴿۲﴾ صحیح البخاری، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمین، حدیث: 780، وصحیح مسلم، الصلاة، باب التسمیع والتحمید والتأمین، حدیث: 410. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مقتدی نے ابھی سورہ فاتحہ شروع یا ختم نہیں کی، وہ بھی آمین کہنے میں دوسروں کے ساتھ شریک ہوگا تا کہ اسے بھی گزشتہ گناہوں کی معافی مل جائے، بعد میں وہ اپنی فاتحہ مکمل کر کے دوبارہ آہستہ آمین کہے گا۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ﴿۳﴾ صحیح ابن خزیمہ، الأذان والإقامة، باب الجهر بآمین، حدیث: 570.

نماز نبوی: بکیر اولیٰ سے سلام تک

آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے، انھوں نے بھی آمین کہی۔^①
سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ
مسجد گونج اٹھتی تھی۔^②

عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ امام جب ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا تو لوگوں
کے آمین کہنے کی وجہ سے مسجد گونج جاتی۔^③

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس قدر یہودی سلام اور آمین سے چڑتے ہیں، اتنا کسی
اور چیز سے نہیں چڑتے، پس تم کثرت سے آمین کہو۔“^④
دعا، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر آمین کہہ لینے کے بعد قرآن مجید میں سے جو کچھ یاد
ہو، اس میں سے کچھ پڑھیں۔^⑤

آداب تلاوت

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: آپ ﷺ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾
پڑھتے پھر ٹھہر کر ﴿الزُّحْنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھتے پھر ٹھہر کر ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھتے تھے۔^⑥

① [صحیح] سنن النسائي، الافتتاح، باب قراءة يسجد الله الزُّحْنِ الرَّحِيمِ، حدیث: 906،
وسندہ صحیح وأخطأ من ضعفه، امام ابن خزيمة نے: 499، امام حاکم نے المستدرک: 232/1
میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، قبل
الحدیث: 780، و مصنف عبدالرزاق: 97، 96/2، حدیث: 2640، امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اسے
بصیغہ جزم ذکر کیا ہے۔ جو ان کے نزدیک اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ (ع، ر) یہ روایت اپنے شواہد کے
ساتھ صحیح ہے۔ ③ المصنف لابن أبي شيبه: 425/2 حدیث: 7963 وسندہ حسن، والقول
المتين في الجهر بالتأمين، ص: 56، 53. ④ [صحیح] سنن ابن ماجه، إقامة الصلوات،
باب الجهر بآمين، حدیث: 856. وسندہ صحیح، امام ابن خزيمة 1585، 574 اور بوسمری نے
اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحیح البخاری، الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة،
حدیث: 793. ⑥ [صحیح] مسند أحمد: 288/6، حدیث: 26470، وسندہ صحیح.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

مذکورہ حدیث کثرت طرق کے ساتھ مروی ہے۔ اس مسئلے میں اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ائمہ سلف صالحین کی ایک جماعت ہر آیت پر توقف فرماتی تھی اگر مابعد کی آیت معنی کے لحاظ سے پہلی آیت کے ساتھ متعلق ہوتی تھی، پھر بھی قطع کر کے پڑھتے تھے۔ تلاوت قرآن کا مسنون طریقہ یہی ہے لیکن آج عام قاری حضرات اس طرح تلاوت کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نمازی اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے۔ اسے خیال کرنا چاہیے کہ وہ کس قسم کی سرگوشی کر رہا ہے اور تم حالت نماز میں قرآن مجید اونچی آواز کے ساتھ تلاوت کر کے اپنے ساتھیوں کو اضطراب میں نہ ڈالو۔“^①

رسول اللہ ﷺ، اللہ کے حکم کے مطابق آہستہ آہستہ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے بلکہ ایک ایک حرف الگ الگ پڑھتے۔ یوں معلوم ہوتا کہ چھوٹی سورت، لمبی سورت سے بھی زیادہ لمبی ہوگئی۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے: ”حافظ قرآن کو کہا جائے گا: تم قرآن پڑھتے جاؤ اور (جنت کی میزیں) چڑھتے جاؤ۔ جس طرح تم دنیا میں ترتیل و آہستگی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، اس طرح پڑھتے چلو۔ تمہاری منزل وہاں ہے جہاں تم آخری آیت پڑھو گے۔“^②

رسول اکرم ﷺ قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے کا حکم فرماتے، اس لیے کہ خوبصورت

① [صحیح] الموطأ للإمام مالک، الصلاة، باب العمل في القراءة، حدیث: 181 (بیاضی سے مروی ہے)، وسنن أبي داود، الصلاة، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، حدیث: 1332، وسنده صحيح، امام ابن خزيمة نے حدیث: 1162 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] سنن أبي داود، الوتر، باب كيف يستحب الترتیل في القراءة ؟ حدیث: 1464، وسنده حسن، وجامع الترمذی، فضائل القرآن، باب إن الذي ليس في جوفه من القرآن كالبيت الخرب..... حدیث: 2914، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 1790 میں اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

نماز نبوی: بکیرا دلی سے سلام تک

آواز کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے میں مزید حسن پیدا ہوتا ہے۔^①
 سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی کتاب کا علم حاصل کرو۔ اسے ذہن میں محفوظ کرو اور اسے خوبصورت آواز سے پڑھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اونٹ کے گھٹنے کی رسی اگر کھول دی جائے تو وہ اتنی تیزی سے نہیں بھاگتا جتنا تیزی سے قرآن پاک حافظے سے نکل جاتا ہے۔“^②
 رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے نبی کریم ﷺ کا بہترین آواز کے ساتھ قرآن (پڑھا) سنا ہے۔“^③

نماز کی مسنون قراءت

مفرد نمازی سورۃ فاتحہ کے بعد جہاں سے اور جتنا چاہے قرآن مجید پڑھ سکتا ہے، البتہ امام کو نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کے احوال و کوائف کے پیش نظر ضرور اختصار سے کام لینا چاہیے۔

نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد اگرچہ ہم جہاں سے چاہیں قرآن پڑھ سکتے ہیں لیکن یہاں ہم نبی اکرم ﷺ کی قراءت کا ذکر کرتے ہیں کہ آپ کون کون سی سورت کس کس نماز میں پڑھتے تھے۔

① [صحیح] سنن أبي داود، الوتر، باب كيف يستحب الترتيل في القراءة ؟ حديث: 1468، وهو حديث صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 660 میں اور ابن خزيمہ نے حديث: 1556، 1551 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن الدارمي، فضائل القرآن، باب في تعاهد القرآن، حديث: 3351 وسنده صحيح، 3352، ومسند أحمد: 4/150، 146. امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 1788 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحيح البخاري، فضائل القرآن، باب من لم يتغن بالقرآن، حديث: 5024، 5023، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن، حديث: 792.

نماز نبوی: بکیر ادلی سے سلام تک

سورۃ اخلاص کی اہمیت

ایک انصاری، مسجد قبا میں امامت کراتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝﴾ (سورۃ اخلاص) تلاوت فرماتے، ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝﴾ کی تلاوت کرتے ہیں، پھر بعد میں دوسری سورت ملاتے ہیں، کیا ایک سورت تلاوت کے لیے کافی نہیں ہے؟ یا تو صرف اسی کو پڑھا کریں اور اگر ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝﴾ کی تلاوت کافی نہیں تو اسے چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں۔ امام نے جواب دیا کہ میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝﴾ کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا تو نبی اکرم ﷺ نے امام سے کہا: ”تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے، اس سورت کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو؟“ اس نے کہا: مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔“^①

ایک صحابی نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ میرا ایک پڑوسی رات کے قیام میں (سورۃ فاتحہ کے بعد) صرف ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝﴾ تلاوت کرتا ہے، دوسری کوئی آیت تلاوت نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔“^②

نماز جمعہ اور عیدین میں تلاوت

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں اور جمعہ

① صحیح البخاری، الأذان، باب الجمع بین السورتین فی الركعة.....، قبل الحدیث: 774 م۔ حدیث مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورتوں کو ترتیب سے تلاوت کرنا ضروری نہیں۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)
② صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب فضل ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝﴾، حدیث: 5013۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

(کی نمازوں) میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے تو پھر بھی نبی اکرم ﷺ یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔^①

عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ مروان نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینے کا گورنر مقرر کیا اور خود مکہ چلا گیا۔ وہاں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعے کی نماز پڑھائی اور اس میں سورہ جمعہ اور منافقون پڑھیں اور کہا کہ ان سورتوں کو جمعہ میں پڑھتے ہوئے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔^②

رسول اللہ ﷺ عید قربان اور عید الفطر میں ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْقَوْمَ الْفَاحِشُونَ﴾ اور ﴿إِنَّا كَرَّمْنَا الْقَرْنَ﴾ پڑھتے تھے۔^③

جمعے کے دن نماز فجر میں تلاوت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں ﴿الْقَدِّسُ تَنْزِيلُ﴾ پہلی رکعت میں اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ دوسری رکعت میں پڑھتے تھے۔^④

نماز فجر میں تلاوت

سیدنا جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر میں سورہ ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْقَوْمَ الْفَاحِشُونَ﴾ اور اس کی مانند (کوئی اور سورت) پڑھتے تھے، پھر آپ بعد والی نماز میں تخفیف کرتے تھے۔^⑤

① صحیح مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة؟ حديث: 878. ② صحيح مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة؟ حديث: 877. ③ صحيح مسلم، صلاة العيدين، باب ما يقرأ في صلاة العيدين؟ حديث: 891. ④ صحيح البخاري، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة؟ حديث: 891، وصحيح مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة؟ حديث: 879. ⑤ صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حديث: 458.

نماز نبوی: کبیر اولیٰ سے سلام تک

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکہ فتح ہونے کے بعد فجر کی نماز پڑھائی، تو سورہ مومنون شروع کی یہاں تک کہ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو نبی اکرم ﷺ کو کھانسی آگئی اور آپ رکوع میں چلے گئے۔^①

سیدنا عمرو بن حریش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز فجر میں ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَعْسَسُوا﴾ (سورہ تکویر) پڑھتے سنا۔^②

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے چل رہا تھا۔ آپ (سفر میں) نماز صبح کے لیے اترے تو آپ نے صبح کی نماز میں ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی۔^③

سیدنا معاذ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز فجر میں دونوں رکعتوں میں ﴿إِذَا زُلْزِلَتْ﴾ تلاوت فرمائی۔^④

رسول اللہ ﷺ فجر کی دونوں سنتوں میں نہایت ہلکی قراءت فرماتے یہاں تک کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے شبہ گزرتا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے سورہ فاتحہ بھی نہیں پڑھی۔“^⑤

آپ ﷺ سنتوں کی پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور دوسری رکعت میں

① صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حديث: 455. ② صحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حديث: 456. ③ [حسن] سنن النسائي، الافتتاح، باب القراءة في الصبح بالمعوذتين، حديث: 953، وسنن أبي داود، الوتر، باب في المعوذتين، حديث: 1462، وسنده حسن، امام حاكم نے المستدرک: 240/1 میں، ذہبی نے، ابن خزيمة نے حديث: 534 میں اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الرجل يعبد سورة واحدة في الركعتين، حديث: 816، وسنده حسن، امام نووي نے المجموع: 384/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحيح البخاري، التهجد، باب ما يقرأ في ركعتي الفجر؟ حديث: 1171، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر.....، حديث: (92)-724.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے۔^①

عصر و ظہر کی نماز میں قراءت

سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھار ہمیں ایک آدھ آیت (بلند آواز سے پڑھ کر) سنا دیتے تھے۔^②

سیدنا جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر میں ﴿وَالْبَيْلَ إِذَا يَغْشَىٰ﴾ پڑھتے تھے۔^③ ایک اور روایت میں ہے کہ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ﴾ اور عصر میں (بھی) اس کی مانند (کوئی سورت) پڑھتے تھے اور فجر میں لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔^④

سیدنا جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کا ظہر اور عصر میں ﴿وَالسَّمَاءَ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ اور ﴿وَالسَّمَاءَ وَالْطَّارِقِ﴾ پڑھنے کا ذکر ہے۔^⑤

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر،.....، حدیث: 726.
② صحیح البخاری، الأذان، باب يقرأ في الأخيرين بفاتحة الكتاب، حدیث: 776،
و صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر و العصر، حدیث: 451. یاد رہے کہ صحیح بخاری کے قدیم نسخوں میں کتاب الأذان ایک طویل کتاب ہے جس میں اذان کے علاوہ دیگر موضوعات کی احادیث بھی شامل ہیں بعض جدید نسخوں میں ہر موضوع کی احادیث کو نیا عنوان دے کر الگ کتاب بنا دیا گیا ہے (ابواب وہی ہیں) چنانچہ جدید نسخوں میں بخاری کی یہ حدیث کتاب صفة الصلاة کے عنوان کے تحت اسی قدیم جگہ ملے گی جب کہ قدیم نسخوں میں کتاب الأذان کے عنوان کے تحت اپنی جگہ ملے گی۔ ہم نے دونوں حوالے دے دیے ہیں۔ (ع، ر)

③ صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حدیث: 459. ④ صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الصبح، حدیث: 460. ⑤ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر، حدیث: 805، وسنده حسن، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 465 میں اسے صحیح کہا ہے۔

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

- ① رسول اللہ ﷺ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں پندرہ آیات کے برابر قراءت فرماتے۔
 معلوم ہوا کہ ظہر کی آخری دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد قراءت مسنون ہے۔
 اور کبھی آپ آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ کی قراءت فرماتے۔
 جبکہ نماز عصر کی پہلی دونوں رکعتوں میں ہر رکعت کے اندر 15 آیات تلاوت فرماتے۔
 اور آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے۔

ابو عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر میں قراءت کرتے تھے؟ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، ہم نے کہا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ آپ کی داڑھی کی جنبش سے۔
 معلوم ہوا کہ ظہر و عصر کی نمازوں میں آپ سری (بغیر آواز بلند کیے) قراءت کرتے تھے۔
 کبھی آپ کی قراءت طویل ہوتی۔ بعض اوقات ظہر کی جماعت کی اقامت ہو جاتی اور کوئی شخص اپنے گھر سے بقیع قبرستان کی جانب قضائے حاجت کے لیے جاتا، وہاں سے فارغ ہو کر گھر آتا اور وضو کر کے پھر مسجد میں آتا تو ابھی تک نبی اکرم ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے۔
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ آپ پہلی رکعت کو اتنا لمبا اس لیے فرماتے تھے کہ نمازی پہلی رکعت ہی میں شریک ہو سکیں۔

① صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حديث: 452. ② صحیح البخاری، الأذان، باب يقرأ في الآخرين بفاتحة الكتاب، حديث: 776، وصحيح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حديث: 451. ③ صحیح مسلم، الصلاة، باب يقرأ في الآخرين بفاتحة الكتاب، حديث: 776، وصحيح مسلم، الصلاة، باب خافت القراءة في الظهر والعصر، حديث: 451. ④ صحیح البخاری، الأذان، باب من خافت القراءة في الظهر والعصر، حديث: 777. ⑤ صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في الظهر والعصر، حديث: 454. ⑥ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب القراءة في الظهر، حديث: 800، وهو «

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

نماز مغرب میں قراءت

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورہ طور پڑھتے سنا۔^①

ام فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورہ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔^②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز مغرب سورہ اعراف کے ساتھ پڑھی اور اس سورت کو دونوں رکعتوں میں متفرق پڑھا۔^③

نماز عشاء میں قراءت

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز عشاء میں ﴿وَالَّتَيْنِ وَالْوَيْتُونِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سنا۔^④

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی۔ مقتدیوں میں سے ایک کھیتی باڑی کا کام کرنے والے نے سلام پھیر دیا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت

«حدیث صحیح، اس حدیث کی اصل صحیح بخاری، حدیث: 779 اور صحیح مسلم، حدیث: 451، میں موجود ہے۔ ① صحیح البخاری، الأذان، باب الجهر فی المغرب، حدیث: 765، وصحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة فی الصبح، حدیث: 463. ② صحیح البخاری، الأذان، باب القراءة فی المغرب، حدیث: 763، و صحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة فی الصبح، حدیث: 462. ③ [صحیح] سنن النسائي، الافتتاح، باب القراءة فی المغرب «المص»، حدیث: 992، وسنده صحیح، امام نووی نے المجموع 383/4 میں اسے حسن کہا ہے۔ ④ صحیح البخاری، الأذان، باب القراءة فی العشاء، حدیث: 769، وصحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة فی العشاء، حدیث: 464.

نماز نبوی: بحیرہ ادنیٰ سے سلام تک

میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ اونٹوں والے ہیں، دن بھر محنت مشقت کرتے ہیں۔ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے پہلے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ہمارے پاس آئے اور انھوں نے عشاء میں سورہ بقرہ شروع کر دی۔ (مجھ دن بھر کے تھکے ہوئے کو لمبی قراءت سے ملال ہوا) ہادی عالم رحمہ اللہ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: ”تو لوگوں کو نفرت دلاتا ہے اور فتنہ کھڑا کرتا ہے۔“ آپ رحمہ اللہ نے تین مرتبہ یہ بات دہرائی۔ پھر فرمایا: ”جب تم جماعت کراؤ تو ﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا﴾ اور ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى﴾ اور ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ کی تلاوت کرو۔ اس لیے کہ تیرے پیچھے بولے، کمزور اور ضرورت مند (بھی) نماز ادا کرتے ہیں۔“^①

اس حدیث سے عشاء کی نماز کی قراءت بھی معلوم ہوئی اور ساتھ ہی اس حدیث نے نماز کے اماموں کو بھی متنبہ کر دیا ہے کہ وہ نماز پڑھاتے وقت مقتدیوں کا خاص طور پر خیال رکھیں اور خوب سمجھیں کہ نماز میں مقتدیوں کے حالات کے پیش نظر تخفیف کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

مختلف آیات کا جواب

ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اور بعض مقتدی، نماز میں باوازا بلند ان کا جواب دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے۔ ہاں بعض آیات کی تلاوت کے بعد امام یا منفرد قاری اپنے طور پر ان کا جواب دے تو جائز ہے، چنانچہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت بیان کرتے ہیں کہ جب آپ تسبیح والی آیت پڑھتے تو تسبیح کرتے جب سوال والی آیت تلاوت کرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پڑھتے تو اللہ کی پناہ پکڑتے۔^②

① صحیح البخاری، الأذان، باب من شکا إمامه إذا طول، حدیث: 705، وصحیح مسلم، الصلاة، باب القراءة في العشاء، حدیث: 465. ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، ۴۴

نماز نبوی: بحیرا ولی سے سلام تک

﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھنے والے کا اس کے بعد جواباً سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔^①

سورہ غاشیہ کے اختتام پر اَللّٰهُمَّ حَسِّبْنِي حَسَابًا یَسِیرًا کہنا ثابت نہیں۔

نماز میں شیطانی وسوسے کا علاج

سیدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! شیطان میرے درمیان اور میری نماز اور قراءت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور قراءت میں التباس پیدا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس شیطان کا نام «حِنْزَبٌ» ہے جب تو اسے محسوس کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ کے (پورے) کلمات پڑھو اور بائیں جانب تین بار تھکاو (تھکو، یعنی تھو تھو کرو)۔“

سیدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ نے اسے (شیطان کو) مجھ سے دور کر دیا۔^②

دوران نماز میں کوئی سوچ آنے پر نماز باطل نہیں ہوتی۔ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھی۔ نماز کے بعد آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے، لوگ پریشان ہو گئے، پھر واپس تشریف لائے، صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں پر تعجب کے آثار دیکھ کر فرمایا: ”مجھے نماز کے دوران میں یاد آیا کہ ہمارے گھر میں کچھ سونا رکھا ہوا ہے اور مجھے ایک دن یا ایک رات کے لیے بھی اپنے گھر میں سونا رکھنا پسند نہیں،

① باب استحباب تطویل القراءة في صلاة الليل، حدیث: 772. ② [صحیح] مصنف ابن أبي شيبة: 509, 508/2 وأسانيدھا صحیحة. ③ صحیح مسلم، السلام، باب التعوذ من شيطان الوسوسة في الصلاة، حدیث: 2203.

نماز نبوی: بکیر اوٹی سے سلام تک

لہذا میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔“^①

نماز میں رونا

سیدنا عبداللہ بن شعیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ نماز میں رونے کی وجہ سے آپ کے سینے سے پچی کے چلنے کی سی آواز آرہی تھی۔^②

رفع الیدین

رفع الیدین، یعنی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں چار جگہ ثابت ہے:

- شروع نماز میں، بکیر تحریمہ کے وقت
- رکوع میں جانے سے قبل
- رکوع سے اٹھنے کے بعد اور
- تیسری رکعت کی ابتدا میں۔

ان مقامات پر رفع الیدین کرنے کے دلائل درج ذیل ہیں:

- سیدنا عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

«صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ»

① صحیح البخاری، الأذان، باب من صلی بالناس فذكر حاجته فخطاهم، حدیث: 851.

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب البكاء في الصلاة، حدیث: 904، وسنده صحیح، وسنن النسائي، السهو، باب البكاء في الصلاة، حدیث: 1215. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 522 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

”میں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھاتے تھے اور کہتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ بھی نماز کے شروع میں، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد (اسی طرح) رفع الیدین کرتے تھے۔“^①

● سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نماز کا طریقہ بتانے کا ارادہ کیا تو قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہا، پھر رکوع کیا اور اسی طرح (ہاتھوں کو بلند) کیا اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی رفع الیدین کیا۔^②

● سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے شروع میں، رکوع میں جانے سے پہلے، رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔^③

● سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ شروع نماز میں، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے۔^④

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (خود بھی) شروع نماز میں، رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ

① [صحیح] السنن الکبریٰ للبیہقی: 73/2، وسندہ صحیح، امام بیہقی نے کہا کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ ② الخلافيات للبیہقی، ورجال إسناده معروفون (نصب الراية: 415/1، 416، 417) اس کی سند حسن ہے۔ دیکھیے نور العینین طبع جدید دسمبر 2007ء، ص: 190 تا 204. ③ [حسن] سنن أبی داود، الصلاة، باب من ذکر أنه یرفع یدیه إذا قام من الثنيتين، حدیث: 744، وسندہ حسن، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ④ صحیح البخاری، الأذان، باب رفع الیدین فی التکبیرة الأولى مع الافتتاح سواء، حدیث: 735، وصحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین، حدیث: 390.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

بھی اسی طرح کرتے تھے۔^①

امام بخاری کے استاذ علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بنا پر مسلمانوں پر رفع الیدین کرنا ضروری ہے۔^②

● سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ شروع نماز میں رفع الیدین کرتے، پھر جب رکوع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔^③

● سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، پھر اپنے ہاتھ کپڑے میں ڈھانک لیتے، پھر دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے۔ جب رکوع کرنے لگتے تو کپڑوں سے ہاتھ باہر نکالتے، اللہ اکبر کہتے اور رفع الیدین کرتے، جب رکوع سے اٹھتے تو سمیع اللہ لیمن حمدا کہتے اور رفع الیدین کرتے۔^④

وائل بن حجر 9ھ اور 10 ہجری میں (دو مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، لہذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 10 ہجری تک رفع الیدین کرتے تھے، 11 ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، لہذا آخر عمر تک رفع الیدین کرنا ثابت ہوا۔

● سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک مجمع میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے، جب رکوع میں جاتے، جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب دو

① صحیح البخاری، الأذان، باب رفع الیدین إذا قام من الركعتین، حدیث: 739. ② التلخیص الحبر: 218/1، طبع جدید، وھامش صحیح البخاری، درک نسخہ: ص: 102. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب رفع الیدین إذا کبر وإذا رکع وإذا رفع، حدیث: 737، وصحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع الیدین.....، حدیث: 391. ④ صحیح مسلم، الصلاة، باب وضع یدہ الیمنی علی البسر، حدیث: 401.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: تم سچ بیان کرتے ہو، رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔^①

امام ابن خزمیہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ (الذہلی) رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص حدیث ابو حمید رحمہ اللہ سننے کے باوجود رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نماز ناقص ہے۔^②

● سیدنا ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ نے (ایک دن لوگوں سے) فرمایا کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤں؟ یہ کہہ کر انھوں نے نماز پڑھی۔ جب تکبیر تحریمہ کہی تو رفع الیدین کیا، پھر جب رکوع کیا تو رفع الیدین کیا اور تکبیر کہی، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہہ کر دونوں ہاتھ (کندھوں تک) اٹھائے، پھر فرمایا: اسی طرح کیا کرو۔^③

● سیدنا جابر رحمہ اللہ جب نماز شروع کرتے، جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔^④

① [صحیح] سنن أبی داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 730، وسندہ صحیح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء فی وصف الصلاة، حدیث: 304. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 491 میں اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] صحیح ابن خزمیہ، الأذان والإقامة، باب الاعتدال فی الركوع، حدیث: 589، وسندہ صحیح. ③ [صحیح] سنن الدارقطني، الصلاة، باب الافتتاح و الركوع والرفع منه وقد ذلك: 292/1، حدیث: 16، وسندہ صحیح، حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں، التلخیص الحبیر: 219/1.

④ [حسن] سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب رفع الیدین إذا رکع، حدیث: 868، وهو حدیث حسن، حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس کے راوی ابوالثمیر نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ دیکھیے مسند السراج (قلمی، ص: 25، الف مطبوع، حدیث: 92، وسندہ حسن) بسا اوقات امام جہری نمازوں میں کوئی آیت مجیدہ تلاوت کرتا ہے۔ اس صورت میں امام اور مقتدی رکوع سے پہلے مجیدہ تلاوت کرتے ہیں تو اس وقت قیام سے مجیدہ میں جاتے ہوئے رفع الیدین نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

نماز نبوی: بکیر ادلی سے سلام تک

رفع الیدین نہ کرنے والوں کے دلائل کا تجزیہ

جن احادیث سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لی جاتی ہے، ان کا مختصر تجزیہ ملاحظہ فرمائیں:

پہلی حدیث: سیدنا جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بات ہے کہ میں تمہیں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دھن میں سکون اختیار کرو۔“^①

تجزیہ: اس حدیث میں اس مقام کا ذکر نہیں جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم ہاتھ اٹھا رہے تھے اور آپ ﷺ نے انہیں منع فرمایا۔ سیدنا جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ ہی سے صحیح مسلم میں اسی حدیث سے متصل دو روایات اور بھی ہیں جو بات پوری طرح واضح کر رہی ہیں:

● سیدنا جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے تو نماز کے خاتمے پر دائیں بائیں السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ”تم اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دھن ہلتی ہیں۔ تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہو۔“^②

● سیدنا جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے خاتمے پر السَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دھن ہیں۔ تم نماز سے سلام پھیرتے وقت صرف اپنے ساتھی کی طرف منہ موڑو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔^③

① صحیح مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسکون فی الصلاة،.....، حدیث: 430. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسکون فی الصلاة،.....، حدیث: 431. ③ صحیح مسلم، الصلاة، باب الأمر بالسکون فی الصلاة،.....، حدیث: (121) - 431.

نماز نبوی: بکیراوی سے سلام تک

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ”المجموع“ میں فرماتے ہیں: سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لینا عجیب بات اور سنت سے جہالت کی قبیح قسم ہے کیونکہ یہ حدیث رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت کے رفع الیدین کے بارے میں نہیں بلکہ تشہد میں سلام کے وقت دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے بارے میں ہے۔ محدثین اور جنہیں محدثین کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے، ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس کے بعد امام نووی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بعض جاہل لوگوں کا دلیل پکڑنا صحیح نہیں کیونکہ یہ سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے۔ اور جو عالم ہے وہ اس طرح کی دلیل نہیں پکڑتا کیونکہ یہ معروف و مشہور بات ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ابتدائے نماز اور عید کا رفع الیدین بھی منع ہو جاتا مگر اس میں خاص رفع الیدین کو بیان نہیں کیا گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، پس ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ بات کہہ رہے ہیں جو آپ نے نہیں کہی کیونکہ اللہ فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرٍ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾

”پس ان لوگوں کو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں، اس بات سے ڈرنا

چاہیے کہ انھیں (دنیا میں) کوئی فتنہ یا (آخرت میں) دردناک عذاب پہنچے۔“^①

دوسری حدیث: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟ انھوں نے نماز پڑھی اور ہاتھ نہ اٹھائے مگر پہلی مرتبہ۔^②

① النور 24:63. ② [ضعیف] سنن أبي داود، الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع،

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

تجزیہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں:

«وَلَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ عَلَى هَذَا اللَّفْظِ»

”یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔“^①

جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے:

«وَلَمْ يَنْبُتْ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَرْفَعْ [يَدَيْهِ] إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ»

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترک رفع الیدین کی حدیث ثابت نہیں ہے۔“^②

اس روایت میں سفیان ثوری مدلس ہیں اور عن سے روایت کرتے ہیں۔ مُدَلِّس کی عن والی روایت تفرّد کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ مشہور محدث شیخ المعلی الیمانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب التّکمیل میں اس روایت کو سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے معلول (ضعیف) قرار دیا ہے۔^③

تیسری حدیث: سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ جب نماز شروع کرتے تو دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے، «ثُمَّ لَا يَعُودُ» پھر نہیں اٹھاتے تھے۔^④

①، حدیث: 748، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أن النبي ﷺ لم يرفع إلا في أول مرة، حدیث: 257. اس روایت کی سند سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ① سنن أبي داود، الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، بعد الحديث: 748. سنن أبي داود کے بعض نسخوں میں یہ تبصرہ موجود نہیں لیکن مشکاة المصابیح، التمهيد اور دوسری بہت سی کتابوں میں یہ تبصرہ موجود ہے، لہذا اس کا انکار صحیح نہیں۔

② اس قول کی سند عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تک صحیح ہے۔

③ دیکھیے التّکمیل: 25/2 (ز۔ع) ④ [ضعیف] سنن أبي داود، الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، حدیث: 749. یہ روایت یزید ابی زید و ضعیف کے ضعف اور اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

تجزیہ: نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسے سفیان بن عیینہ، امام شافعی، امام بخاری کے استاد امام حمیدی اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ حدیث رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ یزید بن ابی زیاد پہلے «لَا یَعُودُ» نہیں کہتا تھا، اہل کوفہ کے پڑھانے پر اس نے یہ الفاظ بڑھا دیے۔ مزید برآں یزید بن ابی زیاد ضعیف اور شیعہ بھی تھا۔ آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا «تقریب» نیز یہ مدلس بھی تھا۔
علاوہ ازیں رفع الیدین کی احادیث اولیٰ ہیں کیونکہ وہ مثبت ہیں اور ثانی پر ثبوت کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ منافقین آستینوں اور بغلوں میں بت رکھ کر لاتے تھے بتوں کو گرانے کے لیے رفع الیدین کیا گیا، بعد میں چھوڑ دیا گیا۔ لیکن کتب احادیث میں اس کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے، البتہ یہ قول جہلاء کی زبانوں پر گھومتا رہتا ہے۔^①

① درج ذیل حقائق اس قول کی کمزوری واضح کر دیتے ہیں:

- مکہ میں بت تھے مگر جماعت فرض نہیں تھی۔ مدینہ میں جماعت فرض ہوئی مگر بت نہیں تھے، پھر منافقین مدینہ کن بتوں کو بغلوں میں دباے مسجدوں میں چلے آتے تھے۔
- تعجب ہے کہ جاہل لوگ اس گپ کو صحیح مانتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کو عالم الغیب بھی مانتے ہیں، حالانکہ اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو رفع الیدین کروانے کے بغیر بھی جان سکتے تھے کہ فلاں فلاں شخص مسجد میں بت لے آیا ہے۔
- بت ہی گرانے تھے تو یہ، تکبیر تحریمہ کہتے وقت جو رفع الیدین کی جاتی ہے اس سے اور اسی طرح رکوع اور جود کے دوران بھی کر سکتے تھے، اس کے لیے الگ سے رفع الیدین کی سنت جاری کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔
- منافقین بھی کس قدر بیوقوف تھے کہ بت جیسوں میں بھرنے کی بجائے انھیں بغلوں میں دبالائے۔
- یقیناً جاہل لوگ اور ان کے پیرواں یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ ان کے بقول اگر رفع الیدین کے دوران میں منافقین کی بغلوں میں بت گرے تھے تو پھر آپ نے انھیں کیا سزا دی تھی؟
- دراصل یہ کہانی محض خانہ ساز افسانہ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق بھی نہیں ہے۔ (ع، ر)

نماز نبویؐ بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

یہ بھی دلیل دی جاتی ہے کہ ابن زبیرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین کیا تھا اور بعد میں چھوڑ دیا۔ حالانکہ ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔^①
اسی طرح اس سلسلے میں ایک اور روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر و سیدنا عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی یہ لوگ شروع نماز کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

① دیکھیے نور العینین، ص: 154، 155، نصب الراية: 404/1، لیکن یہ روایت بھی مرسل اور ضعیف ہے۔ تحقیق تو یہ ہے کہ مسئلہ رفع الیدین میں نسخ ہوا ہی نہیں ہے کیونکہ نسخ ہمیشہ وہاں ہوتا ہے جہاں^① دو حدیثیں آپس میں ٹکراتی ہوں۔^② دونوں مقبول ہوں۔^③ ان کا کوئی مشترکہ مفہوم نہ نکلتا ہو۔^④ دلائل سے ثابت ہو جائے کہ ان دونوں میں سے فلاں پہلے دور کی ہے اور فلاں بعد میں ارشاد فرمائی گئی، تب بعد والی حدیث، پہلی حدیث کو منسوخ کر دیتی ہے۔

مگر یہاں رفع الیدین کرنے کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور صحیح ترین بھی، جبکہ نہ کرنے کی احادیث کم بھی ہیں اور کمزور بھی (ان پر محدثین کی جرح ہے) اب نہ تو مقبول اور مردود احادیث کا مشترکہ مفہوم اخذ کرنا جائز ہے اور نہ ہی مردود احادیث سے مقبول احادیث کو منسوخ کیا جاسکتا ہے۔

اگر بفرض محال اس مسئلہ میں نسخ کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے تو بھی قرائن شہادت دیتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا منسوخ نہیں بلکہ نہ کرنا منسوخ ہے کیونکہ ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیات طیبہ کے آخری حصے (9ھ اور 10ھ) میں نبی اکرم ﷺ سے رفع الیدین کرنا روایت کیا ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عہد نبوت کے بعد بھی رفع الیدین کے قائل و فاعل رہے۔ ③ کہا جاتا ہے کہ چاروں ائمہ برحق ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو ان چاروں میں سے تین رفع الیدین کے قائل ہیں۔ ④ جن محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے رفع الیدین کی احادیث کو اپنی مختلف مقبول سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، ان میں سے کسی نے یہ تبصرہ نہیں کیا کہ رفع الیدین منسوخ ہے، ثابت ہوا کہ صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین رضی اللہ عنہم کے نزدیک رفع الیدین منسوخ نہیں بلکہ سنت نبویؐ ہے اور ظاہر ہے کہ سنت چھوڑنے کے لیے نہیں، اپنانے کے لیے ہوتی ہے۔ اب جو شخص ایک غیر معصوم امتی کے عمل کو سنت نبویؐ پر ترجیح دیتا ہے اور سنت کو عمدۂ ہمیشہ چھوڑے ہوئے ہے اسے جب رسول کا دعویٰ کرنا چٹا نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین۔ (ع، ر)

نماز نبوی: تکبیر اوٹی سے سلام تک

امام بیہقی (2/80,79) اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس کا راوی محمد بن جابر ضعیف ہے۔ بلکہ بعض علماء (ابن جوزی، ابن تیمیہ وغیرہما) نے اسے موضوع کہا ہے۔ (یہ روایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ نہیں ہے بلکہ کسی نے خود تراش کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے) لہذا ایسی روایات پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

خلاصہ بحث: رفع الیدین کی احادیث بکثرت اور صحیح ترین اسناد سے مروی ہیں۔ رفع الیدین نہ کرنے کی احادیث معنا یا سندا ثابت نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک کسی ایک صحابی سے بھی عدم رفع الیدین ثابت نہیں ہے۔ (جزء رفع الیدین: 40)

رکوع کا بیان

رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کندھوں (یا کانوں) تک اٹھائیں۔ جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

«كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ»

”نبی اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔“^①

● رکوع میں پیٹھ (پشت) بالکل سیدھی رکھیں اور سر کو پیٹھ کے برابر، یعنی سر نہ تو اونچا ہو اور نہ نیچا اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھیں۔^②

● دونوں ہاتھوں (بازوؤں) کو تان کر رکھیں، ذرا خم نہ ہو۔ گھٹنوں کو مضبوط تھامیں۔^③

① صحیح البخاری، الأذان، باب رفع الیدین فی التکبیرة الأولى مع الافتتاح سواء، حدیث: 735، وصحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین.....، حدیث: 390. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب ما یجمع صفة الصلاة.....، حدیث: 498، ہتھیلیوں کے مسئلے کے لیے دیکھیے سنن النسائی، التطبيق، باب مواضع الراحتین فی الركوع، حدیث: 1037 اس کی سند حسن ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبی داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة،

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

- رکوع کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کی ہتھیلیاں آپ کے گھٹنوں پر یوں رکھی ہوتی تھیں جیسا کہ آپ نے گھٹنوں کو پکڑا ہوا ہو۔^①
- رکوع کی حالت میں نبی اکرم ﷺ اپنی کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے تھے۔^②

رکوع کی دعائیں

- سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں فرماتے:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ

”میرا رب عظیم (ہر عیب سے) پاک ہے“^③

- نبی اکرم ﷺ رکوع میں یہ دعا بھی پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

”اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔“^④

- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع میں اکثر کہتے تھے:

”حدیث: 734، وهو حدیث صحیح، امام ترمذی نے حدیث: 304 میں اور نووی نے المجموع: 407/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ① [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أنه يجافي يديه، عن جنيبه في الركوع، حدیث: 260، وسنده حسن، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء أنه يجافي يديه، عن جنيبه في الركوع، حدیث: 260، وسنده حسن ③ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، حدیث: 772.

آپ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے کہ رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھیں۔ دیکھیے سنن أبي داود، حدیث: 869 وسنده صحيح، وصححه ابن خزيمة: 670,601 وابن حبان (الإحسان: 1895)، والحاكم: 225,1، 477/2، يونس بن مهران تابعي عنه فرماتے ہیں کہ رکوع و سجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چاہئیں۔ دیکھیے مصنف ابن أبي شيبة: 250/1، حدیث: 2571، وسنده حسن. ④ صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حدیث: 485.

نماز نبوی: بحیرا ولی سے سلام تک

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

”اے ہمارے پروردگار اللہ! تو پاک ہے، ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔ یا الہی! مجھے بخش دے۔“^①

● سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کہتے تھے:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

”فرشتوں اور روح (جبریل) کا پروردگار نہایت پاک ہے۔“^②
● سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں کہتے تھے:

سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِبَرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ

”قہر (غلبے)، بادشاہی، بڑائی اور بزرگی کا مالک اللہ، (نہایت ہی) پاک ہے۔“^③
● سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں یہ پڑھتے:

اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعْتُ خَشَعَ سَنَعِي وَبَصَرِي وَمُغْنِي وَعَظْمِي وَعَصْبِي

”اے اللہ! میں تیرے آگے جھک گیا، تجھ پر ایمان لایا، تیرا فرمانبردار ہوا، میرا کان، میری آنکھ، میرا مغز، میری ہڈی اور میرے پٹھے تیرے آگے عاجز بن گئے۔“^④

① صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء في الركوع، حدیث: 794، صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حدیث: 484. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حدیث: 487. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده؟ حدیث: 873. اس کی سند صحیح ہے، دیکھیے نیل المقصود، اور مرعاة المفاتيح، حدیث: 887. ④ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، حدیث: 771.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

اطمینان، نماز کا رکن ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے نماز پڑھی اور (رکوع، سجود، قوے اور جلے کی رعایت نہ کی اور جلدی جلدی نماز پڑھ کر) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: ”وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ“ واپس جا کر پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ وہ گیا، پھر نماز پڑھی (جس طرح پہلے بے قاعدہ پڑھی تھی)۔ پھر آیا اور سلام کیا، آپ نے پھر فرمایا: ”وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ“ جا، پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ اس شخص نے تیسری یا چوتھی بار (بے قاعدہ) نماز پڑھنے کے بعد کہا: آپ مجھے (نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ) سکھادیں تو آپ نے فرمایا: ”جب تو نماز کے ارادے سے اٹھے تو پہلے خوب اچھی طرح وضو کر، پھر قبلہ رخ کھڑا ہو کر تکبیر تحریر کہہ، پھر قرآن مجید میں سے جو تیرے لیے آسان ہو پڑھ، پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع (پورا) کر، پھر (رکوع سے) سر اٹھا یہاں تک کہ (قوے میں) سیدھا کھڑا ہو جا، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (کامل) کر، پھر اطمینان سے اپنا سر اٹھا اور (جلے میں) بیٹھ جا، پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان سے سجدہ (پورا) کر، پھر (سجدے سے) اپنا سر اٹھا اور (دوسری رکعت کے لیے) سیدھا کھڑا ہو جا، پھر اس طرح اپنی تمام نماز پوری کر۔“^①

اس حدیث میں جس نمازی کا ذکر ہے وہ رکوع اور سجود بہت جلدی جلدی کرتا تھا، قوے اور جلسہ اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر نہیں کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہر بار اسے فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ آپ نے ان ارکان کی ادائیگی میں عدم اطمینان کو نماز

① صحیح البخاری، الأذان، باب أمر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالإعادة، حدیث: 793،
صحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة، حدیث: 397.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

کے باطل ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔

سیدنا ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ درست نہ رکھے۔“^①

اللہ اکبر! کس قدر خوف کا مقام ہے، آہ! ہماری غیر مسنون نمازوں کا کیا حشر ہوگا۔ ہمیں نماز کو تکبیر اولیٰ سے لے کر سلام پھیرنے تک مسنون طریقے سے ادا کرنا چاہیے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شامل ہوئے، اس وقت آپ رکوع میں تھے۔ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور اسی حالت میں چل کر صف میں پہنچے۔ نبی اکرم ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تیرا شوق زیادہ کرے، آئندہ ایسا نہ کرنا۔“^②

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، حديث: 855، وسنده صحيح، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، حديث: 265. امام ترمذی نے اور ابن حبان نے الموارد، حديث: 501 میں اسے صحیح کہا ہے۔

② صحيح البخاري، الأذان، باب إذا ركع دون الصف، حديث: 783؛ بعض لوگ اس حدیث سے یہ نکتہ نکالتے ہیں کہ اگر نمازی حالت رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو تو وہ اسے رکعت شمار کرے گا کیونکہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے رکعت نہیں دہرائی اور نہ آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے کا حکم دیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے شخص کے لیے قیام ضروری ہے نہ قراءت فاتحہ۔

یہ مؤقف محل نظر ہے کیونکہ ① نبی اکرم ﷺ نے انھیں رکعت لوٹانے کا حکم دیا تھا یا نہیں۔ یا انھوں نے از خود رکعت لوٹائی تھی یا نہیں۔ اس کے متعلق حدیث خاموش ہے، اس ضمن میں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے، وہ محض ظن و احتمال کی بنیاد پر کہا جاتا ہے۔ ② اس کے برعکس ایسے صریح دلائل موجود ہیں جو (ہر صاحب استطاعت کے لیے) قیام اور قراءت فاتحہ دونوں کو لازم قرار دیتے ہیں۔ ③ قاعدہ یہ ہے کہ جب احتمال اور صراحت آمنے سامنے آجائیں تو احتمال چھوڑ دیا جائے گا اور صراحت پر عمل کیا جائے گا۔ ④ سیدھی سی بات ہے کہ اس حدیث شریف کا مرکزی نکتہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فعل ہے کہ پہلے وہ حالت رکوع میں امام کے ساتھ،

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

رقوعے کا بیان

رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

« شامل ہوئے، پھر اسی کیفیت میں آگے بڑھتے ہوئے صف میں داخل ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں اسی فعل سے روکا تھا۔ جماعت میں شامل ہونے کا شوق بجا مگر اس شوق کی تکمیل کا یہ طریقہ بہر حال مستحسن نہ تھا۔ لہذا اس حدیث کو اس کے اصل نکتے سے ہٹا کر قیام اور قراءت فاتحہ سے خالی رکعت کے جواز پر لانا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)»

اس سلسلے میں ایک استدلال یہ بھی سامنے آیا ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا موقع محل چونکہ قیام ہے، لہذا صرف وہی نمازی سورۃ فاتحہ پڑھے گا جس نے امام کو حالت قیام میں پایا اور جس نے اسے حالت رکوع میں پایا، اس کے حق میں سورۃ فاتحہ کی قراءت ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کے لیے اس کی قراءت کا موقع محل باقی نہیں رہا۔ یہ استدلال بھی محل نظر ہے، نقل و عقل دونوں اس کا انکار کرتے ہیں، مثلاً:

● امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کتاب الأذان میں ایک باب (95) یوں قائم کیا ہے: «بَابُ وَجوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالْفَرَقِ وَمَا يُجْزِئُ فِيهَا وَمَا يُخَافُ» «نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر واجب ہے، خواہ امام ہو یا مقتدی، مقیم ہو یا مسافر، نماز سری ہو یا جہری۔»

● رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» (صحیح البخاری، الأذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم.....، حدیث: 756، وصحیح مسلم الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة.....، حدیث: 394): «جس نے (نماز میں) سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی نماز ہی نہیں۔» اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ نہ جائے تو ساری نماز نہیں ہوتی کیونکہ سورۃ فاتحہ پڑھنا نماز کا رکن ہے اور رکن کسی بھی مقام سے رہ جائے، نماز ناقص ہو جاتی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین بار فرمایا: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ نَسَامٍ» (صحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة، حدیث: (41)-395): «جس نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی نماز ناقص و نامکمل ہے۔» (بالکل اسی طرح جیسے ایک حاملہ اونٹنی وقت سے کچھ ماہ قبل اپنا ناقص الخلقہ بچہ گرا دے تو وہ کسی کام کا نہیں ہوتا اسی کو عربی میں [خداج] کہتے ہیں۔) اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

(بخاری و مسلم، اس کی تخریج تفصیل سے گزر چکی ہے۔)

● اگر آپ امام یا منفرد ہیں تو رکوع سے قوے کے لیے کھڑے ہوتے وقت یہ پڑھیں:

« پڑھی اس کی کم از کم وہ رکعت تو ناقص ہوگی اور یہ تو ممکن ہی نہیں کہ کسی شخص کی ایک رکعت تو ناقص ہو اور باقی نماز مکمل ہو۔

● حدیث «لَا صَلَاةَ» میں «لَا» نفی جنس کا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی، وہ رکعت نماز کی جنس سے نہیں ہے (لہذا نماز ناقص ہوئی)۔

● ارشاد نبوی ہے: «لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يَفْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» صحیح ابن حبان: 1789، وسندہ صحیح، وسنن الدار قطنی: 322/1۔ اس حدیث میں [لَا تُجْزِئُ] کا معنی ہے [لَا تَكْفِي وَلَا تَصِحُّ] یعنی جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی نماز صحیح ہوگی نہ اسے کفایت کرے گی۔ اب جس رکعت میں فاتحہ نہیں پڑھی گئی کم از کم وہ رکعت تو صحیح نہ رہی۔ اس لیے اسے صحیح کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ رکعت سورہ فاتحہ سمیت دوبارہ پڑھی جائے۔

● حدیث قدسی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز (نصف، نصف) تقسیم کر دی ہے۔“..... دیکھیے صحیح مسلم، الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة، حدیث: 395۔ حدیث کے مطابق یہاں نماز سے مراد سورہ فاتحہ ہے جس کا نصف اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، بزرگی، بڑائی، توحید اور عبادت پر مشتمل ہے جبکہ نصف ثانی بندے کی دعاؤں پر مشتمل ہے۔ جب بندہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی قبولیت کا اعلان فرماتے ہیں۔ لیکن جو نمازی ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا، اس کی وہ رکعت اللہ کے اس انعام عظیم سے محروم رہتی ہے۔

● تندرست اور صاحب استطاعت آدمی کے لیے نماز میں قیام کرنا ضروری ہے جس طرح رکوع یا سجدے کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اسی طرح قیام یا فاتحہ کے بغیر بھی اس کی نماز نہیں ہوتی، لہذا یہ کہنا قرین انصاف نہیں ہے کہ ”جس نے امام کو حالت رکوع میں پایا اس کے حق میں سورہ فاتحہ کی قراءت ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس کے لیے اس کی قراءت کرنے کا موقع محل باقی نہیں رہا۔“ اس کے برعکس یوں کہنا چاہیے چونکہ اس شخص کی نماز سے دو اہم رکن (قیام اور فاتحہ) رہ گئے ہیں، لہذا اسے یہ رکعت دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

● معروف ارشاد نبوی ہے: «صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَأَقْضِ مَا سَبَقَكَ» صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة.....، حدیث: (154)۔ 602۔ ”جو نماز تو امام کے ساتھ پالے“

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

”اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔“^①

اگر مقتدی ہیں تو یہ کہیں:

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ

”اے ہمارے رب! تیرے ہی واسطے تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت تعریف۔“

یہ قصہ سیدنا رافع بن رافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک دن نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ پس ایک مقتدی نے کہا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”بولنے والا کون تھا؟“ (کس نے یہ کلمے پڑھے) اے اس کے ساتھ پڑھ اور جو تجھ سے سبقت لے گئی اس کی تضاد دے۔“ تو جو شخص ایک رکعت کا قیام نہیں پاسکا، ظاہر بات ہے کہ قیام اس سے سبقت لے گیا ہے، لہذا وہ فرمان نبوی: [وَأَقْضِ مَا سَبَقَكَ] کا شرعاً مامور ہے اور اس حکم کی تعمیل کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ ہی نہیں ہے کہ وہ اس رکعت کو دوبارہ پڑھے جس سے اس کا قیام اور فاتحہ رہ گئی ہے۔

● ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَلَسْتُ بِرَسُولٍ فَخُذُوا﴾ الحشر: 7:59، یعنی ”رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمہیں دیں، لے لو۔“ جبکہ آپ کا یہ بھی فرمان ہے: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي» صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين، حدیث: 631۔ ”اسی طرح نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔“ اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی ایسی نماز نہیں پڑھی اور نہ اپنی امت کو سکھائی ہے جس کی کسی رکعت میں قیام اور سورۃ فاتحہ نہ ہو۔

ان مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ قیام اور سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (ع، ر) ① صحیح البخاری، الأذان، باب فضل اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، حدیث: 796، وصحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع؟ حدیث: 476 و 478۔

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

ہیں؟) ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلمات کا ثواب لکھنے میں جلدی کر رہے تھے۔“^①

● سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو (قوے میں یہ دعا) پڑھتے:

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ
وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

”اللہ نے سن لی اس (بندے) کی بات جس نے اس کی تعریف کی، اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے آسمانوں کے بھراؤ کے برابر، زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔“^②

● سیدنا ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ
شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ
عَبْدٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا
يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

”اے ہمارے پروردگار! ہر قسم کی تعریف صرف تیرے لیے ہے آسمانوں کے بھراؤ کے برابر اور زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے اور اے تعریف و بزرگی والے! بندے نے جو تیری تعریف اور بزرگی کی وہ تیرے ہی لائق ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں، اے اللہ! کوئی روکنے والا

① صحیح البخاری، الأذان، باب: 126، حدیث: 799. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع؟ حدیث: 478, 476.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

نہیں اس چیز کو جو تو نے دی اور کوئی دینے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے روک دی اور دولت مند (صاحب نصیب) کو یہ (نصیب اور) دولت مندی تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔“^①

نیز رسول اللہ ﷺ تو مے میں کبھی یہ دعا بھی فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمَاءِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ وَمِلْءُ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالْقَلْبِ وَالْبَرْدِ وَالْهَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ

”اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے آسمانوں کے بھراؤ کے برابر اور زمین کے بھراؤ کے برابر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے، اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے، اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے ایسے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔“^②

تنبیہ: بہت سے لوگوں کو تو مے کا علم نہیں کہ یہ کیا ہے۔ واضح ہو کہ رکوع سے اٹھنے کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑا رہنے کو قومہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ رکوع سے سر اٹھا کر سیدھے کھڑے رہتے اور بڑے اطمینان سے تو مے کی دعا پڑھتے تھے۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رکوع اور سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے (اٹھ کر تو مے میں) کھڑا ہونا برابر ہوتا تھا، سوائے قیام کے اور (تشہد) بیٹھنے کے (یہ چاروں چیزیں: رکوع، سجدہ، جلسہ اور قومہ طوالت میں تقریباً برابر ہوتی تھیں۔)^③

① صحیح مسلم، الصلاة، باب ما یقول إذا رفع رأسه من الركوع؟ حدیث: 477. ② صحیح مسلم، الصلاة، باب ما یقول إذا رفع رأسه من الركوع؟ حدیث: (204)-476. گناہوں کا نتیجہ چونکہ آگ ہے، اس لیے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانیوں سے گناہ دھلوانے کی دعا کی جا،

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

بعض اوقات آپ ﷺ کا قومہ بہت لمبا ہوتا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اس قدر لمبا قومہ کرتے کہ ہم کہتے کہ آپ بھول گئے ہیں۔^①

سجدے کے احکام

● ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ»

”جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھے۔“^②

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی (درج ذیل) حدیث اس پر شاہد ہے: نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ گھٹنوں سے پہلے رکھتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔^③

«رہی ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ③ صحیح البخاری الأذان، باب حد إتمام الركوع والاعتدال فيه.....، حدیث: 792، وصحیح مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها في تمام، حدیث: 471.

① صحیح مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها، حدیث: 473. مگر افسوس کہ آج مسلمان قومہ لمبا کرنا تو درکنار، پیٹھ سیدھی کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے، فورا سجدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ”یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا“ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین۔ (ع، ر)

② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كيف يضع ركبته قبل يديه؟ حدیث: 840، وسنده حسن، نووی نے المجموع 3/421 میں اس کی سند کو جید کہا ہے۔ ③ [حسن] صحیح ابن خزيمة، الأذان والإقامة، باب ذكر خبر روي عن النبي ﷺ في بدنه وضع اليدين قبل الركبتين، حدیث: 627، وسنده حسن، والمستدرک للحاکم، الصلاة، باب التأمین: 226/1، حدیث: 821. امام حاکم، ذہبی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنے کو امام اوزاعی، مالک، احمد بن حنبل اور شیخ احمد شاہ رحمہ اللہ وغیرہم نے اختیار کیا ہے۔ ابن ابوداؤد نے بھی کہا: میرا رجحان حدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف ہے کیونکہ اس بارے میں صحابہ اور تابعین سے بہت سی روایات ہیں۔

- سجدے میں پیشانی اور ناک زمین پر نہ لگائیں۔^①
- سجدے میں دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر رکھیں۔^②
- سجدے میں دونوں ہاتھ کانوں کے برابر رکھنا بھی درست ہے۔^③
- سجدے میں دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے زمین پر خوب لگائیں۔^④
- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی نماز نہیں جس کی ناک پیشانی کی طرح زمین پر نہیں لگتی۔“^⑤
- پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلے کی طرف مڑے ہوئے رکھیں^⑥ اور دونوں قدم بھی کھڑے رکھیں۔^⑦

① صحیح البخاری، الأذان، باب السجود علی الأنف، حدیث: 812، وصحیح مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود والنهي عن كف الشعر.....، حدیث: 490. ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 734، وهو حدیث صحیح، امام ابن خزيمة نے حدیث: 640 میں اور ترمذی نے حدیث: 70 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب رفع اليدين في الصلاة، حدیث: 726، وسنده صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 485 میں اسے صحیح کہا ہے، نیز امام ترمذی نے بھی اسی مفہوم کی روایت: (271) کو صحیح کہا ہے۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، حدیث: 859، وسنده حسن، امام ابن خزيمة نے اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ [حسن] سنن الدارقطني، الصلاة، باب وجوب وضع الجبهة والأنف: 348/1، حدیث: 2. وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 270/1 میں اور ابن جوزی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ⑥ صحیح البخاری، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، حدیث: 828، نیز دیکھیے سنن النسائي، حدیث: 1159، وصحیح ابن خزيمة، حدیث: 689. ⑦ صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حدیث: 486.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

- ایڑیوں کو ملائیں۔^①
- سجدے میں سینہ، پیٹ اور رانیں زمین سے اونچی رکھیں، پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھیں اور دونوں رانیں بھی ایک دوسرے سے الگ الگ رکھیں۔^②
- سجدے میں کہنیاں نہ تو زمین پر ٹکائیں اور نہ کروٹوں سے ملائیں (بلکہ زمین سے اونچی، کروٹوں سے الگ، کشادہ رکھیں)۔^③
- سجدے کی حالت میں نبی اکرم ﷺ اپنے بازوؤں کو زمین پر نہیں لگاتے تھے بلکہ انھیں اٹھا کر رکھتے اور پہلوؤں سے دور رکھتے یہاں تک کہ پچھلی جانب سے دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔^④
- رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم (نماز میں) اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔“^⑤
- ہر مسلمان بہن بھائی کے لیے ضروری ہے کہ وہ سجدے میں ان سات اعضاء کو خوب اچھی طرح (مکمل طور پر) زمین پر ٹکا کر رکھے اور اطمینان سے سجدہ کرے۔

① [حسن] السنن الکبریٰ للبیہقی، السجود : 116/2، حدیث: 2719۔ امام ابن خزیمہ نے حدیث: 654، وسندہ حسن، حاکم نے المستدرک: 228/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 730، وسندہ صحیح، 734، وهو حدیث صحیح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في وصف الصلاة، حدیث: 304۔ امام ترمذی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، حدیث : 828۔ ④ صحیح البخاری، الأذان، باب يبدي ضبعيه ويجافي في السجود، حدیث: 807، وصحیح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال في السجود، حدیث: 497۔ ⑤ صحیح البخاری، الأذان، باب السجود على سبعة أعظم، حدیث: 809، 812، وصحیح مسلم، الصلاة، باب أعضاء السجود، حدیث: 490۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

عورتیں بازو نہ بچھائیں

بہت سی عورتیں سجدے میں بازو بچھالیتی ہیں اور پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھتی ہیں اور دونوں قدم بھی زمین پر کھڑے نہیں کرتیں۔ واضح ہو کہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور سنت پاک کے خلاف ہے۔ سنئے! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”تم میں سے کوئی (مرد یا عورت) اپنے بازو سجدے میں اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا بچھاتا ہے۔“^①

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے صاف عیاں ہے کہ نمازی (مرد یا عورت) کو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر دونوں کہنیاں زمین سے اٹھا کر رکھنی چاہئیں، نیز پیٹ بھی رانوں سے جدا رہے اور سینہ بھی زمین سے اونچا ہو۔

میری معزز مسلمان بہنو! اپنے پیارے رسول اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق نماز پڑھو۔ آپ مسلمان مردوں اور عورتوں کو یکساں ارشاد فرماتے ہیں: ”سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ اور اپنی دونوں کہنیاں بلند کر۔“^②

رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ ہاتھوں (بانہوں) کے نیچے سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔^③

① صحیح البخاری، الأذان، باب لا یفتش ذراعیہ فی السجود، حدیث: 822، و صحیح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال فی السجود، حدیث: 493.

② صحیح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال فی السجود، حدیث: 494. بعض لوگ یہ فضول عذر پیش کرتے ہیں کہ اس طرح سجدے میں عورت کی چھاتی زمین سے بلند ہو جاتی ہے جو بے پردگی ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے لیے اوڑھنی لازم قرار دی ہے۔ یہ اوڑھنی دوران سجدہ میں بھی پردے کا تقاضا پورا کرتی ہے، پھر آج کی کوئی خاتون صحابیات کی غیرت اور شرم و حیا کو نہیں پہنچ سکتی، جب انھوں نے ہمیشہ سنت کے مطابق نماز ادا کی تو آج کی خاتون کو بھی انہی کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ (ع، ر)

③ صحیح مسلم، الصلاة، باب الاعتدال فی السجود، حدیث: 496.

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

سجدہ، قرب الہی کا باعث

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”در اصل بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب سے بہت نزدیک ہوتا ہے، لہذا (سجدے میں) بہت دعا کرو۔“^①

اللہ تعالیٰ تو بندے سے ہر حال میں نزدیک ہوتا ہے لیکن سجدے کی حالت میں بندہ اس کے بہت نزدیک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ سجدے میں بڑی عاجزی اور اخلاص سے دعائیں مانگتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ عام طور پر زمین پر سجدہ کرتے تھے، اس لیے کہ مسجد نبوی میں فرش نہ تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سخت گرمی میں نماز ادا کرتے اور زمین کی گرمی کی وجہ سے اگر وہ زمین پر پیشانی نہ رکھ سکتے تو سجدے کی جگہ پر کپڑا رکھ لیتے اور اس پر سجدہ کرتے۔^②

رمضان المبارک کی اکیسویں رات تھی۔ بارش برسی اور مسجد کی چھت ٹپک پڑی اور آپ ﷺ نے کچھڑ میں سجدہ کیا۔ آپ کی پیشانی اور ناک پر کچھڑ کا نشان تھا۔^③

ایک دفعہ آپ ﷺ نے بڑی چٹائی پر نماز ادا کی جو زیادہ عرصہ استعمال میں رہنے سے سیاہ ہو گئی تھی۔^④

① صحیح مسلم، الصلاة، باب ما یقال فی الركوع والسجود؟ حدیث: 482۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز بندے کو اللہ سے ملا دیتی ہے، جہاں تک سجدے میں دعا مانگنے کا تعلق ہے تو اس کا محتاط طریقہ یہ ہے کہ فرض نماز میں وہی دعائیں مانگی جائیں جو سجدے کے متعلق مقبول احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ اور اگر سنتیں یا نوافل ادا کیے جا رہے ہوں تو دیگر مسنون دعائیں بھی مانگی جاسکتی ہیں اور اگر کوئی شخص نماز کے بغیر صرف سجدہ کر رہا ہے تو جو چاہے دعا مانگے، خواہ عربی زبان میں یا اپنی زبان میں۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

② صحیح مسلم، الصلاة، باب استحباب تقدیم الظہر فی أول الوقت فی غیر شدۃ الحر، حدیث: 620۔ ③ صحیح البخاری، الأذان، باب السجود علی الأنف فی الطین، حدیث: 813، وصحیح مسلم، الصیام، باب فضل لیلة القدر، حدیث: 1167۔ ④ صحیح البخاری، الصلاة، باب الصلاة علی الحصر، حدیث: 380، وصحیح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة،

نماز نبوی: بکیراؤٹی سے سلام تک

سجدہ، جنت میں داخلے کا باعث ہے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”جب آدم کا (مومن) بیٹا سجدے کی آیت پڑھتا ہے، پھر (پڑھنے اور سننے والا) سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو کر کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت، تباہی اور بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا، لہذا اس کے لیے بہشت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا۔ میں نے نافرمانی کی، چنانچہ میرے لیے آگ ہے۔“^①

رلسبا سجدہ کرنا

عام طور پر رسول اللہ ﷺ کا سجدہ رکوع کے برابر لسا ہوتا تھا۔ کبھی کبھی کسی عارضے کی بنا پر زیادہ لسا کرتے۔ ایک دفعہ آپ ظہر یا عصر کی نماز میں سیدنا حسن یا سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے تشریف لائے۔ آپ نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھے اور انھیں اپنے قدم مبارک کے قریب بٹھالیا۔ پھر آپ نے نماز شروع کی اور لسا سجدہ کیا۔ جب آپ نے نماز ختم کی تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس نماز میں ایک سجدہ بہت لسا کیا یہاں تک کہ ہمیں خیال گزرا کہ کوئی واقعہ رونما ہو گیا ہے یا پھر وحی نازل ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسی کوئی بات نہیں تھی، بس میرا بیٹا میری کمر پر سوار ہو گیا تو میں نے یہ بات پسند نہ کی کہ سجدے سے جلدی سر اٹھا کر اسے پریشانی میں مبتلا کروں۔“^②

کثرتِ سجدہ، بہشت میں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا باعث

ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رات

» باب جواز الجماعة في النافلة، حديث: 658. ① صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، حديث: 81. ② [صحيح] سنن النسائي، التطبيق، باب هل يجوز أن تكون سجدة أطول من سجدة؟ حديث: 1142، وسنده صحيح، امام حاکم،

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

گزارتا تھا۔ آپ کے لیے وضو کا پانی اور آپ کی (دیگر) ضرورت (مسواک وغیرہ) کا خیال رکھتا تھا۔ (ایک رات خوش ہو کر) آپ نے مجھے فرمایا: ”(کچھ دین و دنیا کی بھلائی) مانگ (مجھ سے دعا کرو)۔“ میں نے کہا: بہشت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اس کے علاوہ کوئی اور چیز۔“ میں نے کہا: بس یہی! پھر آپ نے فرمایا: ”پس اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔“^①

نوٹ: اس حدیث میں یہ کہیں نہیں ہے کہ میں چونکہ کل مخلوق کا حاجت روا اور مشکل کشا ہوں، لہذا مجھ سے ہر قسم کی غیبی مدد مانگا کرو، اس کے برعکس نبی اکرم ﷺ جناب ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مدد مانگ رہے ہیں۔ (ع، ر)

جس طرح معالج مریض کو کہے کہ حصول شفا کے لیے میں تیرے لیے کوشش کرتا ہوں اور تو میری ہدایات کے مطابق دوائی اور پرہیز کرنے کے ساتھ میری مدد کر۔ اسی طرح آپ نے ربیعہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میں تیرے حصول مدعا کے لیے دعا سے کوشش کرتا ہوں اور تو سجدوں کی کثرت کے ساتھ میری کوشش میں میری مدد کر۔ اس طرح تجھے بہشت میں میری رفاقت حاصل ہوگی۔

ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنت میں لے جانے والا عمل پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ کے لیے (پورے خلوص و حضور کے ساتھ) سجدوں کی کثرت لازم کر، پس تیرے ہر سجدے کے بدلے اللہ تعالیٰ تیرا درجہ بلند کرے گا اور اس کے سبب سے گناہ (بھی) مٹائے گا۔“^②

۱۱۔ نے المستدرک 3/627، 626 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ① صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، حدیث: 489۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ بزرگوں سے ملاقات کے دوران ان سے دعا کروانا جائز ہے۔ ② صحیح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، حدیث: 488۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

ر سجدے کی دعائیں

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا! وَإِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظَّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّوَجَلَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاَجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنْ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ»

”خبردار! میں رکوع اور سجدے میں قرآن حکیم پڑھنے سے منع کیا گیا ہوں، چنانچہ تم رکوع میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور سجدے میں خوب دعا مانگو۔ تمہاری دعا قبولیت کے لائق ہوگی۔“^①

● سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدے میں (یہ دعا) پڑھتے:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

”میرا بلند پروردگار (ہر عیب سے) پاک ہے۔“^②

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ

”میرا بلند پروردگار پاک ہے، میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔“^③

● سیدہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

① صحیح مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، حديث: 479. ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، حديث: 772. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده؟ حديث: 870، وهو حديث صحيح، ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

”اے ہمارے پروردگار اللہ! تو (ہر عیب سے) پاک ہے، ہم تیری تعریف اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔“^①

● سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں (یہ) کہتے تھے:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ

”فرشتوں اور روح (جبریل) کا پروردگار نہایت ہی پاک ہے۔“^②

● ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سجدے میں (یہ) کہتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّةَ وَجْهِهِ وَكُلَّةَ وَكْلِهِ وَارْحَهُ وَعَلَا نِيَّتِهِ وَسِرَّهُ

”اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ، تمام گناہ بخش دے۔“^③

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

”اے اللہ! تیری ہی پاکیزگی اور تعریف ہے۔ تیرے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔“^④

● رسول اللہ ﷺ سجدے میں فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُورًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُورًا وَعَنْ يَسَارِيْ نُورًا وَفَوْقِيْ نُورًا وَتَحْتِيْ نُورًا

① صحيح البخاري، الأذان، باب الدعاء في الركوع، حديث: 794، صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حديث: 484. ② صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حديث: 487. ③ صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حديث: 483. ④ صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حديث: 485.

نماز نبوی: بکیر اولیٰ سے سلام تک

وَأَمَّا نِي نُورًا وَ خَلْفِي نُورًا وَعَظْمِي فِي نُورًا

”اے اللہ! میرے دل، میری بصارت اور سماعت کو (ایمان کے نور سے) منور فرما، میرے دائیں بائیں، اوپر نیچے، سامنے اور پیچھے (ہر طرف) نور پھیلا دے اور میری (ہدایت کی) روشنی کو بڑھا دے۔“^①

● رسول اللہ ﷺ سجدے میں فرماتے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَافِيَّتِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

”اے اللہ! میں تیری رضا مندی کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری عافیت کے ذریعے تیری سزا سے اور تیری رحمت کے ذریعے تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف کو شمار نہیں کر سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔“^②

● علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَى سَبْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

”اے اللہ تیرے لیے میں نے سجدہ کیا۔ میں تجھ پر ایمان لایا۔ میں تیرا فرمانبردار ہوا۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی اچھی

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، حدیث (181)-763.

② صحیح مسلم، الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود؟ حدیث: 486.

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

صورت بنائی، اس کے کان اور آنکھ کو کھولا۔ بہترین تخلیق کرنے والا اللہ، بڑا ہی بابرکت ہے۔“^①

- رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں سجدے کی آیت تلاوت کی تو سجدہ کیا۔^②
- سجدہ تلاوت واجب نہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے سورہ نجم تلاوت کی تو آپ نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔^③

درمیانی جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا)

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ سجدے سے اپنا سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے (بچھاتے) پھر اس پر بیٹھتے اور سیدھے ہوتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر آ جاتی (پہلے سجدے سے سر اٹھا کر نہایت آرام و اطمینان سے بیٹھ جاتے اور دعائیں جو آگے آتی ہیں پڑھ کر) پھر (دوسرا) سجدہ کرتے۔^④

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ بیٹھے وقت اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے۔^⑤
اور دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کرتے۔^⑥

- ① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل و قيامه، حديث: 771.
- ② صحیح البخاری، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة في الصلاة فسجد بها، حديث: 1078.
- ③ صحیح البخاری، سجود القرآن، باب من قرأ السجدة ولم يسجد، حديث: 1073، 1072.
- ④ [صحیح] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في وصف الصلاة، حديث: 304، وسنده صحیح، نووی نے المجموع: 407/3 میں اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحیح البخاری، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، حديث: 828. ⑥ [صحیح] سنن النسائي، التطبيق، باب الاستقبال بأطراف أصابع القدم القبلة.....، حديث: 1159، وسنده صحیح، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، امام ابن خزيمة نے حديث: 689 میں اسے ابو حمید سے حسن لفظ سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

اور کبھی کبھی آپ ﷺ اپنے قدموں اور اپنی ایڑیوں پر بیٹھتے۔^①
نبی اکرم ﷺ خود بڑے اطمینان سے جلسے میں بیٹھے۔ علاوہ ازیں نہ بیٹھنے والے کی نماز
کی نفی فرمائی۔ لیکن افسوس کہ عام لوگوں کو جلسے کا علم ہی نہیں کہ کیا ہے۔ جلسہ نماز میں فرض
ہے اور اس میں طہائیت بھی فرض ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا جلسہ سجدے کے برابر ہوتا تھا۔^②
کبھی کبھی زیادہ (دیر تک) بیٹھتے یہاں تک کہ بعض لوگ کہتے کہ آپ (دوسرا سجدہ کرنا)
بھول گئے۔^③

ر جلسے کی مسنون دعائیں

① سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے
درمیان (یہ) پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ

”اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے عافیت سے رکھ
اور مجھے روزی عطا کر۔“^④

» ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے، نیز دیکھیے صحیح البخاری، حدیث: 282. ① صحیح مسلم،
المساجد، باب جواز الإقعاء علی العقبین، حدیث: 536. ② صحیح البخاری، الأذان، باب
المکث بین السجدين، حدیث: 820، و صحیح مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة
وتخفيفها في تمام، حدیث: 471. ③ صحیح البخاری، الأذان، باب المکث بین السجدين،
حدیث: 821، و صحیح مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها في تمام،
حدیث: 473، 472. ④ سنن أبي داود، الصلاة، باب الدعاء بین السجدين، حدیث: 850،
و جامع الترمذی، الصلاة، باب ما يقول بین السجدين؟ حدیث: 284. امام حاکم نے المستدرک:
262/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح جبکہ امام نووی نے المجموع: 3/437 میں جید کہا ہے۔ جامع ترمذی
کی روایت میں ”عَافِنِي“ کی جگہ ”وَاجْبُرْنِي“ ہے۔ اس روایت کی سند حبیب بن ابی ثابت کی تدریس کی
وجہ سے ضعیف ہے لیکن صحیح مسلم (2697) کے شاہد سے یہ روایت حسن بنتی ہے۔ واللہ اعلم۔ امام محول »

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

② سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي

”اے میرے رب! مجھے معاف فرما، اے میرے رب! مجھے معاف فرما۔“^①

دوسرا سجدہ

جب آپ پورے اطمینان سے جلے سے فارغ ہوں تو پھر دوسرا سجدہ کریں اور پہلے سجدے کی طرح اس میں بھی بڑے خشوع و خضوع اور کامل اطمینان سے دعا یا دعائیں پڑھیں اور پھر اٹھیں۔

جلسہ استراحت

دوسرا سجدہ کر لینے کے بعد ایک رکعت پوری ہو چکی ہے، اب دوسری رکعت کے لیے آپ نے اٹھنا ہے لیکن اٹھنے سے پہلے جلسہ استراحت میں ذرا بیٹھ کر اٹھیں اس کی صورت یہ ہے: رسول اللہ ﷺ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے (دوسرے سجدے سے) اٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں موڑتے ہوئے (بچھاتے اور) اس پر بیٹھتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ پر پہنچ جاتی، پھر (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے۔^②

« تابعی رحمہ اللہ: دونوں سجدوں کے درمیان ”اللّٰهُم اغفر لي وارحمني واجبرني وارزقني“ پڑھتے تھے، (مصنف ابن أبي شيبة: 534/2، حدیث: 8838، دوسرا نسخہ، 634/3، حدیث: 8922 واللفظ له وسنده صحيح) ① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده؟ حدیث: 874، وهو صحيح، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما يقول بين السجدين؟ حدیث: 897، امام حاکم نے المستدرک: 271/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ سابقہ دعا سے یہ دعا پڑھنا بہتر ہے۔ ② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حدیث: 730، وسنده صحيح، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في وصف الصلاة، حدیث: ۴۰۰۰»

نماز نبوی: بکیر اولیٰ سے سلام تک

رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی طاق (پہلی اور تیسری) رکعت کے بعد کھڑے ہونے سے قبل سیدھے بیٹھتے تھے۔^①

جلسہ استراحت سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھیں۔^②

دوسری رکعت

رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو سورۃ فاتحہ کی قراءت شروع کر دیتے اور سکتے نہیں کرتے تھے۔^③

پہلا تشہد

اسے قعدہ اولیٰ بھی کہتے ہیں، دوسری رکعت کے بعد (دوسرے سجدے سے اٹھ کر) بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں پاؤں کھڑا رکھیں۔^④
دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھیں۔^⑤

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

«كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى»

”رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھ کر دعا (تشہد، درود وغیرہ) پڑھتے تو اپنا دایاں

304، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب إتمام الصلاة، حدیث: 1061، امام نووی نے المجموع: 3/443 میں ترمذی اور ابن قیم نے اسے صحیح کہا ہے۔ ① صحیح البخاری، الأذان، باب من استوی قاعدا فی وتر من صلاته ثم نهض، حدیث: 823. ② صحیح البخاری، الأذان، باب کیف یعتمد علی الأرض إذا قام من الركعة؟ حدیث: 824. ③ صحیح مسلم، المساجد، باب ما یقال بین تکبیرة الإحرام والقراءة؟ حدیث: 599. ④ صحیح البخاری، الأذان، باب سنة الجلوس فی التشهد، حدیث: 828,827. ⑤ صحیح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس فی الصلاة، حدیث: 579.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

ہاتھ اپنی دائیں ران اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔“^①
 معلوم ہوا کہ نمازی کو رخصت ہے، چاہے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے، چاہے رانوں پر۔
 اب آپ قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پس جب تم نماز میں (قعدے کے لیے) بیٹھو تو یہ پڑھو:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
 وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

”(میری ساری) قوی، بدنی اور مالی عبادت صرف اللہ کے لیے خاص ہے۔ اے
 نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت، سلامتی اور برکتیں ہوں اور ہم پر اور اللہ کے
 (دوسرے) نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا
 کوئی سچا معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور
 رسول ہیں۔“

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا:

”ان کلمات [السَّلَامُ عَلَيْنَا الصّٰلِحِيْنَ] کے پڑھنے سے ہر نیک بندے کو،
 خواہ وہ زمین پر ہو یا آسمان میں، نمازی کا سلام پہنچ جاتا ہے۔“^②

① صحیح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في التشهد، حدیث: (113) - 579.

② صحیح البخاری، الأذان، باب التشهد في الآخرة، حدیث: 831، و صحیح مسلم،
 الصلاة، باب التشهد في الصلاة، حدیث: 402. مسلمان مذکورہ الفاظ تشہد نبی اکرم ﷺ کا حکم سمجھ کر
 پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے لے کر آج تک تمام صحیح العقیدہ مسلمان اسے پڑھتے ہیں اور کسی
 کا یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ آپ حاضر و ناظر ہیں، لہذا مذکورہ الفاظ تشہد عَلَیْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ سے شریک
 عقیدے (آپ کے عالم الغیب یا حاضر ناظر ہونے) کی قطعاً تائید نہیں ہوتی۔ الحمد للہ۔ (ع، ر)

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

رسول اللہ ﷺ درمیانی تشهد میں، تشهد سے فارغ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔^①

لہذا درمیانی تشهد میں صرف تشهد بھی کافی ہے۔^②

اور اگر کوئی شخص تشهد کے بعد دعا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم دو رکعت پڑھو تو احتیہ کے بعد جو دعا زیادہ پسند ہو وہ کرو۔“^③

اور دعا سے پہلے درود پڑھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا: ایک آدمی نماز میں دعا کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے جلدی کی، نماز میں پہلے اللہ کی تعریف کرو، پھر نبی اکرم (ﷺ) پر درود بھیجو، پھر دعا کرو۔“^④

لہذا درمیانی تشهد میں، تشهد کے بعد درود اور دعا بھی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ رفع سبابہ

تشہد میں انگلی اٹھانا رسول اللہ ﷺ کی بڑی بابرکت اور عظمت والی سنت ہے، اس کا ثبوت سنت رسول ﷺ سے ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز (کے قعدہ) میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور اپنی داہنی انگلی، جو انگوٹھے کے نزدیک ہے، اٹھا لیتے، پس اس کے ساتھ دعا مانگ لیتے۔^⑤

① [حسن] مسند أحمد: 459/1، وسندہ حسن، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 708 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② تاہم پہلے تشهد میں درود شریف پڑھنا بھی جائز بلکہ مستحب ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تفسیر أحسن البیان، سورة الأحزاب، آیت: 56 کا حاشیہ، وصفة صلاة النبي ﷺ للالباني، ص: 45. (ع، ر) ③ [صحیح] سنن النسائي، التطبيق، باب كيف التشهد الأول؟ حدیث: 1164، وسندہ صحیح، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 720 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الوتر، باب الدعاء، حدیث: 1481، وسندہ حسن، اے ابن خزیمہ، حدیث: 710، 709، ابن حبان (الموارد: 510) حاکم نے: 230/1 میں اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ⑤ صحیح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة، حدیث: 580. ”پس اس کے ساتھ دعا“

نبی اکرم ﷺ دائیں ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لیتے، انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کرتے۔^(۲)

④ وائل بن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انگلی اٹھائی اور آپ اسے ہلاتے تھے۔ صرف **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہنے پر انگلی اٹھانا اور کہنے کے بعد رکھ دینا کسی روایت سے ثابت نکتے۔“ اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ فرماتے جس طرح کہ بعد میں آنے والی بات میں اس کی وضاحت اور تصریح موجود ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

240

نماز نبوی: تکبیر اوٹی سے سلام تک

نہیں ہے۔

تشہد میں شہادت کی انگلی میں تھوڑا سا خم ہونا چاہیے۔^①

قعدہ تشہد سے تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں تو اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے اٹھیں اور رفع الیدین کریں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔^②
اب آپ تیسری اور چوتھی رکعت بدستور پڑھ کر بیٹھ جائیں۔

آخری قعدہ (تشہد)

اس آخری قعدے میں رسول اللہ ﷺ یوں بیٹھتے تھے جیسا کہ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سجدہ آتا جس کے بعد سلام ہے (جب آخری رکعت کا دوسرا سجدہ کر کے فارغ ہوتے اور تشہد کے لیے بیٹھتے) تو اپنا بائیں پاؤں (دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر) نکالتے اور اپنی بائیں جانب کے کولھے پر بیٹھتے۔^③

بائیں جانب کولھے پر بیٹھنا [تَوَرُّكُ] کہلاتا ہے۔ یہ سنت ہے۔ ہر مسلمان کو آخری قعدے میں تورک ضرور کرنا چاہیے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہماری عورتیں تو آخری تشہد

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، حديث: 991، وسنده حسن، امام ابن خزيمة نے حديث: 716 میں اور ابن حبان نے الموارد، حديث: 499 میں اسے صحیح کہا ہے۔
② صحيح البخاري الأذان، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين، حديث: 739. ③ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب افتتاح الصلاة، حديث: 730، وسنده صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 491 میں اور امام نووی نے المجموع 407/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔
آخری قعدے میں دایاں پاؤں کھڑا کر کے نصب کرنا مستحب ہے۔ دیکھیے صحيح البخاري، الأذان، باب سنة الجلوس في التشهد، حديث: 828 اور کبھی کبھی اسے بچھانا بھی جائز ہے۔ دیکھیے صحيح مسلم، المساجد، باب صفة الجلوس في الصلاة، حديث: 579 (ع، ر)۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

میں تو رک کریں اور مرد اس سنت رسول ﷺ سے محروم رہیں۔
نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کو منع کیا جو تشہد کی حالت میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھا آپ نے فرمایا: ”تو اس طرح نہ بیٹھ کیونکہ (نماز میں) اس طرح بیٹھنا ان (یہودیوں) کا طریقہ ہے جنہیں عذاب دیا جاتا ہے۔“^①

جب آپ اس قعدے میں بیٹھیں تو پہلے التحیات پڑھیں جس طرح دوسری رکعت پڑھ کر آپ نے قعدے میں پڑھی تھی۔ اور رفع سبب (شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ) بھی کریں۔ التحیات ختم کر کے مندرجہ ذیل درود شریف پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَيُّ مُجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَيُّ مُجِيْدٌ

”یا الہی! رحمت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔
یا الہی! برکت فرما محمد ﷺ اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر، بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔“^②

● یہ درود بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب كراهية الاعتماد على اليد في الصلاة، حديث: 994، ومسند أحمد: 116/2، اس کی سند حسن ہے۔ ② صحيح البخاري، الأنبياء، باب: 10، حديث 3370.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَنِيدٌ مَّجِيدٌ

”اے اللہ! محمد ﷺ، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر رحمت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر رحمت فرمائی اور محمد ﷺ، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر برکت فرما جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر برکت فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔“^①

نوٹ: کسی بھی صحیح روایت میں درود شریف میں ”سیدنا“ یا ”مولانا“ کا لفظ موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو درود سکھایا تھا، جب اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں تو ہمیں بھی اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو الفاظ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں، ان کی پیروی راجح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ درود کا (مسنون) طریقہ یہ ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ کے ساتھ درود بھیجا جائے جو ”سیدنا“ کے لفظ سے خالی ہو۔

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف لائے، آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل آیا اور اس نے کہا (تیرا پروردگار فرماتا ہے) کہ اے محمد! کیا تجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہوں اور تیری امت میں سے جو شخص تجھ پر ایک بار سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس بار سلام بھیجتا ہوں۔“^②

① صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، باب: 10، حدیث: 3369، وصحیح مسلم، الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد، حدیث: 407. ② [حسن] سنن النسائي، السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي ﷺ، حدیث: 1296، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 420/2 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

نماز نبوی: بحیراوی سے سلام تک

درود کے بعد کی دعائیں

● سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (آخری قعدے میں) یوں دعا فرماتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

”یا الہی! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں موت و حیات کے فتنے سے، یا الہی! میں گناہ سے اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“^①

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”تشہد میں چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ضرور طلب کرو۔“

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ

”اے اللہ! میں، جہنم اور قبر کے عذاب سے، موت و حیات کے فتنے اور فتنہ مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“^②

نبی اکرم ﷺ یہ دعا صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس طرح سکھاتے جیسا کہ انھیں قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔^③

① صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: 832، وصحیح مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، حدیث: 589 واللفظ له. ② صحیح مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، حدیث: 588. ③ صحیح مسلم، المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، حدیث: 590.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

لہذا اسے ضرور پڑھنا چاہیے۔

- سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز میں مانگنے کے لیے مجھے (کوئی) دعا سکھائیے (کہ اسے التحیات اور درود کے بعد پڑھا کروں) تو آپ نے فرمایا: ”تم پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْنِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

”یا الہی! بلاشبہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا، پس اپنی جناب سے مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر، بے شک تو ہی بخشنے والا، مہربان ہے۔“^①

- سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے قبل یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اعْفِرْنِیْ مَا قَدْ مَتُّ وَمَا اَخْرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنْیْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

”اے اللہ! تو میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر (تمام)، گناہ معاف فرما اور جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (وہ بھی معاف فرما) تو ہی (اپنی درگاہ عزت میں) آگے کرنے والا اور (اپنی بارگاہ جلال سے) پیچھے کرنے

① صحیح البخاری، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث: 834، و صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، حدیث: 2705.

نماز نبوی: بحیرہ اولیٰ سے سلام تک

والا ہے۔ تو نبی (سچا) معبود ہے۔“^①

نماز کا اختتام

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔^②

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ دائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ اور بائیں طرف سلام پھیرتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (صرف دائیں طرف والے سلام میں وَبَرَکَاتُہُ کا اضافہ کرتے)۔^③

چند مزید احکام

- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں سانپ اور بچھو مار ڈالو۔“^④
- نماز میں بچے کو اٹھانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں نماز پڑھتے

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه باللیل، حدیث: 771.

② [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب في السلام، حدیث: 996، وهو صحيح، وجامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في التسليم في الصلاة، حدیث: 295. امام ترمذی اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ صحیح ابن حبان میں دونوں جانب کے لیے ”وَبَرَکَاتُہُ“ کا اضافہ ہے۔ ③ [حسن]

سنن أبي داود، الصلاة، باب في السلام، حدیث: 997، وسنده حسن، امام نووی نے المجموع: 479/3 میں اور حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام: 316 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، حدیث: 921، وهو صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 528 میں اسے صحیح کہا ہے۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

ہوئے دیکھا کہ ابوالعاصؓ کی بیٹی امامہ (آپ ﷺ کی نواسی) آپ کے کندھے پر تھی۔ آپ رکوع فرماتے تو امامہ کو اتار دیتے اور جب سجدے سے فارغ ہوتے تو پھر اسے اٹھا لیتے۔^①

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں ادھر ادھر دیکھنا، بندے کی نماز میں شیطان کا حصہ ہے جسے وہ اچک لیتا ہے۔“^②

● نبی اکرم ﷺ نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔^③

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو نماز میں جمائی آئے تو اسے حتی المقدور روکے کیونکہ اس وقت شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے۔“^④

● ایک روایت میں ہے: ”(جمائی کے وقت) ہا، ہا نہ کہو کیونکہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔“^⑤

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو حالت نماز میں نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جانا چاہیے ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔“^⑥

● سیدنا سائبؓ نے سیدنا معاویہؓ کے ساتھ مقصورہ میں جمعہ پڑھا۔ جب امام نے

① صحیح البخاری، الصلاة، باب إذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة، حديث: 5996 و516۔

② صحیح مسلم، المساجد، باب جواز حمل الصبيان في الصلاة، حديث: 543۔

③ صحیح البخاری، الأذان، باب الالتفات في الصلاة، حديث: 751۔ ④ صحیح البخاری،

العمل في الصلاة، باب الخصر في الصلاة، حديث: 1220، وصحیح مسلم، المساجد،

باب كراهة الاختصار في الصلاة، حديث: 545۔ ⑤ صحیح مسلم، الزهد، باب تسميت

العاطس وكراهة التثاؤب، حديث: 2995۔ ⑥ صحیح البخاری، بدء الخلق، باب صفة إبليس

وجنوده، حديث: 3289۔ ⑦ صحیح مسلم، الصلاة، باب النهي عن رفع البصر إلى السماء في

الصلاة، حديث: 429، 428۔

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

سلام پھیرا تو سیدنا سائب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آئندہ ایسا نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ نہ ملاؤ حتیٰ کہ ان کے درمیان کلام کرو یا جگہ تبدیل کرو۔“^①

● نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نماز میں انسان اپنے رب سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ اپنے سامنے اور داہنی جانب نہ تھو کے بلکہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھو کے۔“ (اور دوسرے مقام پر ہے کہ) ”یا چادر کے پلو میں تھوک کر مل دے۔“^②

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کو نماز میں اٹکھ آئے تو اسے چاہیے کہ سو جائے یہاں تک کہ نیند چلی جائے۔ جو کوئی اٹکھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو اسے (کچھ) معلوم نہیں ہوگا شاید وہ استغفار کرتے ہوئے اپنے آپ کو گالی دے۔“^③

● سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں باتیں کیا کرتے تھے، پھر ﴿وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ آیت نازل ہوئی تو ہمیں چپ چاپ رہنے کا حکم ہوا اور بات کرنا منع ہو گیا۔^⑤

● اگر کوئی شخص سلام کہے تو نمازی زبان سے کچھ کہے بغیر دائیں ہاتھ کے اشارے سے

① صحیح مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، حدیث: 883. ② صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، باب المصلي یناجي ربه عزوجل، حدیث: 531 و باب حك البزاق باليد من المسجد، حدیث: 405. ③ صحیح البخاری، الوضوء، باب الوضوء من النوم، حدیث: 212، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب أمر من نعل في صلاته، حدیث: 786. ④ البقرة 2: 238. ⑤ صحیح البخاری، العمل في الصلاة، باب ما ينهى من الكلام في الصلاة، حدیث: 1200، وصحیح مسلم، المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة، حدیث: 539.

نماز نبوی: تکبیر اولیٰ سے سلام تک

① سلام کا جواب دے گا۔

WWW.KITABOSUNNAT.COM

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب رد السلام في الصلاة، حديث : 927، وهو صحيح، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الإشارة في الصلاة، حديث : 368. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے، نیز سنن ابوداؤد میں : 925 [وہو صحیح] اور جامع ترمذی : 367 میں انکی کے ساتھ اشارے کا بیان ہے اور اسے بھی امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

سجدہ سہو کا بیان

تین یا چار رکعات کے شک پر سجدہ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى، ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيُبَيِّنْ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ، وَإِنْ كَانَ صَلَّى إِتِمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ»

”اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد کی بابت شک پڑ جائے اور اسے معلوم نہ ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو شک کو چھوڑ دے اور یقینی بات پر بنیاد رکھے، پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعات نماز پڑھی ہوگی تو یہ سجدے اس کی نماز (کی رکعات) کو جفت کر دیں گے اور اگر اس نے پوری چار رکعات نماز پڑھی ہوگی تو یہ سجدے شیطان کے لیے ذلت کا سبب ہوں گے۔“^①

جس شخص کو نماز میں یہ شک پڑ جائے کہ آیا اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو وہ اسے ایک رکعت یقین کرے۔ اور جسے یہ شک ہو کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین تو وہ اسے دو رکعت یقین کرے۔ اور جسے یہ شک ہو کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار تو وہ اسے تین

① صحیح مسلم، المساجد، باب السهو فی الصلاة والسجود له، حدیث: 571.

سجدہ سہو کا بیان

رکعات یقین کرے۔ اور پھر (آخری قعدے میں) سلام پھیرنے سے پہلے (سہو کے) دو سجدے کرے۔^①

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدے میں تشہد (درد) اور دعا پڑھنے کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدے میں جائیں۔ پھر اٹھ کر جلے میں بیٹھ کر دوسرا سجدہ کریں اور پھر اٹھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوں۔ حدیث مذکور میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کا حکم ہے۔ اس لیے سہو کے دو سجدے سلام پھیرنے سے پہلے بھی ہو سکتے ہیں۔

قعدہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ

سیدنا عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ آپ پہلی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے (قعدے میں سہو نہ بیٹھے) تو لوگ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب نماز پڑھ لی (اور آخری قعدے میں سلام پھیرنے کا وقت آیا) اور لوگ سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔^②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے ثابت ہوا کہ اس صورت میں سجدہ سہو سلام پھیرنے سے قبل کرنا چاہیے۔

① [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب فیمن یشک فی الزیادة والنقصان، حدیث: 398، وهو حدیث حسن، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء فیمن شک فی صلاته فرجع إلى یقین، حدیث: 1209. امام ترمذی نے، امام حاکم نے المستدرک: 1/235 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الأذان، باب من لم یر التشهد الأول واجبا، حدیث: 829، وصحیح مسلم، المساجد، باب السهو فی الصلاة والسجود له، حدیث: 570.

نماز سے فارغ ہو کر باتیں کر لینے کے بعد سجدہ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا اور گھر تشریف لے گئے۔ ایک صحابی سیدنا خرباق رضی اللہ عنہ اٹھ کر آپ کے پاس گئے اور آپ کے سہو کا ذکر کیا تو آپ ﷺ غصے کی حالت میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ لوگوں کے پاس پہنچ گئے اور خرباق رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق چاہی، لوگوں نے کہا کہ خرباق سچ کہتا ہے تو آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔^①

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص چار رکعت کی جگہ تین پڑھ کر سلام پھیر دے، پھر جب اسے معلوم ہو جائے کہ میں نے تین رکعات پڑھی ہیں، اپنی بھول کا علم ہونے سے پہلے، خواہ وہ گھر بھی چلا جائے اور باتیں بھی کر لے تو پھر بھی وہ صرف ایک رکعت، جو رہ گئی تھی، پڑھ کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے، اسے ساری نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اور ایک یہ امر بھی معلوم ہوا کہ نماز میں اگر سہو ارکعت رہ جائے تو وہ رکعت پڑھ کر سلام پھیرے، اس کے سجدہ سہو کرے اور پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو۔

چار کی جگہ پانچ رکعات پڑھنے پر سجدہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز (سہو) پانچ رکعات پڑھائی۔ آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز میں زیادتی ہو گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ نے ظہر کی پانچ رکعات پڑھائی ہیں تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے اور فرمایا: ”میں بھی تمہاری مانند آدمی ہوں، میں

① صحیح مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، حدیث: 574.

بھی بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو، لہذا جب بھول جاؤں تو مجھے یاد دلادیا کرو۔^① سجدہ سہو سلام سے قبل یا بعد کرنے کا ذکر تو احادیث میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ لیکن صرف ایک ہی طرف سلام پھیر کر سجدہ کرنا اور پھر التحیات پڑھ کر سلام پھیرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔ اگر مقتدی سے نماز میں کوئی بھول چوک ہو جائے اور شروع ہی سے وہ امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہے تو اس کے لیے سجدہ سہو نہیں، بلکہ اس پر امام کی اقتدا واجب ہے۔ لیکن مسبوق، یعنی جو بعد میں جماعت میں شامل ہوا ہو، وہ اپنی نماز کا فوت شدہ حصہ پورا کرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔

اسی طرح اگر کسی نے چار رکعتوں والی نماز کی آخری دو رکعتوں میں یا صرف ایک ہی

① صحیح البخاری، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، حدیث: 401، 404، وصحیح مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة، حدیث: 572. اگر اس باب میں سیدنا ذوالعیدین رضی اللہ عنہ کی حدیث (صحیح البخاری، السهو، باب يكبر في سجدة السهو، حدیث: 1229) بھی شامل کر لی جائے (جس میں دو رکعت پر سہو سلام پھیرنے اور صحابہ کے یاد دلانے پر باقی ماندہ نماز ادا کر کے سلام پھیرنے اور سلام کے بعد سجدہ سہو کا ذکر ہے) تو ان تمام روایات کا خلاصہ یہ نکلتا ہے:

● جب امام سجدہ سہو کیے بغیر سلام پھیر دے اور مقتدی اسے باقی ماندہ نماز یادلائیں تو وہ انھیں باقی ماندہ نماز پڑھائے گا اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے گا، اس کے بعد پھر سلام پھیرے گا۔
● اگر مقتدی اسے یہ یادلائیں کہ ہم نے ایک رکعت زائد پڑھ لی ہے تو ظاہر ہے کہ سلام تو پھر چکا ہے اب اس نے صرف سجدہ سہو ہی کرنا ہے۔

● اگر رکعات کی تعداد میں شک پیدا ہو جائے (یا قعدہ اولیٰ چھوٹ جائے) تو پھر سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے گا، البتہ اگر یہ شک پیدا ہو کہ میں نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو۔ دو پڑھی ہیں یا تین؟ تین پڑھی ہیں یا چار؟ تو وہ کم تعداد کو یقینی شمار کر کے نماز مکمل کرے گا اور سجدہ سہو سلام سے پہلے ہی کرے گا۔

● اگر نمازی کو کسی وجہ سے یہ احکام یاد نہ رہیں یا وہ ایسی بھول (سہو) کا شکار ہو گیا ہے جو ان احادیث میں مذکور نہیں ہے تو پھر اسے جان لینا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ نے سلام سے پہلے بھی سہو کے دو سجدے کیے ہیں اور سلام پھیرنے کے بعد بھی وہ جس صورت پر بھی عمل کرے گا جائز ہوگا، ان شاء اللہ العزیز۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

رکعت میں بھولے چوکے یا عمدہ ایک یا چند آیات یا کوئی سورت پڑھ لی تو اس کے لیے سجدہ سہو مشروع نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی آخری دو رکعات میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھ لیا کرتے تھے۔ مزید برآں آپ نے اس امیر کی تعریف فرمائی جو اپنی نماز کی تمام رکعات میں سورہ فاتحہ کے بعد ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

اگر کسی نے بھول کر رکوع یا سجدے میں قرآن کی قراءت کر دی تو اس کے لیے سجدہ سہو کرنا ضروری ہے کیونکہ رکوع اور سجدے میں قراءت قرآن جائز نہیں ہے۔^①
اور اگر رکوع میں دونوں تسبیحات پڑھیں اور سجدے میں بھی تو پھر سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم۔

① صحیح مسلم، الصلاة، باب النهي عن قراءة القرآن في الركوع والسجود، حدیث: 479.

WWW.KITABOSUNNAT.COM



● سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تمام ہونا تکبیر (اللہ اکبر کی آواز) سے پہچان لیتا تھا۔^①

یعنی نبی اکرم ﷺ فرض نماز کا سلام پھیر کر اونچی آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدیوں کو نماز سے فارغ ہوتے ہی ایک بار بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔

● سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی نماز ختم کرتے تو تین بار استغفار کرتے:

یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ کہتے، پھر (یہ) پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

”یا الہی! تو صاحب سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے۔ اے ذو الجلال والاکرام! تو بڑا ہی بابرکت ہے۔“^②

تنبیہ: دعائے رسول اکرم ﷺ میں اضافہ

جس طرح دعائے اذان میں لوگوں نے اضافہ کر رکھا ہے، اسی طرح اس دعا میں بھی

① صحیح البخاری، الأذان، باب الذکر بعد الصلاة، حدیث: 842,841، وصحیح مسلم، المساجد، باب الذکر بعد الصلاة، حدیث: 583. ② صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، وبيان صفته، حدیث: 591.

نماز کے بعد مسنون اذکار

لوگوں نے زیادتی کی ہوئی ہے۔ وہ زیادتی ملاحظہ ہو: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں۔ آگے [وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حِينَ رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخَلْنَا دَارَ السَّلَامِ] کا اضافہ کر رکھا ہے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ شروع اور اخیر میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اور درمیان میں خود اپنی طرف سے دعائیہ جملے بڑھا کر حدیث رسول ﷺ میں زیادتی کی ہوئی ہے۔ معاذ اللہ! کیا آپ یہ جملے بھول گئے تھے یا دعا ناقص چھوڑ گئے تھے جس کی تکمیل امتیوں نے کی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ان بڑھائے ہوئے جملوں میں کیا خرابی ہے ان کا ترجمہ بہت اچھا ہے، آخر دعا ہی ہے اور اللہ ہی کے آگے ہے۔ گزارش ہے کہ انسان اپنی مادری یا عربی زبان وغیرہ میں جو دعا چاہے اپنے مالک سے کرے، جو ن سے جملے چاہے دعا میں استعمال کرے، کوئی حرج نہیں۔ مگر حدیث رسول ﷺ میں اپنی طرف سے الفاظ یا جملے زیادہ کرنے ناجائز ہیں۔ ایسا کرنے سے دین کی اصل صورت قائم نہیں رہتی۔

● سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔“ میں نے کہا: میں بھی آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: ”جب تو مجھے دوست رکھتا ہے (تو میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ) ہر (فرض) نماز کے بعد یہ (ذکر) پڑھنا نہ چھوڑنا:

رَبِّ اَعِزِّيْ عَلَىٰ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

”اے میرے رب! ذکر، شکر اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر۔“^①

① [صحیح] سنن النسائي، السهو، باب نوع آخر من الدعاء، حدیث: 1304، وسنن أبي داود، الوتر، باب في الاستغفار، حدیث: 1522، وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 273/1، 273/3، 274/3 میں، امام ذہبی نے، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 751 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 2345 میں اور امام نووی نے المجموع: 486/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔

نماز کے بعد مسنون اذکار

- سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد کہتے تھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یا اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور تیری روکی ہوئی چیز کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔“^①

- سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام بھیرنے کے بعد پڑھتے تھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ الزُّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الْكِبَرُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ گناہوں سے رکنا اور عبادت پر قدرت پانا صرف اللہ کی توفیق سے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور ہم (صرف) اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ ہر نعمت کا

① صحیح البخاری، الأذان، باب الذكر بعد الصلاة، حدیث: 844، وصحیح مسلم،

المساجد باب استحباب الذكر بعد الصلاة، حدیث: 593.

نماز کے بعد مسنون اذکار

مالک وہی ہے اور سارا فضل اسی کی ملکیت ہے (فضل اور نعمتیں صرف اسی کی طرف سے ہیں)، اسی کے لیے اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں، ہم (صرف) اسی کی عبادت کرتے ہیں اگرچہ کافر برائیاں۔“^①

● رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ پکارتے تھے (انھیں پڑھتے تھے):

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ

”اے اللہ! میں بزدلی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور تنجی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے رذیل عمر (زیادہ بڑھاپے) کی طرف پھیر دیا جائے اور اسی طرح میں دنیاوی فتنوں اور عذاب قبر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں۔“^②

● سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں جو ہر (فرض) نماز کے بعد یہ پڑھے: سُبْحَانَ اللَّهِ 33 بار، الْحَمْدُ لِلَّهِ 33 بار، اللَّهُ أَكْبَرُ 33 بار۔ یہ 99 کلمات ہو گئے اور سو (100) پورا کرنے کے لیے ایک بار کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

”اللہ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ ساری تعریف اللہ کی ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

① صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبين صفته، حدیث: 594.

② صحیح البخاری، الدعوات، باب الاستعاذة من أَرْدَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، حدیث: 6374.

نماز کے بعد مسنون اذکار

اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ساری بادشاہت اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔“^①

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص فرض نماز کے بعد سُبْحَانَ اللَّهِ 33 بار، الْحَمْدُ لِلَّهِ 33 بار اور اللَّهُ أَكْبَرُ 34 بار کہے گا، وہ نامراد نہیں ہوگا۔“^②

● سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم کیا کہ میں ہر (فرض) نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔^③

معوذات (اللہ کی پناہ میں دینے والی سورتیں) سورۃ اخلاص، فلق اور الناس، یعنی قرآن مجید کی آخری تین سورتوں کو کہتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْهُ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ
كُفُوًا أَحَدٌ ۝﴾

”اللہ کے نام سے (شروع) جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“
”(اے نبی!) آپ کہہ دیجیے: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے (کسی کو) نہیں جنا اور نہ وہ (خود) جنا گیا۔ اور کوئی ایک بھی اس کا ہمسر نہیں۔“^④

① صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.....، حدیث: 597. ② صحیح مسلم، باب استحباب الذكر بعد الصلاة.....، حدیث: 596. ③ [حسن] سنن أبي داود، الوتر، باب في الاستغفار، حدیث: 1523، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/253 میں، ذہبی نے، ابن خزیمہ نے حدیث: 755 میں اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 2347 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ④ فتح الباری: 78/9، تحت الحديث: 5017. ⑤ الإخلاص 1: 4-.

نماز کے بعد مسنون اذکار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا
وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝﴾

”اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“
”کہو میں پناہ (حفاظت) مانگتا ہوں صبح کے رب کی۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔ اور اندھیری رات کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے (جادو، ٹونا کرنے، کرانے والوں کے شر سے۔) اور حاسد کے شر سے جبکہ وہ حسد کرے۔“^①

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ
الْوَسْوَاسِ الْخَاسِسِ ۝ الَّذِیْ یُوسِّسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ
الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ۝﴾

”اللہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔“
”کہو میں پناہ مانگتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے مالک کی۔ لوگوں کے (اصل) معبود کی۔ اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے جو لوگوں کے سینوں (دلوں) میں وسوسے (اور برے خیالات) ڈالتا ہے۔ خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔“^②

● سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:
”جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اسے بہشت میں داخل ہونے سے سوائے

① الفلق 1:113-5. ② الناس 1:114-6.

نماز کے بعد سنون اذکار

موت کے کوئی چیز نہیں روکتی۔^①

مطلب یہ ہے کہ آیہ الکرسی پڑھنے والا موت کے بعد سیدھا جنت میں جائے گا۔

آیہ الکرسی

﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ۚ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِى يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۗ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَلَا يُحِيطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ ۗ وَسِعَ كُرْسِيُّهٗ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۗ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۗ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ ۝﴾

’اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ وہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کون اس کے پاس (کسی کی) سفارش کر سکتا ہے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان سے پہلے گزرا اور جو کچھ ان کے بعد ہوگا اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے (معلوم نہیں کر سکتے) مگر جتنا وہ چاہتا ہے (اتنا علم جسے چاہے دے دیتا ہے۔) اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر رکھا ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکتی نہیں۔ وہ بلند وبالا، بڑی عظمتوں والا ہے۔‘^②

① [حسن] السنن الکبریٰ للنسائی، عمل الیوم واللیلة، ثواب من قرأ آیة الکرسی دبر کل صلاة: 30/6، حدیث: 9928، وسندہ حسن، امام ابن حبان نے اور منذری نے الترغیب: 453/2 میں اسے صحیح کہا ہے۔

② البقرة 2: 255. اللہ جو ساری کائنات کی حفاظت کر سکتا ہے، کیا وہ ایک انسان یا اس کی کار اور گھر وغیرہ کی حفاظت نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے، پھر بندہ اپنی حفاظت کے لیے جائز اسباب کے بجائے شریک طریقے کیوں اختیار کرتا ہے؟ اس مقصد کے لیے مختلف کڑے اور انگوٹھیاں کیوں پہنتا ہے؟ دھاگے کیوں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیتا ہے تو اللہ کی طرف سے اس کے لیے محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے اور طلوع فجر تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔“^①

● نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی ثابت ہے

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لِيْ عِيْصَةً وَّ اَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَهُ فِيْهَا مَعَاشِيْ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ ثِقْمَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٰى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

”اے اللہ! میرے لیے میرا وہ دین سنوار دے جسے تو نے میری حفاظت کا سبب بنایا ہے اور میری دنیا (بھی) سنوار دے جس میں تو نے میری روزی پیدا کی ہے۔ اے اللہ! میں تیری خوشنودی کے ساتھ تیرے غصے سے اور تیری معافی کے ساتھ تیرے عذاب سے پناہ کا طالب ہوں اور تیرے (کرم کے) ساتھ تیری سزا سے پناہ مانگتا ہوں جو چیز تو عطا کرے، اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو چیز تو روکے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔“^②

● رسول اکرم ﷺ یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے:

”باندھتا ہے؟ اپنی گاڑی پر جو تے یا چھتھرے کیوں لٹکاتا ہے؟ اور اللہ کے بندو! آیت الکرسی پڑھو، حفاظت میں رہو، یقیناً اللہ کی حفاظت ہی بہترین حفاظت ہے جس کا کوئی توڑ نہیں۔ (ع، ر)

① صحیح البخاری، الوکالۃ، باب إذا وكل رجلاً فترك الوكيل شيئاً، حدیث: 2311. ② [حسن] سنن النسائي، السهو، باب نوع آخر من الدعاء عند الانصراف من الصلاة، حدیث: 1347، وسنده حسن، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 541 میں اور ابن خزیمہ نے

رَبِّ اَعِزِّي وَلَا تُعِنِّ عَلَيَّ وَانْصُرْنِي وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْنِي وَلَا
تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِي وَيَسِّرْ لِي الْهُدَى وَانْصُرْنِي عَلَى مَنْ بَغَى
عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِي لَكَ مَطَوَّعًا لَكَ مُخْبِتًا، اِلَيْكَ اَوَّاهًا
مُنِيبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي وَاغْسِلْ حَوْبَتِي وَاجِبْ دَعْوَتِي
وَثَبِّتْ حُجَّتِي وَسَدِّدْ لِسَانِي وَاهْدِ قَلْبِي وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ
صَدْرِي

”اے میرے رب! تو میری مدد کر اور میرے خلاف مدد نہ کر۔ مجھے غالب کر اور
(کسی کو) مجھ پر غالب نہ کر۔ مجھے تدبیر بتا اور (میرے دشمنوں کو) میرے خلاف
تدبیر نہ بتا۔ مجھے ہدایت دے اور ہدایت میرے لیے آسان کر اور میرے اوپر ظلم
کرنے والوں کے خلاف میری مدد کر۔ اے میرے رب! مجھے اپنا شکر کرنے والا،
اپنا ذکر کرنے والا، اپنے سے ڈرنے والا، اپنا حکم ماننے والا، اپنے سامنے گڑگڑانے
والا اور اپنی طرف عاجزی سے رجوع کرنے والا بنا دے۔ اے میرے رب!
میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھو ڈال، میری دعا قبول کر، میری دلیل ثابت
رکھ، میری زبان سیدھی کر، میرے دل کو ہدایت سے نواز اور میرے سینے سے
کینہ نکال دے۔“^①

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے ثبوت میں کوئی مقبول حدیث نہیں ہے۔ نہایت تعجب کی

”حدیث: 745 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ① [صحیح] جامع الترمذی، الدعوات، باب: رب
أعني ولا تعن علي، حدیث: 3551، وسنده صحيح، وسنن ابن ماجه، الدعاء، باب دعاء
رسول الله ﷺ، حدیث: 3830، وسنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل إذا سلم؟“

نماز کے بعد مسنون اذکار

بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے، پانچوں وقت نمازیں پڑھائیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد نے آپ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہ کرے۔ تو یہ اس کے بطلان کی واضح دلیل ہے۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کوئی انفرادی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن حجر رحمہم اللہ اور بہت سے محققین علماء نے فرض نماز کے بعد مروجہ اجتماعی دعا کا انکار کیا ہے اور اسے بدعت کہا ہے۔

اجتماعی دعا کی دلیل میں بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے:

● سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کو نامراد نہیں لوٹاتا۔^①

① اس کی سند میں اسحاق بن خالد ہے جو منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

② امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس کے ایک اور راوی) عبدالعزیز بن عبدالرحمن کی خیف سے بیان کردہ روایات جھوٹی اور من گھڑت ہوتی ہیں۔

③ خیف کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

حدیث: 1510۔ امام حاکم نے المستدرک: 1/520 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 2414 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی روایات میں «لَکَ شَکَّارًا، لَکَ دَکَّارًا، لَکَ رَهَابًا» کے الفاظ ہیں، نیز سنن ابن ماجہ میں «لَکَ مُطِيعًا» اور سنن ابوداؤد میں «إِنَّ لَکَ مُخْتًا أَوْ مُبْنِيًا» کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، تاہم یہ مکمل دعا بعینہ (مشکاة، جامع الدعاء، الفصل الثانی) میں موجود ہے۔ (ع، ر)

① [ضعیف جدًا] عمل اليوم والليلة لابن السني، حدیث: 138۔

نماز کے بعد مننون اذکار

④ علاوہ ازیں اس روایت میں اجتماعی دعا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

● (کہا جاتا ہے کہ) سیدنا یزید بن اسود عامری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کا سلام پھیرا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔

اس روایت کے متعلق مولانا عبید اللہ رحمانی مرحوم لکھتے ہیں: کتب حدیث میں سیدنا یزید بن اسود عامری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکورہ الفاظ کہ ”دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔“ سرے سے موجود ہی نہیں۔ بلکہ اصل حدیث، جس کی سند حسن ہے، کو دیکھنے سے دعا نہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے، یزید بن اسود کہتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کرنے حاضر ہوا، میں نے آپ کے ساتھ مسجد خیف میں صبح کی نماز پڑھی، جب آپ نے نماز مکمل فرمائی تو پھرے، اچانک آپ نے لوگوں کے پیچھے دو آدمی دیکھے جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا:

”انھیں میرے پاس لے آؤ۔“^①

علاوہ ازیں ان غیر ثابت الفاظ میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے۔

● عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے اور (آخر میں) اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔^②

① [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ما جاء في الرجل يصلي وحده ثم يدرك الجماعة، حدیث: 219، وسندہ حسن۔

② الأدب المفرد للبخاری، باب رفع الأيدي في الدعاء: 315/1 اس کی سند حسن لذاتہ بلکہ صحیح بخاری کی شرط پر ہے۔

نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کے بارے میں پیش کی جانے والی تقریباً تمام روایات نہ صرف سخت ضعیف ہیں بلکہ ان میں اجتماعی دعا کا ذکر تک نہیں ہے اور بعض احادیث کا موقع محل تو کچھ اور ہے مگر انھیں زبردستی زیر بحث اجتماعی دعا کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے حکیم صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب،

تاہم اس میں بھی جماعت کے بعد اجتماعی دعا کا ذکر نہیں۔^①

۱۰ ”صلاة الرسول ﷺ“ کا وہ نسخہ ملاحظہ فرمائیں جو شیخ عبدالرؤف بن عبدالحنان کی تخریج و تعلیق سے آراستہ ہے۔ (ع، ر)

① کیا فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا بدعت ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل امور قابل غور ہیں:

● ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ایک مستقل عبادت ہے جو غیر موقت ہے، یعنی کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے، البتہ جن مواقع پر اس کا اہتمام کرنا سنت سے ثابت ہے انھیں ترجیح دی جائے گی۔

● جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اپنی سہولت کے لیے اسے کسی خاص وقت میں روزانہ کرنا چاہتے ہیں تو اصولی طور پر یہ بھی جائز ہے، ارشاد نبوی ہے: ”اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر بیٹھنے کی بجائے اگرچہ تھوڑا ہو۔“ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره، حدیث: 782 لیکن کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تمام جائز اوقات چھوڑ کر صرف ایک وقت کو عمل فرض کا درجہ دے کر دوسرے مسلمانوں کو اس کا پابند بنائے کیونکہ جب شریعت نے اس وقت کو مسلمانوں پر مقرر نہیں کیا تو یہ کیوں کرے؟ مثلاً: اگر مختلف افراد روزانہ مختلف اوقات میں قرآن پاک کی مختلف سورتیں پڑھتے ہیں تو یہ جائز عمل ہوگا۔ لیکن اگر کوئی مولوی صاحب یہ دعوت دینی شروع کر دے کہ تمام اہل اسلام روزانہ نماز فجر کے بعد بیس مرتبہ سورہ قمر پڑھا کریں، اس کا اثنا ثواب ہے، پھر اس کے حلقہ اثر میں آنے والے تمام مسلمان واقعتاً سختی کے ساتھ اس کی پابندی شروع کر دیں تو ان کا یہ عمل محتاج دلیل بن جائے گا، اگر شرعی دلیل میں اس کی صراحت آجائے تو سنت ہوگا ورنہ بدعت۔

● جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اسے کسی خاص موقع پر کرنا چاہتے ہیں تو احتیاطاً یہ معلوم کر لیں کہ کہیں اس موقع کے لیے شریعت نے کوئی فرض تو مقرر نہیں کیا کیونکہ اگر اس موقع کے لیے شریعت نے کوئی فرض عائد کیا ہے تو پھر فرض ترک کر کے جائز کام میں لگے رہنا قطعاً جائز نہیں ہے، مثلاً: نماز باجماعت کھڑی ہو اور جس نے یہی نماز جماعت کے ساتھ پہلے نہیں پڑھی، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہونے کی بجائے سنتیں یا نوافل پڑھتا رہے، کوئی ورد وظیفہ، دعا یا تلاوت کرتا رہے کیونکہ ان جائز نیکیوں کو مؤخر کرنے کی گنجائش موجود ہے لیکن موقع کے فرض کو بلا وجہ مؤخر کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

● اگر اس خاص موقع کے لیے شریعت نے کوئی سنت مقرر کر رکھی ہے تو بھی جائز کام چھوڑ کر سنت کو ترجیح دی جائے گی۔ اگرچہ سنت فرض نہیں، اسے کیا جائے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر کسی وجہ سے کبھی چھوٹ جائے

نماز کے بعد مسنون اذکار

تو کوئی گناہ نہیں مگر ایک موقع کی سنت کو جب ہمیشہ ترک کیا جائے گا تو گناہ لازم آئے گا کیونکہ سنت، چھوڑنے کے لیے نہیں بلکہ اپنانے کے لیے ہوتی ہے، اسے اپنانا ہی حب رسول کا تقاضا ہے جبکہ اسے چھوڑے رکھنا اس سے بے رغبتی کی دلیل ہے اور ارشاد پاک ہے: ”جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں۔“ (صحیح البخاری، النکاح، باب الترغیب فی النکاح، حدیث: 5063) اس کی مثال فرض نماز کے بعد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اجتماعی ورد ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سب سے افضل ذکر ہے لیکن اسے کسی بھی وقت کرنا جائز ہے اور چونکہ فرض نماز کے بعد والا وقت بھی اوقات میں سے ایک وقت ہے، لہذا اگر کوئی شخص کسی فرض نماز کے بعد اپنے طور پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ دیتا ہے تو بالکل جائز ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فرض نماز کے فوراً بعد نبی اکرم ﷺ کا معمول اور سنت کچھ اور ہے تو پھر ہر فرض نماز کے بعد ہمیشہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ورد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس موقع کی سنت کو ختم کر دیا جائے کیونکہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ورد مؤخر ہو سکتا ہے لیکن نماز کے بعد والے مسنون اذکار اور دعائیں ہمیشہ مؤخر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، ویسے بھی کورس کی شکل میں بلند آواز سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے اجتماعی ورد کی پورے عہد نبوت میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

● اگر کسی موقع کی سنت کے ساتھ ایک اور سنت آئے تو دونوں سنتوں کو بجالانا درست ہوگا، مثلاً: کسی فرض نماز کی جماعت ہوئی، امام صاحب نے سلام پھیرا، امام صاحب اور مقتدی حضرات اپنے طور پر مسنون اذکار اور دعاؤں میں مصروف ہو گئے، پھر کسی واقعی حاجت مند نے امام صاحب سے بارش کے لیے یا بیمار کے لیے یا کسی دوسرے جائز مقصد کے لیے (رم بنانے کے طور پر نہیں بلکہ) خلوص نیت سے دعا کی درخواست کی تو کسی کے مطالبے پر دعا کرنا بھی سنت ہے، لہذا دعا کرنا جائز ہوگا۔

● یاد رکھیے! ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا نہ تو فرض نماز کا حصہ ہے اور نہ بعد والے مسنون اذکار کا، اس لیے اس کا دائمی اہتمام کرنا درست نہیں ہے کیونکہ: فرض نماز ایک الگ عبادت ہے اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ایک الگ عبادت ہے اور جب کسی شرعی دلیل کے بغیر: ① دو الگ الگ عبادتوں کو ایک مخصوص ترتیب کے ساتھ ہمیشہ ایک ساتھ ادا کیا جائے کہ ② دونوں ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہوں حتیٰ کہ ایک کے بغیر دوسری کو نامکمل سمجھا جانے لگے، نیز ③ ایک شرعی مسئلے کی طرح لوگوں کو اس کی دعوت، ترغیب اور تعلیم دی جائے ④ اور جو شخص ان عبادت کو آپ کے طریقے کے مطابق ادا نہ کرے، اسے منکر اور گستاخ کے القابات سے نوازا جائے تو آپ راہ سنت سے بھٹک جائیں گے کیونکہ جب مختلف عبادت کو اپنی مرضی سے یکجا کر کے ایک نیا طریقہ رائج کیا جائے تو وہ سنت نہیں رہتا، بدعت بن جاتا ہے۔

● بات اصول کی ہے جو کام نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ضروری بھی ہو اور اسے کرنے کے لیے کوئی رکاوٹ

نماز کے بعد مسنون اذکار

بھی موجود نہ ہو، پھر بھی پورے عہد نبوت میں اس کے کیے جانے کا کوئی ثبوت نہ ملے مگر ہم نہ صرف خود اسے ہمیشہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں تو وہ بلاشبہ بدعت ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہد نبوت میں فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا اہتمام کرنے میں کوئی رکاوٹ تھی؟ یقیناً نہیں تھی، پھر بھی اگر کسی فرض نماز کے بعد اس کا کبھی اہتمام نہیں کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اہتمام نہ کرنا سنت ہے کیونکہ ناممکن ہے کہ ایک چیز دین بھی ہو اور عہد نبوت میں کر سکنے کے باوجود اسے کوئی نہ کرے یا اسے کیا گیا ہو مگر مقبول احادیث کے وسیع ذخیرے میں وہ کسی کو کہیں نظر نہ آئے۔

● انسان فطراناً سہولت پسند ہے، اسے مسنون دعائیں یاد کرنا ”مگراں“ گزرتا ہے اور چونکہ اس کی مصروفیات بھی بہت زیادہ ہیں، اس لیے وہ فرض نمازوں کے بعد یکسوئی کے ساتھ پانچ، چھ منٹ نہیں نکال سکتا اور اس سنت سے پہلو بچانے کے لیے اس کا متبادل ایجاد کر لیا گیا، یعنی مولوی صاحب سلام پھیرتے ہی ہاتھ اٹھائیں، چند مسنون وغیرہ مسنون الفاظ پر مشتمل چھوٹے چھوٹے جملے بولیں اور منہ پر ہاتھ پھیر کر تمام نمازیوں کو فارغ کر دیں جس کے بعد وہ سب (مسنون اذکار پڑھے بغیر) اٹھ کھڑے ہوں۔

درحقیقت یہ دعائیں، رسم ہے جو انتہائی نیک نیتی سے ہر فرض نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے اور اس طرح غیر شعوری طور پر ایک سنت کو مٹانے کا گناہ کیا جا رہا ہے۔ افسوس کہ لوگوں کو بدعتوں پر عمل کرنے کے لیے تو بڑا وقت مل جاتا ہے مگر سنت کو اپنانے کے لیے وقت نہیں ملتا، جو شخص بدعت کی تردید کرے اسے سرے سے دعا ہی کا منکر بنا دیا جاتا ہے جبکہ سنت کا تارک، اہل السنۃ والجماعہ !!!

● فرض نمازوں کے بعد مسنون اذکار اور دعائیں چھوڑ کر ان کے متبادل لَوْ اِلَّا اللّٰهُ کے اجتماعی ورد اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنے کو اس لیے بھی رواج دیا گیا ہے کہ یہ ہمارے مسلک کی علامت اور پہچان بن جائیں۔ کیا کسی مسلک کے تحفظ کے لیے شرعی مسائل و احکام کے ساتھ اس طرح کھیلنا جائز ہے؟ اسلام کا حکم کیا ہے؟ فرقہ واریت کو مٹایا جائے یا اسے فروغ دیا جائے؟

● خلاصہ یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا فی نفسہ جائز ہے لیکن اس جائز کا کمر اذ ایک سنت سے ہو رہا ہے، لہذا اسے اپنا معمول نہیں بنانا چاہیے کیونکہ سنت رسول مقبول ﷺ ہی اس بات کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ ہر مسلمان کا معمول، مسلک اور پہچان بنے۔

لہذا ہمیں عموماً انھی اذکار اور دعاؤں پر اکتفا کرنا چاہیے جن پر ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ اکتفا کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین! (ع، ر)

سنتوں کا بیان

مؤكدہ سنتیں اور ان کی فضیلت

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ»

”جو شخص دن اور رات میں (فرضوں کے علاوہ) بارہ رکعتیں پڑھے، اس کے لیے بہشت میں گھر بنایا جاتا ہے۔ (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے: چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت اس کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔“^①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں (سنت) پڑھیں۔^②

① [صحیح] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء فیمن صلی فی یوم وليلة ثنتی عشرة رکعة من السنة، حدیث: 415، وهو حدیث صحیح، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے اور اس کی اصل صحیح مسلم حدیث: 728 میں ہے۔ ② صحیح البخاری، التہجد، باب الركعتین قبل الظهر، حدیث: 1180، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراجعة قبل الفرائض و بعدهن، حدیث: 729.

سنتوں کا بیان

معلوم ہوا کہ ظہر سے پہلے چار کی بجائے دو رکعتیں پڑھنا بھی درست ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات اور دن کی (نفل) نماز دو دو رکعت ہیں۔“^①
معلوم ہوا کہ چار رکعات سنت بھی دو، دو کر کے ادا کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

رسول اللہ ﷺ سنتیں گھر میں پڑھتے تھے

عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نفلوں کا حال دریافت کیا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر آپ نکلتے اور لوگوں کے ساتھ (ظہر کے) فرض پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعتیں نماز پڑھتے۔ آپ لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعت (سنت) پڑھتے، پھر آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے، پھر (گھر میں) داخل ہوتے اور دو رکعتیں نماز پڑھتے اور رات کو آپ ﷺ نو رکعات (تہجد کی) نماز پڑھتے، ان میں وتر بھی ہوتا تھا اور جب صبح نمودار ہوتی تو (نماز فجر سے پہلے) دو رکعتیں (سنت) پڑھتے۔^②

غیر مؤکدہ سنتیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص عصر سے پہلے چار رکعات (سنت) پڑھے، اللہ اس پر رحمت کرے۔“^③

- ① [حسن] سنن أبي داود، التطوع، باب صلاة النهار، حديث: 1295، وسنده حسن، امام ابن خزيمة نے حديث: 1210 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 636 میں اسے صحیح کہا ہے۔
- ② صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً، حديث: 730.
- ③ [حسن] سنن أبي داود، التطوع، باب الصلاة قبل العصر، حديث: 1271، وسنده حسن، وجامع الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، حديث: 430، امام ترمذی نے اور نووی نے المجموع: 8/4 میں اسے حسن جبکہ ابن خزيمة نے حديث: 1193 میں اور ابن حبان نے،

مغرب سے پہلے دو رکعتیں

رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: ”مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کرو۔“ تیسری بار فرمایا: ”جس کا دل چاہے۔“ یہ اس لیے فرمایا کہ کہیں لوگ اسے سنت مؤکدہ نہ بنالیں۔^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مدینے میں مؤذن مغرب کی اذان کہتا تو لوگ ستونوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ لوگ اس کثرت سے دو رکعتیں پڑھتے کہ مسجد میں داخل ہونے والا اجنبی یہ گمان کرتا کہ مغرب کی جماعت ہو چکی ہے۔^②

مرعہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سیدنا ابو تمیم رضی اللہ عنہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہیں؟ عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پڑھتے تھے۔ اس نے پوچھا: اب کیوں نہیں پڑھتے؟ کہنے لگے کہ مصروفیت ہے۔^③

جمعے کے بعد کی سنتیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جمعے کے بعد نماز پڑھنے لگے تو چار رکعات ادا کرے۔“^④

معلوم ہوا کہ جمعے کے بعد چار رکعات سنتیں پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی دو رکعتیں بھی پڑھ لے تو جائز ہوگا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے بعد کچھ نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر آتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔^⑤

① «الموارد، حدیث: 616 میں صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، التہجد، باب الصلاة قبل المغرب، حدیث: 1183. ③ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب، حدیث: 837. ④ صحیح البخاری، التہجد، باب الصلاة قبل المغرب، حدیث: 1184. ⑤ صحیح مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، حدیث: 881. ⑥ صحیح البخاری، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة وقبلها، حدیث: 937، وصحیح»

سنتوں کا بیان

اس سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے بعد دو رکعت سنت پڑھنا بھی درست ہے، جبکہ چار رکعت پڑھنا قولی حدیث کی وجہ سے زیادہ بہتر اور مزید فضیلت کا باعث ہے۔^①

فجر کی سنتوں کی فضیلت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو سنتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سے بہتر ہیں۔“^②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نوافل (سُنن) میں سے کسی چیز پر اتنی محافظت اور مداومت نہیں کرتے تھے جس قدر فجر کی دو سنتوں پر کرتے تھے۔^③

رسول اللہ ﷺ جب فجر کی دو سنتیں پڑھتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے تھے۔^④

فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد پڑھنے کا جواز

اگر آپ ایسے وقت مسجد میں پہنچیں کہ جماعت کھڑی ہو گئی ہو اور آپ نے سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اس وقت سنتیں مت پڑھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کی اقامت (تکبیر) ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔“^⑤

ایسی صورت میں آپ جماعت میں شامل ہو جائیں اور فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں۔

① مسلم، الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، حدیث: 882. ② ویکھیے مراعاة المفاتیح، حدیث: 1175. ③ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر.....، حدیث: 725. ④ صحيح البخاري، التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر، حدیث: 1169. و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، حدیث: (94)-(724). ⑤ صحيح البخاري، التهجد، باب الضجعة على الشق الأيمن بعد ركعتي الفجر، حدیث: 1160. و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل.....، حدیث: (122)-(736). ⑥ صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن في إقامة الصلاة.....، حدیث: 710.

سنتوں کا بیان

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو صبح کی فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ”صبح کی (فرض) نماز دو رکعتیں ہیں تم نے مزید دو رکعتیں کیسی پڑھی ہیں؟“ اس شخص نے جواب دیا۔ میں نے دو رکعتیں سنت (جو فرضوں سے پہلے ہیں) نہیں پڑھی تھیں۔ انھیں اب پڑھا ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔^①

اور آپ ﷺ کی خاموشی رضامندی کی دلیل ہے (محدثین کی اصطلاح میں یہ تقریری حدیث کہلاتی ہے)۔

ایک شخص مسجد میں آیا، رسول اللہ ﷺ صبح کے فرض پڑھ رہے تھے۔ اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعتیں سنت پڑھیں، پھر جماعت میں شامل ہو گیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”تو نے فرض نماز کسے شمار کیا جو اکیلے پڑھی تھی یا جو ہمارے ساتھ جماعت سے پڑھی ہے؟“^②

معلوم ہوا کہ فرض ہوتے وقت سنتوں کا پڑھنا درست نہیں ہے۔

نمازوں کی رکعات

- ① نماز فجر: دو فرض، اس سے پہلے دو سنتیں ہیں (کل چار رکعتیں ہوئی)۔
- ② نماز ظہر: چار فرض، اس سے پہلے چار سنتیں اور بعد میں دو سنتیں (کل دس رکعتیں ہوئی)۔
- ③ نماز عصر: چار فرض۔

① [صحیح] سنن الدارقطني، الصلاة، باب قضاء الصلاة بعد وقتها ومن دخل في صلاة فخرج..... 384,383/1، حدیث: 9، والسنن الكبرى للبيهقي، الصلاة، باب ذكر البيان أن هذا النهي مخصوص..... 456/2، حدیث: 4391، امام ابن خزيمة نے حدیث: 1116 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 624 میں، حاکم نے المستدرک: 275,274/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے، لہذا اسے منقطع کہنا غلط ہے۔ ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب كراهة الشروع في نافلة.....، حدیث: 712.

سنتوں کا بیان

- ④ نماز مغرب: تین فرض ہیں، اس کے بعد دو سنتیں (کل پانچ رکعتیں ہوئی)۔
 ⑤ نماز عشاء: چار فرض ہیں اور نماز عشاء کے بعد دو سنتیں (کل چھ رکعتیں ہوئی)۔
 نماز وتر دراصل رات کی نماز ہے جو تہجد کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے۔ جو لوگ رات کے آخری حصے میں نہ اٹھ سکتے ہوں، وہ وتر بھی نماز عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لیا کریں۔
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ»

”جسے خطرہ ہو کہ رات کے آخری حصے میں نہیں اٹھ سکے گا وہ اول شب ہی وتر پڑھ لے۔“^①

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، حدیث: 755.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

فضیلت

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 «عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ
 إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِّلْسَيِّئَاتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ»
 'تہجد ضرور پڑھا کرو کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کی روش ہے اور تمہارے لیے اپنے
 رب کے قرب کا وسیلہ، گناہوں کے مٹانے کا ذریعہ اور (مزید) گناہوں سے بچنے کا
 سبب ہے۔' ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس شخص پر اللہ کی
 رحمت ہو جو رات کو اٹھا، پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا، پھر اس نے بھی نماز
 پڑھی۔ پھر اگر بیوی (غلبہٴ نیند کے باعث) نہ جاگی تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔
 اس عورت پر بھی اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اٹھی، پھر نماز (تہجد) پڑھی اور اپنے خاوند کو
 جگایا۔ (پھر اس نے بھی نماز پڑھی) پھر اگر خاوند (غلبہٴ نیند کے باعث) نہ جاگا تو اس کے
 منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔" ②

① [حسن] صحیح ابن خزيمة، صلاة التطوع باللیل، باب التحریض علی قیام اللیل،
 حدیث: 1135، وسندہ حسن، جامع الترمذی: 3549 ب، وسندہ حسن. حافظ عراقی نے اسے
 حسن جبکہ حاکم 308/1 اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ② [حسن] سنن أبي داود، التطوع، باب قیام،

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نماز کے بعد سب نمازوں سے افضل، رات (تہجد) کی نماز ہے۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ کے ساتھ کہتا ہے کہ رات بڑی لمبی ہے تو سویا رہ، پھر اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور وہ شادمان اور پاک نفس ہو کر صبح کرتا ہے ورنہ اس کی صبح خبیثیت اور سست نفس کے ساتھ ہوتی ہے۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر رات جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے آسمان دنیا پر نزول فرما کر فرماتا ہے: ”کوئی ہے جو مجھے پکارے، میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے، میں اسے دوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے، میں اسے بخش دوں؟“^③

نبی رحمت ﷺ کا شکر کرنے کا انداز

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رات کو تہجد میں) اتنا لمبا قیام کرتے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے۔ آپ سے سوال ہوا: آپ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں۔

« اللیل، حدیث: 1308، وسندہ حسن، امام حاکم نے المستدرک: 309/1 میں، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 1148 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 646 میں، امام ذہبی اور امام نووی نے المجموع: 46/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ① صحیح مسلم، الصیام، باب فضل صوم المحرم، حدیث: 1163. ② صحیح البخاری، التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الرأس إذا لم یصل باللیل، حدیث: 1142 وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الحث علی صلاة اللیل وإن قلت، حدیث: 776. ③ صحیح البخاری، التہجد، باب الدعاء والصلاة من آخر اللیل، حدیث: 1145، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل، حدیث: 758.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

حالات کہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”کیا پھر (جب اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت کے انعام، مغفرت کی دولت اور بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے) میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔“^①

رنیند سے بیدار ہونے کی دعائیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (بستر سے تہجد کے لیے) اٹھتے تو (یہ) پڑھتے:

”اللَّهُ أَكْبَرُ“ ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ ”سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْقُدُّوسِ“ ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ“ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ
ضَيِّقِ الدُّنْيَا وَضَيِّقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ“

”اللہ سب سے بڑا ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ اپنی تعریف سمیت (ہر عیب سے) پاک ہے، میں نہایت ہی پاکیزہ بادشاہ کی پاکی بیان کرتا ہوں، میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں ہے۔ اے اللہ! میں دنیا اور روز قیامت کی تنگیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“^②

پھر کہتے:

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي“

① صحیح البخاری، التہجد، باب قیام النبی ﷺ اللیل، حدیث: 1130، وصحیح مسلم، صفات المنافقین، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، حدیث: 2819. ② [حسن] سنن أبي داود، الأدب، باب ما يقول إذا أصبح؟ حدیث: 5085، وهو حدیث حسن، مولانا عبد اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی سند صحیح ہے، دیکھیے مرعاة المفاتیح، حدیث: 1225. آپ ﷺ یہ سب دعائیں دس دس بار پڑھتے تھے۔

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

”اے اللہ! مجھے معاف فرما دے، مجھے ہدایت عطا کر، مجھے رزق دے اور عافیت سے نواز۔“

پھر وضو وغیرہ کر کے تہجد شروع کرتے۔^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو نیند سے جاگے اور کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَيَاةُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

”اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ساری بادشاہی اور اسی کے لیے ساری تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ (ہر عیب سے) پاک ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی طاقت نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق سے۔“

پھر کہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

”اے اللہ! مجھے بخش دے۔“

یا کوئی اور دعا کرے تو قبول ہوگی۔ اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو (وہ بھی) قبول کی جائے گی۔“^②

① [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يفتح به الصلاة من الدعاء، حديث: 766، و سندہ حسن امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 649 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، التہجد، باب فضل من تعار من الليل فصلى، حديث: 1154.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

رسول اللہ ﷺ تہجد کے لیے اٹھے تو آپ نے بیٹھنے کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے سورۃ آل عمران کی (درج ذیل) آخری گیارہ آیات (190-200) پڑھیں: ^①

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۖ سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تَدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْرَجْتَهُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَابٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَكَّلْنَا مَعَ الْآبَرَارِ ۝ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَتَىٰ لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ ۖ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُودُوا فِي سَبِيلِي وَقُتِلُوا وَقَاتِلُوا لَا أَكْفِرُنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دَخَلَتْهُمْ جَنَّتُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَعْزُوكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۖ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۖ ثُمَّ مَا لَهُمْ جَهَنَّمُ وَبُئْسَ الْيَهَادُ ۝ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّتُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نَزَّلْنَا مِنَ عِنْدِ اللَّهِ حَوتًا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْآبَرَارِ ۝ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ لِحُشْعَيْنِ ۖ لِلَّهِ

① صحیح البخاری، التفسیر، باب ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾، وباب ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا﴾، حدیث: 4570, 4569، صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبی ﷺ و دعائه باللیل، حدیث: (191) - 763.

لَا يَشْتَرُونَ بِأَيِّتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

”زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں، رات اور دن کے باری باری آنے میں، یقیناً ان عقل مند لوگوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (پھر بے اختیار پکار اٹھتے ہیں:) اے ہمارے پروردگار! یہ سب کچھ تو نے، باطل اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو (ہر عیب سے) پاک ہے، پس اے ہمارے رب ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے جسے آگ میں ڈالا اسے درحقیقت بڑی ذلت و رسوائی میں ڈال دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا (اور کہتا تھا) کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، سو ہم ایمان لے آئے، پس اے ہمارے خالق! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے رازق! جو وعدے تو نے اپنے رسولوں کے ذریعے ہم سے کیے ہیں، انھیں ہمارے ساتھ پورا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوائی میں نہ ڈال بے شک تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں ہے۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی (اور فرمایا:) میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع نہیں کروں گا، خواہ مرد ہو یا عورت، بعض تمھارے بعض سے ہیں، لہذا جن لوگوں نے (میری خاطر) ہجرت کی، اپنے گھروں سے نکالے گئے، میری راہ میں ستائے گئے اور (میرے لیے) لڑے اور مارے گئے، میں ان کے سب قصور معاف کر دوں گا اور

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ یہ اللہ کے ہاں ان کی جزا ہے اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔ اے نبی (ﷺ)! دنیا کے (ملکوں میں کافر لوگوں کا (عیش و عشرت سے) چلنا پھرنا تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے، پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے، ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے۔ اور اہل کتاب میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب کو بھی مانتے ہیں جو تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور اس کتاب کو بھی جو (اس سے قبل خود) ان کی طرف اتاری گئی تھی، وہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے، یہی ہیں وہ لوگ جن کا اجر ان کے رب کے پاس (محفوظ) ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔ اے ایمان والو! صبر سے کام لو، باہم صبر کی تلقین کرو اور جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“^①

تہجد کی دعائے افتتاح

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریمہ کے بعد یہ) پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيُّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَ لَكَ
الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَ لَكَ الْحَمْدُ
اَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ،

① آل عمران 3: 190-200.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ
وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ
حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ اَنْبَتُ
وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفُ عَنِّي مَا قَدْ مَنُتُ وَمَا اَخْرْتُ وَمَا
اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

”الہی! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے،
(سب کو) تو ہی قائم رکھنے والا ہے۔ تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ زمین و
آسمان اور جو کچھ ان میں ہے، (اس سب) کی بادشاہی تیرے ہی لیے ہے۔
تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو ہی روشن کرنے والا ہے زمین و آسمان کو۔
تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے۔ تو ہی بادشاہ ہے زمین و آسمان کا۔ تیرے ہی
لیے ساری تعریف ہے۔ تو حق ہے اور (دنیا و آخرت کے متعلق) تیرا وعدہ حق
ہے۔ (آخرت میں) تیری ملاقات حق ہے۔ تیرا کلام حق ہے۔ جنت حق ہے۔ جہنم
حق ہے۔ تمام انبیاء حق ہیں۔ محمد (ﷺ) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ الہی! میں
تیرے سامنے جھک گیا، میں صرف تیرے ساتھ ایمان لایا، میں نے صرف تجھی پر
بھروسہ کیا، میں نے صرف تیری طرف رجوع کیا۔ صرف تیری مدد سے (دشمنوں
سے) جھگڑتا ہوں۔ میں نے صرف تجھے اپنا حاکم مانا، سو تو میرے اگلے پیچھے اور
ظاہر و پوشیدہ اور جنھیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے (سارے کے سارے) گناہ
معاف کر دے۔ تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے ڈالنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی
(سچا) معبود نہیں ہے۔^①

① صحیح البخاری، التہجد، باب التہجد باللیل، حدیث: 1120، وصحیح مسلم، صلاة
المسافرین، باب صلاة النبی ﷺ ودعائه باللیل، حدیث: 769.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت

رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کا حسن اور طول بیان نہیں ہو سکتا۔^①

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تہجد میں قیام کیا اور اس ایک آیت کو (عجز والحاح سے بار بار) پڑھتے صبح کر دی:

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾

”اگر تو انھیں عذاب دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر انھیں معاف کر دے تو یقیناً تو غالب (اور) حکمت والا ہے“^②

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو تہجد پڑھتے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کے بعد آپ نے سورہ بقرہ پڑھی، پھر رکوع کیا اور آپ کا رکوع آپ کے قیام کی مانند تھا (قیام کی طرح رکوع بھی کافی طویل کیا)، پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور آپ کا قومہ آپ کے رکوع کی مانند تھا (رکوع کی طرح قومہ بھی کافی لمبا کیا)، پھر آپ نے سجدہ کیا اور آپ کا سجدہ آپ کے قوسے کی مانند تھا (قومہ کی طرح سجدہ بھی کافی لمبا کیا)، پھر سجدے سے سر اٹھایا اور آپ دونوں سجدوں کے درمیان (جلے میں) اپنے سجدے کی مانند بیٹھے تھے (سجدے کی طرح جلے میں بھی دیر لگائی اور خوب اطمینان کیا)۔ اس طرح آپ نے چار رکعتوں میں سورہ بقرہ، سورہ آل عمران، سورہ نساء اور سورہ مائدہ پڑھیں۔^③

سبحان اللہ! یہ تھی نبی رحمت ﷺ کی نماز تہجد۔ صرف چار رکعات میں سوا سات پارے

① صحیح البخاری، التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث: 1147.

② المائدہ 5: 118 [حسن] سنن النسائي، الافتتاح، باب تردید الآیة، حدیث: 1011، وسندہ حسن،

امام حاکم نے المستدرک: 241/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود،

الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده؟ حدیث: 874، وهو حدیث صحیح.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

پڑھے، پھر رکوع، قوے، سجدے اور جلسے کی درازی اور ان میں تسبیحات اور دعاؤں کو کثرت سے پڑھنا آپ پر ختم تھا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نفلی نماز میں شریک ہوا۔ آپ نے سورہ بقرہ شروع کی۔ میں نے سوچا کہ آپ سو آیات پڑھ کر رکوع میں جائیں گے، مگر آپ پڑھتے چلے گئے۔ میں نے خیال کیا کہ سورہ بقرہ کو ایک رکعت میں ختم کریں گے لیکن آپ پڑھتے رہے۔ آپ نے سورہ بقرہ ختم کر کے سورہ نساء شروع کر لی، پھر اسے ختم کر کے سورہ آل عمران کو پڑھنا شروع کر دیا، اسے بھی ختم کر ڈالا۔ آپ نہایت آہستگی سے پڑھتے جاتے تھے۔ جب ایسی آیت کی تلاوت کرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تَوَسُّعًا لِلَّهِ کہتے۔ اگر کچھ مانگنے کا ذکر ہوتا تو سوال کرتے، اگر پناہ مانگنے کا ذکر ہوتا تو ﴿اعُوذُ بِاللّٰهِ﴾ پڑھتے۔ سورہ آل عمران ختم کر کے آپ ﷺ نے رکوع کیا۔^①

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے ”آل عمران“ کی تلاوت ”النساء“ کے بعد کی، حالانکہ ”آل عمران“ ترتیب میں ”النساء“ سے پہلے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کہا: ”مجھے بتلایا گیا ہے کہ تم ساری رات نفل پڑھتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تمھاری آنکھ کمزور اور طبیعت سست ہو جائے گی۔ تمھاری جان اور تمھارے بال بچوں کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے روزہ رکھو اور افطار بھی کرو۔ رات کو قیام کرو اور نیند بھی۔“^②

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل، حدیث: 772. ② صحیح البخاری، التہجد، باب 20، حدیث: 1153. اس سے معلوم ہوا کہ کسی امتی کا ساری رات عبادت میں گزارنا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

نبی اکرم ﷺ تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ”ایک ماہ میں قرآن پاک ختم کر لیا کرو۔“ انھوں نے عرض کی کہ میں اس سے زیادہ تلاوت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تو بیس دن میں ختم کر لیا کرو۔“ انھوں نے کہا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو دس دنوں میں ختم کر لیا کرو۔“ انھوں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”سات دن میں ختم کر لیا کرو۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے انھیں قرآن پاک تین دن میں ختم کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا: ”قرآن پاک سے اس شخص کو پوری سمجھ حاصل نہیں ہو سکتی جو تین دن سے کم مدت میں قرآن پاک ختم کرتا ہے۔“⁽²⁾

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کے نوافل میں دو سو آیات تلاوت کرتا ہے، وہ اطاعت گزار، مخلص لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔“⁽³⁾ نبی اکرم ﷺ ساری رات نوافل نہیں پڑھتے تھے۔⁽⁴⁾

آپ ﷺ کی تین دعائیں

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ، جو بدری صحابی ہیں، ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ

① صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب فی کم یقرأ القرآن؟ حدیث: 5054، وصحیح مسلم، الصیام، باب النهی عن صوم الدھر..... حدیث: 1159. ② [صحیح] سنن أبی داود، شھر رمضان، باب فی کم یقرأ القرآن؟ حدیث: 1390، وهو حدیث صحیح، وجامع الترمذی، القراءات، باب فی کم أقرأ القرآن؟ حدیث: 2949. امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [حسن] المستدرک: 309/1، حدیث: 1161، صحیح ابن خزيمة: 1143، اس روایت کی سند حسن ہے۔ سعد بن عبد الحمید جمہور کے نزدیک موثق راوی ہے، لہذا حسن الحدیث ہے۔ ④ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة اللیل، حدیث: 746.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

تھے۔ فرماتے ہیں کہ آپ تمام رات بیدار رہے۔^① اور نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو گئی۔ جب آپ نے نماز سے سلام پھیرا تو سیدنا خباب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آج رات جس طرح آپ نے نوافل پڑھے، اس سے پہلے میں نے کبھی آپ کو اس طرح نماز ادا کرتے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: ”تم نے درست کہا۔ یہ وہ نماز تھی جس میں اللہ کے ساتھ اشتیاق بڑھایا گیا اور اس کے عذاب سے پناہ مانگی گئی، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے جن میں سے دو قبول ہوئے: ایک سوال یہ کہ اللہ میری امت کو سابقہ امتوں کی طرح تباہ و برباد نہ کرے، اسے اللہ نے قبول فرمایا۔ دوسرا سوال یہ کہ میری (ساری) امت پر (بیک وقت) دشمنوں کو غلبہ حاصل نہ ہو، یہ بھی قبول کر لیا گیا، پھر میں نے سوال کیا کہ امت محمدیہ میں اختلاف رونما نہ ہو، لیکن اسے قبول نہیں کیا گیا۔“^② رسول اللہ ﷺ رات کے نوافل میں کبھی سری (آہستہ) اور کبھی جہری (بلند آواز سے) قراءت فرماتے۔^③

① نبی اکرم ﷺ کا ساری رات نماز پڑھنے کا معمول نہیں تھا مگر کبھی کبھی ایسا بھی کر لیتے تھے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں صبح تک نماز پڑھنے کا ذکر ہے یا سنن نسائی کے حوالے سے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث صفحہ: 283 پر گزر چکی ہے کہ آپ نے ایک ہی آیت پڑھتے پڑھتے صبح کی یا رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتوں میں «أَحْيَا لَيْلَهُ» ”تمام شب عبادت کی“ (صحیح البخاری، حدیث: 2024) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے ساری رات جاگ کر عبادت کرنے کو معمول بنالینا اور اس پر پہنچتی کرنا یا اکثر ایسا کرنا خلاف سنت ہے لیکن کبھی کبھار ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ دیکھیے صفة صلاة النبي ﷺ للآلبانی، ص: 105. (ع۔ و)

② [صحیح] سنن النسائي، قیام اللیل، باب إحياء اللیل، حدیث: 1639، وسنده صحیح، وجامع الترمذی، الفتن، باب ماجاء في سؤال النبي ﷺ ثلاثا في أمته، حدیث: 2175. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 1830 میں اور امام ترمذی نے اسے حسن غریب صحیح کہا ہے۔

③ [صحیح] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في القراءة باللیل، حدیث: 449، وسنده صحیح، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في القراءة في صلاة اللیل،

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

جب آپ گھر میں نوافل ادا کرتے تو حجرے میں آپ کی قراءت سنائی دیتی تھی۔^① آپ ﷺ ایک رات باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آہستہ قراءت سے نوافل پڑھ رہے ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نوافل میں اونچی آواز سے قراءت کر رہے ہیں۔ جب وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے ابوبکر! رات میں آپ کے پاس سے گزرا، آپ پست آواز سے نوافل پڑھ رہے تھے۔“ انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جس (اللہ) سے میں سرگوشی کر رہا تھا اس تک میری آواز پہنچ رہی تھی۔ پھر آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ”رات میرا آپ کے پاس سے گزر ہوا، آپ اونچی آواز کے ساتھ نفل پڑھ رہے تھے۔“ تو انھوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں سوئے ہوؤں کو بیدار کرنا چاہتا تھا (کہ وہ بھی تہجد پڑھیں) اور شیطان کو بھگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس پر آپ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ذرا اونچی آواز سے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ذرا نیچی آواز سے پڑھنے کا حکم دیا۔^②

رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کا معمول

سیدہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی نماز شب کا معمول بیان فرماتی ہیں: رمضان ہوتا یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ (رات کی نماز بالعموم) گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (پہلے) آپ چار رکعت پڑھتے، پس ان کی خوبی اور درازی نہ پوچھو، پھر آپ چار رکعت پڑھتے، پس ان کی خوبی اور درازی (بھی) کچھ نہ پوچھو۔ پھر (آخر میں)

① حدیث: 1354. امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ سنن أبي داود، حدیث: 1437. ② [حسن] سنن أبي داود، التلوع، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، حدیث: 1327. اس کی سند حسن ہے۔ ② [حسن] سنن أبي داود، التلوع، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، حدیث: 1329، وسندہ حسن، امام ابن خزيمة نے حدیث: 1161 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 656 میں، امام حاکم نے المستدرک: 310/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

قیام اللیل کا طریقہ

Free downloading facility of Videos,Audios & Books for DAWAH purpose only, From Islamic Research Centre Rawalpindi

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

ہوئیں۔ آپ کی ہر دو رکعتیں پہلے والی دو رکعتوں سے ہلکی ہوتی تھیں۔^①
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے۔ (آخری)
 دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان (سلام پھیر کر) بات چیت بھی کرتے۔^②
 سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو اور ایک رکعت میں
 سلام سے فصل (جدائی) کرتے۔^③
 سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وتر پڑھا
 ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (انھوں نے درست کام کیا) وہ فقیہ اور صحابی ہیں۔^④
 امام مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فصل (وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر کر ایک رکعت
 الگ پڑھنے) والی احادیث زیادہ ثابت ہیں۔
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو کبھی سات، کبھی نو اور کبھی گیارہ
 رکعتیں پڑھتے تھے۔^⑤
 اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیام اللیل سات رکعات سے تیرہ رکعات
 تک فرمایا ہے۔

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ و دعائه باللیل، حدیث: 765.
 ② [صحیح] سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء فی الوتر برکعة، حدیث: 1177،
 وهو حدیث صحیح، والمصنف لابن أبي شیبہ: 291/2، حدیث: 6803. یومیری نے اسے صحیح
 کہا ہے۔ نیز دیکھیے صحیح مسلم: 736، ترقیم دارالسلام: 1718، اور صحیح ابن حبان،
 الموارد: 678. ③ [صحیح] صحیح ابن حبان [الإحسان]: 2424، دومرآنسخہ: 2433، وسندہ
 صحیح. حافظ ابن حجر نے فتح الباری: 482/2 میں اسے قوی کہا ہے، یعنی تین وتر بھی اس طرح پڑھتے کہ
 دو رکعات پڑھ کر سلام پھیرتے اور پھر اٹھ کر تیسری رکعت الگ پڑھتے۔ (ع، ر) ④ صحیح البخاری،
 فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ، حدیث: 3765، 3764. ⑤ صحیح
 البخاری، التہجد، باب کیف صلاة النبي ﷺ.....؟ حدیث: 1139.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

پانچ، تین اور ایک وتر

سیدنا ابوالیوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وتر ہر مسلمان پر حق ہے، لہذا جو شخص پانچ رکعات وتر پڑھنا چاہے تو (پانچ رکعات) پڑھے اور جو کوئی تین رکعات وتر پڑھنا چاہے تو (تین رکعات) پڑھے اور جو کوئی ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے تو (ایک رکعت وتر) پڑھے۔“^①

رسول اللہ ﷺ رات کو (کل) تیرہ رکعات پڑھتے اور ان میں پانچ رکعات وتر پڑھتے تھے (اور ان پانچ وتروں میں) کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے مگر آخر میں۔^②
معلوم ہوا کہ وتروں کی پانچوں رکعتوں کے درمیان تشہد کے لیے کہیں نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ پانچوں رکعتیں پڑھ کر قعدہ میں التیحات، درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔

تین وتروں کی قراءت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت وتر میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَٰ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔^③

① [صحیح] سنن أبي داود، الوتر، باب كم الوتر؟ حديث: 1422، وسنده صحيح، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الوتر بثلاث وخمس و سبع و تسع، حديث: 1190. امام حاکم نے المستدرک 1/302، 303 میں، ذہبی نے اور ابن حبان نے الموارد، حديث: 670 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل.....، حديث: 737. یعنی انہی تیرہ رکعات میں پانچ رکعات وتر بھی شامل ہوتے۔ (ع، ر) ③ [حسن] السنن الكبرى للبيهقي: 38/3، الصلاة، باب ما يقرأ في الوتر بعد الفاتحة؟ حديث: 4856. امام حاکم نے المستدرک 1/305، 520 میں، ذہبی نے اور ابن حبان نے الموارد، حديث: 675 [وسنده حسن] میں اسے صحیح کہا ہے۔

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں۔“^①
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین وتر نہ پڑھو۔ پانچ یا سات وتر پڑھو اور مغرب کی مشابہت نہ کرو۔“^②

معلوم ہوا کہ وتر میں نماز مغرب کی مشابہت نہیں ہونی چاہیے۔^③
 نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”رات کو اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔“^④
 اور فرمایا: ”وتر آخرات میں ایک رکعت ہے۔“^⑤
 نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص آخرات میں نہ اٹھ سکے تو وہ اول شب وتر پڑھ لے اور جو آخرات اٹھ سکے، وہ آخرات وتر پڑھے کیونکہ آخرات کی نماز افضل ہے۔“^⑥
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اول رات، رات کے وسط اور پچھلی رات، یعنی رات کے ہر حصے میں وتر پڑھے۔^⑦

① [صحیح] سنن أبي داود، الوتر، باب في نقص الوتر، حديث: 1439، امام ابن خزيمة نے حدیث: 1101 میں اور امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 671 میں اسے صحیح اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری 481/2 میں حسن کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن الدارقطني، الوتر، باب لا تشبهوا الوتر بصلاة المغرب: 27، 25/2، حدیث: 21، وسنده صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 304/1 میں، ذہبی نے اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 680 میں اسے صحیح کہا ہے۔

③ گویا تین وتر پڑھنے ہوں تو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ یا پھر دو تشہد اور دو سلام کے ساتھ پڑھے جائیں۔ ان دونوں طریقوں میں مغرب کی نماز سے مشابہت نہیں ہوتی۔ (ع، ر)

④ صحیح البخاری، الصلاة، باب الحلق والجلوس في المسجد، حدیث: 472، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل، حدیث: 751۔ ⑤ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، حدیث: 752۔ ⑥ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب من خاف أن لا يقوم من آخر الليل فليوتر أوله، حدیث: 755۔ ⑦ صحیح البخاری، الوتر، باب ساعات الوتر، حدیث: 996، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ، حدیث: 745۔

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے مومنوں کی ماں! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں بتلائیں تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں آپ ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتی۔ پھر جب اللہ چاہتا آپ کو رات کے وقت اٹھاتا تو آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور نو رکعات نماز (وتر) پڑھتے (سات رکعتوں میں ”التحیات“ نہ بیٹھتے بلکہ) آٹھویں رکعت کے بعد قعدے میں بیٹھتے، پس اللہ کو یاد کرتے، اس کی تعریف کرتے اور دعا مانگتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے، پھر نویں رکعت پڑھتے اور (اس کے بعد آخری قعدے میں) بیٹھ جاتے اور اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا مانگتے، پھر سلام پھیرتے اور ہم کو سلام کی آواز سناتے، پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ یوں آپ گیارہ رکعات ادا فرماتے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بیشا! جب رسول اللہ ﷺ بڑی عمر کو پہنچے اور جسم بھاری ہو گیا تو آپ سات رکعات وتر پڑھتے تھے اور بعد میں دو رکعتیں بھی پڑھتے، یوں نو رکعات ہو جاتیں۔ آپ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اپنی نماز پر ہمیشگی کریں۔ جب نیند یا بیماری کا غلبہ ہوتا اور رات کو قیام نہ کر سکتے تو دن میں بارہ رکعات نفل پڑھتے اور میں نہیں جانتی کہ آپ نے ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا ساری رات نماز پڑھی ہو یا رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہوں۔^①

اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے (ایک سلام کے ساتھ) نو وتر پڑھے اور سات بھی۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ آپ ہر دو رکعتوں کے

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض، حدیث: 746۔ آٹھ رکعات پڑھنے کے بعد بیٹھ کر تشہد، درود پڑھنے اور دعا مانگنے کے بعد سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے، یعنی قعدہ اولیٰ میں تشہد، درود اور دعا کے بعد کھڑے ہوتے تھے۔ دیکھیے سنن النسائي، قیام اللیل، باب کیف الوتر بتسع؟ حدیث: 1721۔ (ع۔و)

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

بعد التیمات نہیں بیٹھتے تھے بلکہ صرف آٹھویں رکعت میں تشہد پڑھتے اور سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور پھر آخری طاق رکعت کے آخر میں حسب معمول تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے۔

روتروں کے سلام کے بعد کی دعا

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روتروں سے سلام پھیر کر تین بار یہ پڑھتے اور آخری دفعہ آواز کو بھی بلند فرماتے:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

”پاک ہے بادشاہ، نہایت پاک۔“^①

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”اگر کوئی شخص وتر پڑھنے سے سویا رہے (پچھلی رات اٹھ نہ سکے) یا وتر پڑھنا بھول جائے تو اسے جب یاد آئے وہ وتر پڑھ لے۔“^②

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ پڑھنے سے سویا رہا (اور اٹھ نہ سکا)، پھر اسے نماز فجر سے ظہر کے درمیان ادا کر لیا تو اسے رات ہی کے وقت ادا کرنے کا ثواب مل گیا۔“^③

ہمیں اپنا وظیفہ پورا کرنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے، خواہ تھوڑا ہی ہو۔“^④

① [صحیح] سنن أبی داود، الوتر، باب فی الدعاء بعد الوتر، حدیث: 1430، وهو حدیث صحیح، و سنن النسائي، قیام اللیل، باب ذکر الاختلاف علی شعبۃ فیہ، حدیث: 1733. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 677 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② [صحیح] سنن أبی داود، الوتر، باب فی الدعاء بعد الوتر، حدیث: 1431، وسندہ صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 302/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب جامع صلاة اللیل ومن نام عنه أو مرض، حدیث: 747. ④ صحیح البخاری، الرقاق، باب القصد،

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ”اے عبداللہ! تو فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کا قیام کرتا تھا، پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔“^①

دعائے قنوت

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ»

”رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔“^②
 وتر میں رکوع کے بعد قنوت کی تمام روایات ضعیف ہیں اور جو روایات صحیح ہیں، ان میں صراحت نہیں کہ آپ ﷺ کا رکوع کے بعد والا قنوت، قنوت وتر تھا یا قنوت نازلہ، لہذا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وتر میں قنوت، رکوع سے قبل کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے اندر دو ستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی رسی دیکھی تو پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ لوگوں نے کہا: یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے وہ (رات کو نفل) نماز پڑھتی رہتی ہیں، پھر جب سست ہو جاتی ہیں یا تھک جاتی ہیں تو اس رسی کو پکڑ لیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے کھول دو، ہر شخص اپنی نشاط اور چستی کے موافق نماز پڑھے، پھر جب سست ہو جائے یا تھک جائے تو آرام کرے۔“^③

«والمداومة على العمل، حديث: 6465, 6464، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره.....، حديث: 782. ① صحيح البخاري، التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه، حديث: 1152. ② [صحيح] سنن النسائي، قيام الليل، باب ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين.....، حديث: 1700، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في القنوت قبل الركوع وبعده، حديث: 1182، وهو حديث صحيح، اے ابن السکن نے صحیح کہا ہے۔ ③ صحيح البخاري، التهجد، باب ما يكره من التشديد في العبادة، حديث: 1150، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من»

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اتنا عمل اختیار کرو جس قدر تمہیں طاقت ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا لیکن تم عمل کرنے سے تھک جاؤ گے۔“^①

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تاکہ میں انہیں قنوت وتر میں کہوں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِىْ سَبِيْلِ هَدٰىتٍ وَ عَافِيٍّ فِىْ سَبِيْلِ عَافِيَةٍ وَ تَوَكَّلْنِيْ فِىْ سَبِيْلِ تَوَكُّلٍتٍ وَ بَارِكْ لِيْ فِىْ مَا اَعْطَيْتَ وَ قِنِّ شَرَّ مَا كَسَبْتُ وَ اَلَاكَ تَقْضٰى وَ لَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِلَّا لَآ يَذٰلُ مِنْ وَّ اَلَيْتَ (وَلَا يَعْزُ مِنْ عَادِيَتٍ) تَبَارَكَتْ رَّبَّنَا وَ تَعَالٰىتْ

”اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے رشد و ہدایت سے نوازا ہے اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت بخشی ہے اور جن لوگوں کو تو نے اپنا دوست بنایا ہے، ان میں مجھے بھی شامل کر کے اپنا دوست بنا لے۔ جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے، اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور جس شر و برائی کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے، اس سے مجھے محفوظ رکھ۔ یقیناً تو ہی فیصلہ صادر فرماتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جاسکتا اور جس کا تو والی بنا، وہ کبھی ذلیل و خوار اور رسوا نہیں ہو سکتا اور وہ شخص عزت نہیں پاسکتا جسے تو دشمن کہے، ہمارے پروردگار! تو (بڑا) ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے۔“^②

”قیام اللیل وغیرہ، حدیث: 784. ① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قیام اللیل وغیرہ، حدیث: 785. ② [صحیح] سنن أبي داود، الوتر، باب القنوت في الوتر، حدیث: 1425، 1426، وهو حديث صحيح، وجامع الترمذی، الوتر، ماجاء في القنوت في الوتر، حدیث: 464. امام ترمذی نے اسے حسن اور امام ابن خزيمة نے حدیث: 1095

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

تنبیہات

- دعائے قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے بارے میں کوئی مرفوع روایت نہیں ہے، البتہ مصنف ابن ابی شیبہ (101/2) فی رفع الیدین فی قنوت الوتر میں بعض آثار ملتے ہیں۔ (اس لیے ہاتھ اٹھا کر یا ہاتھ اٹھائے بغیر، دونوں طریقوں سے قنوت وتر کی دعا پڑھنا صحیح ہے۔) ^①
- رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ کے بعد «نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوبُ إِلَيْكَ» کے الفاظ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں موجود نہیں ہیں بلکہ یہ بعض علماء کی طرف سے اضافہ ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کہا، یہ سن کر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ کہہ سکتا ہوں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر ہمیں یہ تعلیم نہیں دی بلکہ یہ فرمایا ہے: ”چھینک آنے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ پڑھا جائے۔“ ^②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ»

”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات شامل کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔“ ^③

معلوم ہوا کہ مسنون اذکار اور دعاؤں میں اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی نہیں

۹۹ میں صحیح کہا ہے۔ ① بعض ائمہ کے اقوال کے لیے دیکھیے تحفة الأحوذی: 486/2. ② [حسن] جامع الترمذی، الأدب، باب ما یقول العاطس إذا عطس؟ حدیث: 2738، وسندہ حسن، امام حاکم نے المستدرک: 266، 265/4 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، حدیث: 2697، وصحیح مسلم، الأقضية، باب نقض الأحکام الباطلة ورد محدثات الأمور، حدیث: 1718. نیز دیکھیے جزء لوین: 71 بلفظ «من أحدث فی دیننا ما لیس فیہ فهو رد» وسندہ صحیح.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

کرنی چاہیے۔

صحیح ابن خزمیہ (حدیث: 1100) میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان میں قیام اللیل کراتے اور قنوت میں نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے تھے۔ لہذا قنوت وتر کے آخر میں صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ پڑھنا درست ہے۔

قنوت نازلہ

کفار کے ساتھ جنگ، مسلمانوں پر آمدہ مصیبت اور غلبہ کفار کے وقت دعائے قنوت پڑھنی چاہیے۔ اسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں (رکوع کے بعد) قنوت کرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلْفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ، وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَاَصْرِهُمْ عَلٰی عَدُوْكَ وَعَدُوْهُمْ، اَللّٰهُمَّ اِنْعَنْ كُفْرَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيَكْذِبُوْنَ رُسْلَكَ وَيَقْتُلُوْنَ اَوْلِيَآءَكَ، اَللّٰهُمَّ خَالَفَ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلَزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بِأَسَاكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمَجْرُمِيْنَ

”اے اللہ! ہمیں اور تمام مومن مردوں، مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے اور ان کے دلوں میں الفت ڈال دے۔ ان کی باہمی اصلاح فرما دے۔ اپنے اور ان کے دشمنوں پر ان کی مدد فرما۔ الہی! اہل کتاب کے کافروں پر اپنی لعنت فرما جو تیری راہ سے روکتے، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں۔ الہی! ان کے درمیان پھوٹ ڈال دے، ان کے قدم ڈمگادے اور ان پر اپنا وہ عذاب اتار جسے تو مجرم قوم سے نہیں ٹالا کرتا۔“^①

① [صحیح] السنن الکبریٰ للبیہقی، الصلاة، باب دعاء القنوت: 210/2، حدیث: ۴۴

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

رسول اللہ ﷺ جب کافروں پر بددعا یا مسلمانوں کے لیے نیک دعا کا ارادہ فرماتے تو آخری رکعت کے رکوع کے بعد سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد اونچی آواز سے دعا فرماتے۔^①

(قنوت نازلہ میں) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔^②
رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ تک پانچوں نمازوں میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے آمین کہتے تھے۔^③

قیام رمضان

رسول اللہ ﷺ لازمی حکم دیے بغیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قیام رمضان کی رغبت دلاتے اور فرماتے تھے:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»

”جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیے جاتے ہیں۔“^④

3143. امام بیہقی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس کی سند قوی ہے کیونکہ ابن جریج کی عطاء بن ابی رباح سے روایت قوی ہوتی ہے۔^① صحیح البخاری، التفسیر، باب ﴿كَيْفَ لَكَ مِنَ الْكُفْرِ شَيْءٌ﴾، حدیث: 4560، 4559، وصحیح مسلم، المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات، حدیث: 675. ^② [صحیح] مسند أحمد: 137/3، حدیث: 12402. یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔^③ [حسن] سنن أبی داود، الوتر، باب القنوت فی الصلاة حدیث: 1443. امام حاکم نے المستدرک: 226، 225/1 میں، حافظ ذہبی نے اور امام ابن خزیمہ نے حدیث: 618 میں اسے صحیح کہا ہے۔ اس روایت کی سند حسن ہے۔ یزید بن ہلال بن خیاب سے اس کے اختلاط سے پہلے سنا ہے۔^④ صحیح البخاری، صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: 2009، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، حدیث: 759.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

رسول اللہ ﷺ نے تین راتیں باجماعت قیام رمضان کیا

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (رمضان المبارک کے) روزے رکھے (شروع میں)، آپ نے ہمارے ساتھ مہینے میں سے کچھ بھی قیام نہ کیا یہاں تک کہ 23 ویں رات کو آپ نے ہمیں قیام رمضان کرایا، پھر آپ نے 24 ویں رات چھوڑ کر 25 ویں رات کو، پھر 26 ویں رات کو چھوڑ کر 27 ویں شب کو اپنے اہل خانہ اور اپنی عورتوں کو اور سب لوگوں کو جمع کر کے قیام کیا۔ اور فرمایا: ”جو شخص امام کے ساتھ نماز عشاء ادا کرتا ہے، اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔“^①

آپ ﷺ نے (تین رات کے بعد) فرمایا: ”میں نے دیکھا ہے کہ تمہارا معمول برابر قائم ہے تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں تم پر (یہ نماز) فرض نہ کر دی جائے (اس لیے میں گھر سے نہیں نکلا) چنانچہ تم اپنے اپنے گھروں میں (رمضان کی راتوں کا) قیام کرو۔ آدمی کی نفل نماز گھر میں افضل ہوتی ہے۔“^②

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہی امام کے پیچھے باجماعت قیام رمضان (دوبارہ) شروع کرایا مگر یہ بھی فرمایا: رات کا آخری حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں، رات کے ابتدائی حصے سے جس میں لوگ قیام کرتے ہیں، بہتر ہے۔^③

رسول اللہ ﷺ نے تین شب قیام رمضان کرا کے لوگوں سے فرمایا: ”تم اپنے گھروں

① [صحیح] سنن أبي داود، شهر رمضان، باب في قيام شهر رمضان، حديث: 1375، وسنده صحيح، وجامع الترمذي، الصوم، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، حديث: 806. امام ترمذی نے، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 919 میں اور امام ابن خزيمہ نے حديث: 2206 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح البخاري، الأذان، باب صلاة الليل، حديث: 731، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازا في المسجد، حديث: 781. ③ صحيح البخاري، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، حديث: 2010.

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

میں پڑھا کرو۔“ امام زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی اسی پر عمل ہوتا رہا، (پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک امام کے پیچھے پڑھنے کا طریقہ جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت تھا اور بوجہ خوفِ فرضیت آپ ﷺ نے مکمل رمضان اختیار نہیں فرمایا تھا، پھر سے جاری فرمایا۔) ^①

رمضان میں تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے

رسول اللہ ﷺ نے 27 ویں رمضان المبارک کو اتنا لمبا قیام کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

① صحیح البخاری، صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، حدیث: 2009، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراويح، حدیث: (174)۔ 759۔ اس طریقے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد ساری امت کا عمل رہا اور جس چیز کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجموعی تائید حاصل ہو جائے، وہ بدعت نہیں ہوا کرتی، نیز اجماع امت کی وجہ سے بھی یہ بدعت نہیں ہے، ویسے بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی سنت اختیار کرنے کا حکم خود نبی اکرم ﷺ فرما گئے تھے: سنن أبی داود، السنة، باب فی لزوم السنة، حدیث: 4607، و سندھ صحیح، و جامع الترمذی، العلم، باب ماجاء فی الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، حدیث: 2676۔ لہذا جب کسی خلیفہ راشد کی سنت کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبول کر لیں تو وہ باقی امت کے لیے حجت بن جاتی ہے۔ اس لحاظ سے پورے رمضان میں قیام اللیل کا باجماعت اہتمام بدعت نہیں ہے۔ دراصل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جو بدعت کہا ہے تو اس سے مراد بدعت کا لغوی معنی ہے۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ اپنی بدعات کو جائز ثابت کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بدعتی ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین! نیز بدعت وہ کام ہوتا ہے جس کی اصل اور دلیل سنت رسول اللہ ﷺ میں موجود نہ ہو جبکہ تراویح باجماعت کی دلیل سنت میں موجود ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ آپ نے پورے مہینے میں اسے باجماعت ادا نہیں کیا تو اس میں آپ کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں اسے فرض نہ قرار دے دیا جائے، اور اب یہ خطرہ آپ کی وفات کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہے، اس لیے پورا مہینہ تراویح باجماعت کا اہتمام بلاشبہ مشروع ہے۔ (ع، ر)

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں سحری فوت نہ ہو جائے۔^①

معلوم ہوا کہ ماہ رمضان میں تہجد اور قیام رمضان الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی نماز ہے۔ سرے سے منقول ہی نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان المبارک کی کسی رات کو تہجد اور قیام رمضان کا الگ الگ اہتمام کیا ہو۔

قیام رمضان: گیارہ رکعات

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی رات والی نماز کیسی تھی؟ سیدہ صدیقہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (بالعموم) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔^②

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعات قیام رمضان کرایا، پھر وتر پڑھائے۔^③

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین رات جو نماز پڑھائی تھی، وہ گیارہ رکعات ہی تھیں۔

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور

① [صحیح] جامع الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی قیام شهر رمضان، حدیث: 806، و سندہ صحیح، و سنن أبی داود، شهر رمضان، باب فی قیام شهر رمضان، حدیث: 1375، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، التہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث: 1147، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل و عدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، حدیث: 738. ③ [حسن] صحیح ابن خزيمة، ذکر الوتر، باب ذکر دلیل بأن الوتر لیس بفرض، حدیث: 1070، و مسند أبی یعلیٰ، حدیث: 1802، امام ابن خزيمة نے اور ابن حبان نے الموارد، حدیث: 920 میں اسے صحیح کہا ہے۔ عیسیٰ بن جاریہ جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہیں، لہذا یہ سند حسن لذاتہ ہے۔

تہجد، قیام اللیل، قیام رمضان اور وتر

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات قیام رمضان پڑھائیں۔^①
 ثابت ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے کے قاریوں کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم
 دیا تھا۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی بن ابوطالب، سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے 20 رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سند اضعیف ہیں۔

سحری اور نماز فجر کا درمیانی وقفہ

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
 «أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ
 بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدَرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ، يَعْنِي آيَةً»
 ”انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی، پھر نماز فجر کے لیے کھڑے ہو
 گئے (اور نماز پڑھی)۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ دونوں (سحری
 اور نماز) میں کتنا وقفہ تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ (سحری سے فراغت اور نماز میں
 داخل ہونے کا وقفہ) اتنا تھا جتنی دیر میں کوئی شخص قرآن حکیم کی پچاس یا ساٹھ
 آیتیں پڑھ لیتا ہے۔“^②

① [صحیح] الموطأ للإمام مالك، الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قیام رمضان، حدیث:

256. ضیاء المقدسی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، باب وقت

الفجر، حدیث: 575.

نمازِ سفر

سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی چار چار فرض رکعتوں کو دو دو پڑھنا قصر (کم کرنا) کہلاتا ہے۔ فجر اور مغرب میں قصر نہیں ہے۔ جو شخص ارادہ سفر کے ساتھ اپنے گھر سے چلے اور اپنی آبادی سے نکل جائے تو وہ از روئے شریعت مسافر ہے اور اپنی فرض نماز میں قصر کر سکتا ہے۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ»

”رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔“^①

ذو الحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین (شرعی) میل کے فاصلے پر ہے۔ نبی اکرم ﷺ مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو ذو الحلیفہ پہنچ کر نماز عصر کا وقت ہو گیا، تو آپ نے وہاں عصر میں قصر کر لی۔

رسول اللہ ﷺ جب تین (شرعی) میل یا تین فرسنگ کی مسافت پر نکلتے تو نماز دو رکعتیں پڑھتے۔^②

① صحیح البخاری، التقصیر، باب يقصر إذا خرج من موضعه، حدیث: 1089 و 1546، 1547،
 وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، حدیث: 690
 واللفظ له. ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها،
 حدیث: 691.

اس حدیث میں راوی حدیث شعبہ نے پوری ایمانداری سے کام لیتے ہوئے تین میل یا تین فرسنگ کہا ہے، یعنی اسے شک ہے کہ اس کے استاذ نے تین میل یا تین فرسنگ (نو میل) کا بتایا ہے۔ پس مسافر کو چاہیے کہ احتیاطاً نو میل پر قصر کر لے۔ (اپنی آبادی کی حدود سے نکلنے کے بعد) اگر منزل مقصود نو (9) میل یا اس سے زیادہ مسافت پر واقع ہو تو مسافر قصر کر سکتا ہے۔^①

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ، ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ سفر میں رہا، یہ سب (چار کی بجائے) دو رکعتیں ہی پڑھا کرتے تھے۔^② سیدنا یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾

”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر ادا کرو اگر تمہیں ڈر ہو کہ کا فر حملہ کر کے تمہیں فتنے میں ڈال دیں گے۔“^③

آج ہم امن میں ہیں، نماز قصر کیوں کریں؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے بھی یہی تعجب تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”(امن کی حالت میں قصر کی اجازت دینا) اللہ کا تم پر احسان ہے اسے قبول کرو۔“^④

سیدنا حارث بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں منیٰ میں قصر نماز پڑھائی، حالانکہ ہم تعداد میں بہت زیادہ اور نہایت امن کی حالت میں تھے۔^⑤

① شرعی 9 میل تقریباً ساڑھے 22 کلومیٹر بنتے ہیں۔

② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين و قصرها، حدیث: 689.

③ النساء 101:4. ④ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها،

حدیث: 686. ⑤ صحیح البخاری، التقصیر، باب الصلاة بمنیٰ، حدیث: 1083 و 1656،

قصر کی حد

اگر کوئی مسافر کسی علاقے میں متردد ٹھہرے کہ آج جاؤں گا یا کل تو نماز قصر کرتا رہے، خواہ کئی مہینے لگ جائیں۔

ابو جمرہ نصر بن عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ ہم غزوے کی غرض سے خراسان میں طویل قیام کرتے ہیں، کیا ہم پوری نماز پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: دو رکعتیں ہی پڑھا کرو، خواہ تمہیں (کسی جگہ متردد مسافر کی حیثیت سے) ^① دس سال قیام کرنا پڑے۔

اگر انیس دن تک ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو نماز میں قصر کرے۔ اور اگر انیس روز سے زائد ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پھر (پہلے ہی روز سے) نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ ^②

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں) 19 دن قیام کیا اور قصر کرتے رہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر سفر میں کہیں 19 دن اقامت کریں، ہم قصر کریں گے اور اگر انیس دن سے زیادہ اقامت کریں گے تو پوری نماز پڑھیں گے۔ ^③

« وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب قصر الصلاة بمنى، حديث : 696. ① المصنف لابن أبي شيبة: 210/2، حديث: 8202. دوسرا نسخہ، ج: 2/454، 453، وسندہ صحيح.

② اس کی بابت اختلاف ہے۔ ایک مسلک تو یہی ہے جس کا اظہار اس کتاب میں کیا گیا ہے کہ مسافر 19 روز تک قصر کر سکتا ہے۔ دوسرا مسلک 14 دن کا اور تیسرا مسلک 3 دن کا ہے۔ اسی طرح آخری مسلک کو علمائے اہل حدیث کی اکثریت نے رائج قرار دیا اور اختیار کیا ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: "إنحاف الكرام شرح بلوغ المرام، الصلاة، باب صلاة المسافرين والمريض، احادیث نمبر عربی ایڈیشن: 425، 421 / اردو ایڈیشن 346، 344. (ع، ر) اس مسئلے میں پہلا مسلک ہی رائج ہے۔ دیکھیے میری کتاب ہدیۃ المسلمین، ص 78، حدیث: 32. ③ صحيح البخاري، التقصير، باب ماجاء في التقصير وكف يقيم حتى»

نماز سفر

سفر میں اذان اور جماعت

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو آدمی (میں اور میرا چچا زاد بھائی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”جب تم سفر پر جاؤ تو اذان اور اقامت کہو، پھر تم میں جو بڑا ہو، وہ امامت کرائے۔“^①

سفر میں دو نمازیں جمع کرنا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔^②

ایک نماز کے وقت میں دوسری کو ملا کر پڑھنا ”جمع“ کہلاتا ہے۔ جمع کی دو صورتیں ہیں: جمع تقدیم: ظہر کے وقت نمازِ ظہر کے ساتھ نمازِ عصر اور مغرب کے وقت نمازِ مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنا۔

جمع تاخیر: عصر کے وقت نمازِ عصر کے ساتھ نمازِ ظہر اور عشاء کے وقت نمازِ عشاء کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنا۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے وقت میں نمازِ عصر کے ساتھ جمع فرما لیتے اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر کو اسی وقت، یعنی ظہر کے وقت میں ادا فرماتے۔ اسی طرح اگر سورج غروب ہونے سے پہلے سفر شروع کرتے

۱۱ بقصر؟ حدیث: 1080. ① صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة والإقامة، حدیث: 630. ② صحیح البخاری، التخصیر، باب الجمع في السفر بين المغرب والعشاء، حدیث: 1107، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، حدیث: (51)-705.

نماز سفر

تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے وقت میں نمازِ عشاء کے ساتھ پڑھ لیتے اور اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر شروع کرتے تو نمازِ مغرب اور عشاء کو اسی (مغرب کے) وقت پڑھ لیتے۔^①

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث کی تائید سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ہوتی ہے جسے بیہقی نے روایت کیا اور اسے صحیح کہا ہے۔^② مزید اس بارے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایات مروی ہیں۔^③

سفر میں سنتیں معاف ہیں

حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: اے میرے بھتیجے! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں رہا مگر آپ نے دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمائی۔ اور میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر میں رہا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر میں رہا اور پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر میں رہا۔ ان سب نے سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔ اور اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی) میں تمہارے لیے بہتر نمونہ ہے۔^④

① [صحیح] سنن أبي داود، صلاة السفر، باب الجمع بين الصلاتين، حدیث: 1220، وسنده صحيح، وجامع الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في الجمع بين الصلاتين، حدیث: 554، 553. امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 549 میں اسے صحیح اور امام ترمذی نے حسن کہا ہے۔ ② السنن الكبرى للبيهقي: 3/163. ③ صحيح البخاري، التقصير، باب تصلي المغرب ثلاثاً في السفر، حدیث: 1091، 1111، 1112، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر، حدیث: 704، 703. ④ صحيح البخاري، التقصير، باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة، حدیث: 1101، 1102، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، حدیث: 689.

نماز سفر

معلوم ہوا کہ سفر میں سنتیں، نفل سب معاف ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما میدانِ منیٰ میں دو رکعتیں (نماز قصر) پڑھ کر اپنے بستر پر چلے جاتے تھے۔ حفص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: چچا جان! اگر اس کے بعد آپ دو رکعتیں (سنت) پڑھ لیا کریں تو کیا حرج ہے؟ فرمایا: اگر مجھے یہ کرنا ہوتا تو (فرض) نماز ہی پوری پڑھ لیتا۔^①

رسول اللہ ﷺ مزدلفہ تشریف لے گئے تو ایک اذان اور دو اقامتوں سے نماز مغرب اور عشاء جمع کیں اور درمیان میں سنتیں نہیں پڑھیں۔^②

حضر میں دو نمازوں کا جمع کرنا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا، حالانکہ وہاں (دشمن کا) خوف تھا نہ سفر کی حالت تھی۔ (راوی) ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ سعید نے جواب دیا: جس طرح تم نے مجھ سے دریافت کیا ہے، اسی طرح میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا تو انھوں نے یہ جواب دیا تھا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو دشواری میں نہیں رکھنا چاہتے تھے۔^③

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے خوف اور سفر کے بغیر ظہر اور عصر کو اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھا۔^④

عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب قصر الصلاة بمنى، حدیث: (18)-694.
 ② صحیح مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، حدیث: 1218. ③ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، حدیث: (50)-705. ④ صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر، حدیث: 705.

عصر کے بعد ہمیں خطبہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور ستارے چمکنے لگے۔ کسی نے کہا کہ نماز (مغرب) کا وقت ہو چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے سنت نہ سکھاؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ملا کر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے شبہ پیدا ہوا، میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انھوں نے ان کی تصدیق کی۔^①

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر، حدیث: (57)-705۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ شدید ضرورت اور شرعی عذر کی بنا پر حضر میں کبھی کبھار جمع بین الصلاتین جائز ہے لیکن یاد رہے کہ بغیر عذر کے ایسا کرنا یا اس کو معمول بنالینا غلط ہے۔ (زع) یعنی ناگزیر قسم کے حالات (شرعی عذر) میں حالت اقامت میں بھی دو نمازیں جمع کر کے پڑھی جاسکتی ہیں۔ تاہم شدید ضرورت کے بغیر ایسا کرنا جائز نہیں، جیسے کاروباری لوگوں کا عام معمول ہے کہ وہ سستی یا کاروباری مصروفیت کی وجہ سے دو نمازیں جمع کر لیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں، بلکہ سخت گناہ ہے۔ ہر نماز اس کے مختار وقت ہی پر پڑھنا ضروری ہے، سوائے ناگزیر حالات کے۔ (ع، ر)



جمعہ کے دن کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ»

”بہترین دن جس پر سورج طلوع ہو کر چمکے، جمعے کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن جنت میں داخل کیے گئے، اسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعے کے دن قائم ہوگی۔“^①

جمعہ کی فرضیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾

”اے اہل ایمان! جب جمعے کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (خطبہ اور نماز) کی طرف دوڑو اور (اس وقت) کاروبار چھوڑ دو۔ اگر تم سمجھو

① صحیح مسلم، الجمعة، باب فضل يوم الجمعة، حدیث: 854.

تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔“^①

سیدنا ابوالجعد ضمری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“^②

آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ غافل ہو جائیں گے۔“^③

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے گھروں کو جو (بلا عذر) جمعے سے پیچھے رہتے ہیں، جلادینے کا قصد کیا۔^④

معلوم ہوا کہ جمعہ چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے، اس پر شدید وعید ہے، لہذا ہر مسلمان پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ اس میں ہرگز سستی نہیں کرنی چاہیے۔ جب خطیب منبر پر چڑھے اور اذان ہو جائے تو سارے کاروبار حرام ہو جاتے ہیں۔

جمعے کے متفرق مسائل

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے، اس پر جمعہ فرض ہے۔ غلام، عورت، نابالغ بچہ اور مریض جمعے کی فرضیت سے مستثنیٰ ہیں۔“ (اگر چاہیں تو پڑھ لیں ورنہ ظہر کی نماز ادا کریں)۔^⑤

① الجمعة 9:62. ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، حديث: 1052، وسنده حسن، وجامع الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في ترك الجمعة، حديث: 500. امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے المستدرک: 1/280، ابن خزیمہ نے حدیث: 1857، 1858 میں، ابن حبان نے الموارد، حدیث: 554، 553 میں اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح مسلم، الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، حدیث: 865. ④ صحیح مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلف عنها.....، حدیث: 652. ⑤ [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب الجمعة للمملوك والمرأة،

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دیہاتیوں پر بھی نماز جمعہ فرض ہے کیونکہ انھیں اس عام حکم سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کے دن خوب اچھی طرح نہا کر جلدی سے پیدل، مسجد جائے، سوار ہو کر نہ جائے، امام کے نزدیک بیٹھ کر دل جمعی سے خطبہ سنے اور کوئی لغو بات نہ کرے تو اسے ہر قدم پر ایک برس کے روزوں کا اور اس کی راتوں کے قیام کا ثواب ہوگا۔“^① سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر پاکی حاصل ہو سکے کرے، (موچھیں کترائے، ناخن کٹائے، زیر ناف بال مونڈے اور بغلوں کے بال دور کرے) پھر اپنا تیل یا اپنے گھر (والی کی خوشبو) سے خوشبو لگائے اور (جمعے کے لیے) مسجد جائے۔ (وہاں) دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ ڈالے (بلکہ جہاں جگہ ملے اس پر اکٹفا کرے) پھر اپنی نماز پڑھے جتنی اس کی قسمت میں ہے، پھر دوران خطبہ میں خاموش رہے تو اس کے گزشتہ جمعے سے لے کر اس جمعے تک کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جو شخص غسل کر کے جمعے کے لیے آتا ہے اور خطبہ شروع ہونے تک جس قدر ہو سکے نوافل ادا کرتا ہے، پھر خطبہ جمعہ شروع سے آخر تک خاموشی کے ساتھ سنتا ہے تو اس کے گزشتہ جمعے سے لے کر اس جمعے تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“^③

① حدیث: 1067، وسندہ صحیح، امام نووی نے المجموع: 4/483 میں اسے صحیح کہا ہے۔
 ② [صحیح] جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في فضل الغسل يوم الجمعة، حدیث: 496، وسنن أبي داود، الطهارة، باب في الغسل يوم الجمعة، حدیث: 345، وسندہ صحیح، امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ ابن حبان نے حدیث: 559 میں، امام حاکم نے: 1/282، 281 میں اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الجمعة، باب الدهن للجمعة، حدیث: 883. ③ صحیح مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأنصت في الخطبة، ④

● سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مسجد نبوی کے بعد جو سب سے پہلا جمعہ پڑھا گیا، وہ بحرین کے گاؤں ”جواثی“ میں عبدالقیس کی مسجد میں تھا۔^①
اس سے ثابت ہوا کہ گاؤں میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر لوگ گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔

سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ”نقیع الخضعات“ کے علاقے میں بنویاضہ کی لمبی ”ہزم النبت“ (جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھی) میں جمعہ قائم کیا۔^②
● جمعے کے دن بارش ہو رہی ہو تو نماز جمعہ کے متعلق بھی [صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ] ”گھروں میں نماز پڑھو“ کہنا اور نماز گھروں میں پڑھنا درست ہے۔^③

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمعے کے دن عید ہوئی تو انھوں نے کافی دیر سے نماز عید پڑھائی، جمعہ نہ پڑھایا۔ اس واقعہ کی خبر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ملی تو انھوں نے فرمایا: ان کا یہ عمل سنت کے مطابق ہے۔^④
● نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔^⑤

① حدیث: 857. ① صحیح البخاری، الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، حدیث: 892. ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب الجمعة في القرى، حدیث: 1069، وسنده حسن، وسنن ابن ماجه، حدیث: 1082، امام ابن خزيمة، حدیث: 1724، حاکم، 281/1 اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، الجمعة، باب الرخصة إن لم يحضر الجمعة في المطر، حدیث: 901. مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حج، جہاد وغیرہ کے لیے سفر کیے، تعداد زیادہ ہونے کے باوجود بھی ان اہل سفر نے جمعہ کی نماز نہیں پڑھی، اس کی بجائے ظہر کی نماز پڑھی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے إرواء الغلیل، حدیث: 591، والموسوعة الفقهية لحسين بن عودة: 367/2 (ر۔ و) ④ [صحیح] سنن النسائي، صلاة العیدین، باب الرخصة في التخلف عن الجمعة لمن شهد العید، حدیث: 1593، وسنده صحیح، امام ابن خزيمة نے حدیث: 1465 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ⑤ [حسن] جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في كراهية الاحتباء والإمام يخطب، حدیث: 514. امام ترمذی نے اسے

گوٹ مارنا اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ ہاتھ یا کپڑے کے ساتھ رانوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھیں۔ اس طرح بیٹھنے سے عموماً نیند آ جاتی ہے، پھر آدمی خطبہ نہیں سن سکتا، علاوہ ازیں اس حالت میں آدمی اکثر گر پڑتا ہے، نیز تہبند پہننے کی صورت میں شرمگاہ کے بے حجاب ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

- سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے۔ جو شخص یہ کہے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اس نے غلط بیانی کی۔^①
- سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبدالرحمن بن ام الحکم بیٹھے ہوئے خطبہ دے رہا تھا۔ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس غبیث کی طرف دیکھو، بیٹھے ہوئے خطبہ دیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾

”اور جب یہ لوگ کوئی سودا بکنا دیکھتے ہیں یا کوئی تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف

بھاگ اٹھتے ہیں اور آپ کو (خطبے میں) کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔“^②

معلوم ہوا کہ بیٹھ کر خطبہ دینا خلاف سنت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کا خطبہ دیا۔ آپ کے سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی۔ اس کے دونوں سرے آپ نے کندھوں کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔^③

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے حلقہ بنانے سے منع فرمایا۔^④

«حسن کہا ہے، وسندہ حسن. ① صحیح مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة، حديث: 862. ② الجمعة 11:62. صحیح مسلم، الجمعة، باب في قوله تعالى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾، حديث: 864. ③ صحیح مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، حديث: 1359. ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة، حديث: 1079، وسندہ حسن، وجامع الترمذی،»

● سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شدید سردی میں جمعے کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور شدید گرمی میں دیر سے پڑھتے تھے۔^(۱)

● سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے ہوتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور غصہ سخت ہو جاتا (جوش میں آ جاتے تھے)۔ گویا کہ آپ ہمیں کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہیں جو صبح یا شام ہم پر حملہ کرنے والا ہو اور فرماتے: ”میں اور قیامت اس طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں۔“ یہ کہتے ہوئے آپ اپنی شہادت کی اور درمیانی انگلی ملاتے۔^(۲)

● نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”(امام کے ساتھ) جتنی نماز پالو، وہ پڑھو اور جو رہ جائے، اسے پورا کرو۔“^(۳)

لیکن جمعے کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر جمعے کی نماز میں سے ایک رکعت امام کے ساتھ ملے تو اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر نماز جمعہ پوری کر لے اور اگر دوسری رکعت بھی نہ پاسکا تو پھر چار رکعت پڑھے گا، اس کی دلیل سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرَى»

”جو شخص جمعے کی ایک رکعت پائے تو وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے۔“^(۴)

۱۰ الصلاة، باب ما جاء في كراهية البيع والشراء وإنشاد الضالة والشعر في المسجد، حديث: 322. امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ امام ابن خزیمہ نے حدیث: 1816 میں اسے صحیح کہا ہے۔ مسند أحمد: 179/2، وأطراف المسند: 32/4، حديث: 517. ① صحيح البخاري، الجمعة، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة، حديث: 906. ② صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حديث: 867. ③ صحيح مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة.....، حديث: 602. ④ سنن الدار قطنی: 12/2، حديث: 1592، وسنده حسن.

اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے

«مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ أَدْرَكَهَا إِلَّا أَنَّهُ يَقْضِي مَا فَاتَهُ»

”جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی تو اس نے جمعہ پالیا لیکن فوت شدہ رکعت کی قضا دے گا۔“^①

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ایک رکعت بھی نہ پانے والا دو رکعتیں نہیں پڑھے گا بلکہ چار رکعت ظہر کی پڑے گا۔^②

دوران خطبہ میں دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھنا

رسول اللہ ﷺ جمعے کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص (سیدنا سلیم غطفانی رضی اللہ عنہ) مسجد میں آئے اور دو رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: ”کیا تم نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟“ انھوں نے عرض کیا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے حکم دیا: ”کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھو۔“^③

پھر آپ نے (ساری امت کے لیے) حکم دے دیا: ”جب تم میں سے کوئی ایسے وقت مسجد میں آئے کہ امام (جمعے کا) خطبہ دے رہا ہو تو اسے دو مختصری رکعتیں پڑھ لینی چاہئیں۔“^④

جمعے سے پہلے نوافل کی تعداد مقرر نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ نے اجازت دی ہے کہ جتنے

① السنن الكبرى للبيهقي: 204/3، وسنده صحيح. ② مزيد دیکھیے تمام المنّة، ص: 340، إرواء الغلیل: 83/3 اور الموسوعة الفقهية لحسين بن عوده: 393/2 ③ صحيح البخاري، الجمعة، باب إذا رأى الإمام رجلاً جاء وهو يخطب.....، حديث: 931,930، وصحيح مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، حديث: 875. ④ صحيح البخاري، الجمعة، باب ماجاء في التطوع مثنى مثنى، حديث: 1166، وصحيح مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، حديث: (59)-875.

باسانی پڑھ سکتے ہیں، پڑھ لیں۔^①
مگر کم از کم تعداد، یعنی تحیۃ المسجد والی دو رکعتیں ضروری ہیں۔

گردنیں پھلانگنے کی ممانعت

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعے کے دن رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آنے لگا تو آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: ”بیٹھ جاؤ! تم نے (اس عمل سے لوگوں کو) ایذا دی ہے۔“^②
معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے لیے آنے والوں کو چاہیے کہ جہاں جگہ ملے، وہیں بیٹھ جائیں۔

جمعے کے لیے پہلے آنے والوں کا ثواب

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے جمعے کے دن مسجد کے دروازے پر (ثواب لکھنے کے لیے) ٹھہرتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے کا نام لکھ لیتے ہیں، پھر اس کے بعد آنے والے کا (اسی طرح نمبر وار لکھتے جاتے ہیں۔) جو شخص نماز جمعہ کے لیے اول وقت مسجد میں جاتا ہے، اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا (حرم کی طرف) قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے، پھر جو بعد میں آتا ہے، اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کو ثواب ملتا ہے، اس کے بعد آنے والے کو دنبہ بھیجنے والے کے برابر، اس کے بعد آنے والے کو مرغی اور اس کے

① صحیح البخاری، الجمعة، باب الدھن للجمعة، حدیث: 883، وصحیح مسلم، الجمعة، باب فضل من استمع وأتعت فی الخطبة، حدیث: 857. ② [صحیح] سنن أبی داود، الصلاة، باب تخطی رقاب الناس يوم الجمعة، حدیث: 1118، وسندہ صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 1/288 میں، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 1811 میں ابن حبان نے الموارد، حدیث: 572 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

بعد آنے والے کو انڈا صدقہ کرنے والے کی مانند اجر ملتا ہے۔ پھر جب امام، خطبہ دینے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے دفتر (لکھے ہوئے اوراق) پلیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ جو مسلمان اس گھڑی میں نماز کی حالت میں کھڑا اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتا ہے۔“^②

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن قبولیت کی گھڑی امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے لے کر نماز کے خاتمے تک کے درمیان ہے۔“^③

خطبہ جمعہ کے مسائل

● رسول اللہ ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے، ان کے درمیان بیٹھتے، خطبے میں قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔^④

آپ ﷺ کی نماز بھی اوسط انداز کی اور خطبہ بھی اوسط انداز کا ہوتا تھا۔^⑤

① صحیح البخاری، الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة يوم الجمعة، حدیث: 929، وصحیح مسلم، باب فضل التهجير يوم الجمعة، حدیث: (24) - 850۔ اس حدیث میں بالترتیب پانچ چیزوں کا ذکر ہے: اونٹ، گائے، دنبہ، مرغی اور انڈا۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ جمعے کے دن طلوع آفتاب سے لے کر خطبہ جمعہ کے آغاز تک کے وقت کو پانچ برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے جو شخص پہلے حصے میں مسجد پہنچا، اسے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملے گا..... موطا امام مالک میں ”الساعة الأولى“ کے الفاظ سے اس توجیہ کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) ② صحیح البخاری، الجمعة، باب الساعة التي في يوم الجمعة، حدیث: 935، وصحیح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حدیث: 852۔ ③ صحیح مسلم، الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، حدیث: 853۔ ایک قول کے مطابق قبولیت کی گھڑی نماز عصر سے لے کر غروب آفتاب کے درمیان آتی ہے۔

④ صحیح مسلم، الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة.....، حدیث: 862۔ ⑤ صحیح

آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی لمبی نماز اور مختصر خطبہ دانائی کی علامت ہے، لہذا نماز طویل کرو اور خطبہ مختصر کرو۔“^①

● نبی اکرم ﷺ جمعہ میں سورہ ق کی تلاوت فرماتے تھے۔^②

● سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے خطبے میں جب تو اپنے پاس بیٹھنے والے کو (ازراہ نصیحت) کہے: ”چپ رہو۔“ تو بلاشبہ تو نے بھی لغو (کام) کیا۔“^③ اس سے ثابت ہوا کہ دوران خطبہ میں (سامعین کو آپس میں) کسی قسم کی بات کرنی جائز نہیں ہے۔ بڑی خاموشی سے خطبہ سننا چاہیے، البتہ خطیب اور سامع ضرورت کے وقت ایک دوسرے سے مخاطب ہو سکتے ہیں۔^④

● سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھے۔ نافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا صرف جمعہ میں منع ہے؟ فرمانے لگے: جمعہ میں اور اس کے علاوہ بھی۔^⑤

● سیدنا عمارہ بن رویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بشر بن مروان کو جمعہ کے دن منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو ہلاک کرے۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ میں صرف ایک ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔^⑥

۱۔ مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حديث: 866. ① صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حديث: 869. ② صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حديث: 873، 872. ③ صحيح البخاري، الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، حديث: 934، وصحيح مسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، حديث: 851. ④ صحيح البخاري، الجمعة، باب رفع اليدين في الخطبة، حديث: 932، وصحيح مسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، حديث: 897. ⑤ صحيح البخاري، الجمعة، باب لا يقيم الرجل أخاه يوم الجمعة ويقعد مكانه، حديث: 911. ⑥ صحيح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، حديث: 874.

نماز جمعہ

- نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور آپ کے ہاتھ میں عصا یا کمان تھی۔^(۱)
- نبی اکرم ﷺ دو خطبے دیتے اور ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔^(۲)

ظہر احتیاطی بدعت ہے

بعض لوگ نماز جمعہ کے علاوہ ”ظہر احتیاطی“ پڑھتے اور اس کا فتویٰ بھی دیتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک اور آپ کے بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جمعے کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا کہیں ثابت نہیں۔ ہم حیران ہیں کہ نماز جمعہ ادا کر لینے کے بعد (احتیاطاً) ظہر کے فرض پڑھنے والے اور اس کا حکم دینے والے اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔ معاذ اللہ! کیا رسول اللہ ﷺ جمعے کے بعد ظہر پڑھنا اور لوگوں کو بتانا بھول گئے تھے جو بعد میں آنے والے لوگوں نے ایجاد کر کے تکمیل دین کی ہے؟ احتیاطی ظہر پڑھنے والو! اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔

محض جمعے کے دن روزہ رکھنا

نبی اکرم ﷺ نے جمعے کا دن روزے کے لیے اور جمعے کی شب (جمعرات اور جمعے کی درمیانی رات کو) عبادت کے لیے خاص کرنے سے منع فرمایا۔^(۳)

جمعہ کی اذان

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعے کی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام خطبے کے لیے منبر پر بیٹھتا۔ جب

① [حسن] سنن أبی داود، الصلاة، باب الرجل یخطب علی قوس، حدیث: 1096، وسنده حسن، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 1778 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، الجمعة، باب القعدة بین الخطبتین يوم الجمعة، حدیث: 928. ③ صحیح مسلم، الصیام، باب کراهة إفراد يوم الجمعة بصوم لا یوافق عادته، حدیث: 1144.

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور لوگ زیادہ ہو گئے تو زوراء (جگہ) پر ایک اور اذان دی جانے لگی۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام ہے۔^①

مسجد کے اندر امام کے خطبے سے پہلے صرف ایک اذان ہے۔ عام طور پر مساجد میں خطبے کی اذان سے قبل دی جانے والی اذان کا ثبوت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے بھی نہیں ہے، لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

جمعہ کے دن اذان جمعہ منبر کے پاس ہونی چاہیے۔^②

① صحیح البخاری، الجمعة، باب الأذان يوم الجمعة، حدیث: 912۔ جمعے کے دن اذان عثمانی کا پس منظر یہ ہے کہ عہد نبوت میں مدینہ منورہ اور اس کی آبادی کا حجم نسبتاً مختصر تھا، لوگوں کو آسانی سے اذان کا علم ہو جاتا تھا، عہد عثمانی میں جب آبادی زیادہ ہو گئی تو تمام لوگ اذان کی آواز سن نہیں پاتے تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ کئی لوگ مسجد میں بروقت پہنچنے سے رہ جاتے تھے، اس کا انتظامی حل یہ نکالا گیا کہ پہلے مسجد سے باہر بازار کے اندر، زوراء کے مقام پر اذان دی جاتی، اس سے کچھ ہی دیر بعد مسجد نبوی میں (دوسری) اذان ہو جاتی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام بدعت نہیں ہے۔ (ع، ر) لیکن اس پر عمل ان اسباب و حالات کے ساتھ مشروط ہوگا جن کی بنا پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس اذان کی ابتدا کی تھی اور وہ لوگوں کی کثرت اور ان کے گھروں کا مسجد سے دور ہونا ہے جس کی وجہ سے اذان مسجد کی آواز ان تک نہیں پہنچتی تھی تو انھوں نے لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ، یعنی بازار میں انھیں مطلع کرنے کے لیے اصل اذان سے کچھ دیر پہلے اس کا سلسلہ چلایا۔ آج کے زمانے میں اگر کوئی اس پر عمل کرنا چاہتا ہے تو انھی اسباب و شرائط اور ضرورت کو مد نظر رکھ کر اس پر عمل کرے، جبکہ عام طور پر جمعے کے دن مساجد میں پہلی اذان کے نام سے دی جانی والی اذان مذکورہ اسباب و شرائط نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو اذان عثمانی ہے اور نہ اذان محمدی اس لیے اسے مسنون اذان کہنا مشکل ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھیے الأجوبة النافعة، ص: (9-14) (ع-و)

② دیکھیے المعجم الكبير للطبراني: 147، 146/7، حدیث: 6646 ورجاله ثقات۔



احکام و مسائل

● سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«الْعُسْلُ . . . يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ الْفِطْرِ»

”جمعہ، عرفہ، قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیے۔“^①

● سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید کے دن عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔^②

● عید الفطر کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا لازم ہے۔^③

اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ الفطر نماز عید کے لیے جانے سے پہلے ادا کرنا لازم ہے اور اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں۔

● عید اگر جمعے کے دن ہو تو نماز عید پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھ لیں یا ظہر، اختیار ہے۔^④

① [صحیح] السنن الکبریٰ للبیہقی، صلاة العیدین، باب غسل العیدین: 278/3، حدیث: 6124۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ② [صحیح] الموطأ للإمام مالک، العیدین، باب العمل فی غسل العیدین والنداء فیہما والإقامة، حدیث: 436۔ اس کی سند صحیح بلکہ اصح الاسانید ہے۔ ③ صحیح البخاری، الزکاة، باب فرض صدقة الفطر، حدیث: 1503، وصحیح مسلم، الزکاة، باب الأمر بإخراج زكاة الفطر قبل الصلاة، حدیث: 986۔ ④ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، حدیث: 1070، وسنده حسن، وسنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما إذا اجتمع العیدان فی يوم، حدیث: 1310۔ حاکم نے المستدرک: 288/1 میں، ابن خزیمہ نے حدیث: 1464 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

- 323

نماز عیدین

چاند دیکھا تھا تو آپ نے ہمیں روزہ افطار کرنے اور دوسرے دن عید کی نماز کے لیے نکلنے کا حکم دیا۔ (کیونکہ رؤیت ہلال کی خبر اتنی دیر میں پہنچی کہ نماز عید کا وقت نکل چکا تھا)۔^①

- عید کے دن مسجد میں صحابہ نے جنگی کھیلوں کا مظاہرہ کیا۔^②
- سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے روز نماز کے لیے گئے۔ امام نے نماز میں تاخیر کر دی تو وہ فرمانے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اس وقت نماز سے فارغ ہو چکے ہوتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ چاشت کا وقت تھا۔^③
- عید گاہ میں جس راستے سے جائیں، واپسی پر راستہ تبدیل کریں۔^④

عورتوں کے لیے عید گاہ میں آنے کا حکم

- سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم (سب عورتوں کو حتیٰ کہ) حیض والیوں اور پردے والیوں کو (بھی) دونوں عیدوں میں (گھروں سے) نکالیں تاکہ وہ (سب) مسلمانوں کی جماعت (نماز) اور ان کی دعا میں حاضر ہوں۔ اور فرمایا: حیض والیاں جائے نماز سے الگ رہیں۔ (وہ نماز نہ پڑھیں) لیکن مسلمانوں کی دعاؤں اور تکبیروں میں شامل رہیں تاکہ اللہ کی رحمت اور بخشش سے حصہ پائیں۔ ایک عورت نے عرض کیا کہ اگر ہم میں

① [صحیح] سنن أبي داود، الصلاة، باب إذا لم يخرج الإمام للعید من يومه يخرج من الغد، حدیث: 1157، وسنده صحیح، وسنن النسائي، صلاة العیدین، باب الخروج إلى العیدین من الغد، حدیث: 1558. ابن حزم: 92/5 اور بیہقی: 316/3 نے اسے صحیح کہا ہے۔

② صحیح البخاری، الصلاة، باب أصحاب الحراب في المسجد، حدیث: 455,454. وصحیح مسلم، صلاة العیدین، باب الرخصة في اللعب، حدیث: (17) - 892. ③ [صحیح]

سنن أبي داود، الصلاة، باب وقت الخروج إلى العید، حدیث: 1135، وسنده صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 1/295 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ④ صحیح البخاری، العیدین، باب من خالف الطريق إذا رجع يوم العید، حدیث: 986.

نماز عیدین

- سے کسی کے پاس چادر نہ ہو (تو پھر وہ کیسے عید گاہ میں جائے؟) فرمایا: ”اے اس کی ساتھ والی عورت چادر اوڑھادے (کسی دوسری عورت سے چادر عاریٹھا لے کر جائے)۔“^①
- رسول اللہ ﷺ صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہما کو (حتیٰ کہ حیض والی عورتوں کو بھی) ساتھ لے کر عید گاہ کی طرف جاتے۔
- آپ کی عید گاہ مسجد نبوی سے ہزار ہاتھ (ذراع) کے فاصلہ پر البقیع کی طرف تھی۔^②
- رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم عیدین کی نماز خطبے سے پہلے پڑھتے تھے۔^③

تکبیرات عید کا وقت

- حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تکبیرات کے وقت ابتدا و انتہا کے بارے میں فرماتے ہیں:
- رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو سب سے زیادہ صحیح روایت مروی ہے، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔
- سیدنا علی رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن نو ذوالحجہ کی فجر سے لے کر تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک تکبیرات کہتے۔^④
- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن گھر سے عید گاہ تک باواز بلند تکبیرات کہتے۔^⑤

① صحیح البخاری، الحیض، باب شہود الحائض العیدین ودعوة المسلمین.....، حدیث: 324، 351، 971، 974، وصحیح مسلم، صلاة العیدین، باب ذکر إباحة خروج النساء في العیدین إلى المصلی.....، حدیث: 890. ② فتح الباری: 2/449، تحت الحدیث: 956. ③ صحیح البخاری، العیدین، باب الخطبة بعد العید، حدیث: 962، 963، وصحیح مسلم، صلاة العیدین، باب: کتاب صلاة العیدین، حدیث: 884. ④ [صحیح] السنن الکبریٰ للبیہقی، صلاة العیدین، باب من استحب أن یتدی بالتکبیر خلف صلاة الصبح: 3/314، حدیث: 2675. امام حاکم نے المستدرک: 1/299 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ⑤ السنن الکبریٰ للبیہقی، صلاة العیدین، باب التکبیر ليلة الفطر ویوم

نماز عیدین

● امام زہری کہتے ہیں کہ لوگ عید کے دن اپنے گھروں سے عید گاہ تک تکبیرات کہتے، پھر امام کے ساتھ تکبیرات کہتے۔^①

● سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما 9 ذوالحجہ نماز فجر سے لے کر 13 ذوالحجہ نماز عصر تک ان الفاظ میں تکبیرات کہتے:

«اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ
الْحَمْدُ»

”اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اللہ سب سے بڑا ہے اور سب سے زیادہ صاحب جلال ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لیے ساری تعریف ہے۔“^②

● سلمان رضی اللہ عنہ یوں تکبیرات کہتے:

«اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا»^③

● مشہور تابعی ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ عرفات کے دن نماز کے بعد قبلہ رخ حالت میں ہی ”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ
الْحَمْدُ“ پڑھتے تھے۔^④

۱۱ الفطر: 279/3، حدیث: 6129۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حدیث سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما موقوف صحیح ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔ ① المصنف لابن أبي شيبة: 488/1، حدیث: 5628، وسنده صحيح.

② [صحيح] المصنف لابن أبي شيبة: 489/1، حدیث: 5645، وسنده صحيح، 490/1، حدیث: 5654. وسنده صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 299/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحيح] السنن الكبرى للبيهقي، صلاة العیدین، باب كيف التكبير؟: 316/3، حدیث: 6282. وسنده صحيح، حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس بارے میں صحیح ترین قول سلمان رضی اللہ عنہ کا ہے۔ فتح

الباري: 462/2. ④ مصنف ابن أبي شيبة: 167/2، حدیث: 5649، وسنده صحيح، اس صحیح اثر سے معلوم ہوا کہ تکبیر کے مذکورہ الفاظ پڑھنا بھی صحیح ہے۔

نماز عید کا طریقہ

رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جاتے، سب سے پہلے نماز پڑھتے، پھر خطبہ دیتے جبکہ لوگ صفوں میں بیٹھے رہتے۔ خطبے میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور (اگر کہیں لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کی تیاری وغیرہ کا) حکم دیتے، پھر واپس لوٹتے۔^①

وضو کر کے قبلے کی طرف منہ کریں اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے رفع الیدین کریں۔^②

پھر سینے پر ہاتھ باندھ کر دعائے استفتاح پڑھیں۔

پھر دعائے استفتاح ختم کر کے قراءت سے پہلے (ٹھہر ٹھہر کر) سات تکبیریں کہیں۔^③

① صحیح البخاری، العیدین، باب الخروج إلى المصلی بغير منبر، حدیث: 956، وصحیح مسلم، صلاة العیدین، باب: کتاب صلاة العیدین، حدیث: 889۔ ② صحیح البخاری، الأذان، باب إلى أين يرفع يديه؟ حدیث: 738۔ ③ [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب التكبير في العیدین، حدیث: 1151، وسنده حسن، امام احمد اور علی بن مدینی نے اسے صحیح کہا ہے۔

تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی صریح دلیل منقول نہیں۔ امام ابن حزم اس کی بابت لکھتے ہیں: «لَمْ يَصَحَّ قَطُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ رَفَعَ فِيهِ يَدَيْهِ» (المحلی: 84، 83/5) ”رسول اللہ ﷺ سے یہ قطعاً ثابت نہیں کہ آپ نے ان تکبیروں میں رفع الیدین کیا ہے۔“ محقق عمر شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ مسنون نہیں ہے۔ إرواء الغلیل: 114/3، تاہم تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت محدثین کرام، مثلاً: امام ابن المنذر اور امام بیہقی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ہے: «وَيَزِيدُهَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَتَكْبِيرَةٍ كَبَّرَهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ» ”اور آپ ﷺ ہر رکعت اور تکبیر کے ساتھ، جو رکوع سے پہلے ہے، دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔“ سلف صالحین میں سے کوئی بھی ان محدثین کرام کا مخالف نہیں اور یہ استدلال قوی ہے اس بارے میں ائمہ کے اقوال بھی ملتے ہیں جیسا کہ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا: کیا امام نماز عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، وہ رفع الیدین کرے اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں۔ (المصنف لعبد الرزاق: 297/3)، نیز امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکبیرات عیدین «

پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ آواز سے الحمد شریف پڑھیں، پھر امام اونچی آواز سے قراءت کرے اور مقتدی چپ چاپ سنیں۔

نبی اکرم ﷺ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں سورۃ ﴿قَدْ نَزَّلَ الْقُرْآنَ الْحَکِیْمُ﴾ اور ﴿اِقْرَبَتْ السَّاعَةُ وَالْمُنْشَقُ الْقَمَرُ﴾ پڑھیں۔ ایک اور روایت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿هَلْ اَتَاكَ﴾ پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔^①

بہتر ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد مسنون قراءت کی جائے۔ جب پہلی رکعت پڑھ کر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں اور قیام کی تکبیر کہہ لیں تو قراءت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔^②
پھر دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیں۔

عید سے متعلق مسائل

رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم پہلے نماز پڑھتے، پھر خطبہ دیتے تھے۔^③
عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں۔ صحیح بخاری (العیدین، حدیث: 956) اور صحیح مسلم (صلۃ العیدین، حدیث: 889) میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید گاہ میں منبر کا اہتمام مروان بن حکم کے عہد میں کیا گیا۔

« کے موقع پر ہاتھ اٹھانے چاہئیں اگرچہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ (الفریابی بحوالہ إرواء الغلیل: 113/3) امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما علیہ کا بھی یہی موقف ہے کہ تکبیرات عیدین میں ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ (الام: 237/1)، لہذا تکبیرات عید کے ساتھ رفع الیدین کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

① صحیح مسلم، صلاۃ العیدین، باب ما یقرأ فی صلاۃ العیدین؟ حدیث: 891، والجمعة، باب ما یقرأ فی صلاۃ الجمعة؟ حدیث: 878. ② [حسن] سنن أبي داود، الصلاة، باب التکبیر فی العیدین، حدیث: 1151، وسندہ حسن، امام احمد نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ صحیح البخاری، العیدین، باب الخطبة بعد العید، حدیث: 962، وصحیح مسلم، صلاۃ العیدین، باب: کتاب صلاۃ العیدین، حدیث: 884.

نماز عیدین

سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں ہے کہ ایک شخص نے مروان کے اس فعل پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: تم نے عید کے روز منبر لا کر سنت کی مخالفت کی کیونکہ اس روز اسے نہیں لایا جاتا تھا۔ اس کی اصل صحیح مسلم (العیدین، حدیث: 989) میں ہے۔^①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بچیاں (دف بجا کر اچھے) اشعار گارہی تھیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں منع کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوبکر! انھیں کچھ نہ کہہ، بے شک آج عید کا دن ہے۔ بلاشبہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔“^②

عید الاضحیٰ کے دن نماز عید پڑھ کر قربانی کرنی چاہیے۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز کے بعد قربانی کی (اس کی قربانی بھی ہو گئی اور) اس نے مسلمانوں کا طریقہ بھی اپنایا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی، اس کی قربانی نہیں ہوگی، وہ محض گوشت کی ایک بکری ہے جو اس نے اپنے گھروالوں کے لیے ذبح کی ہے۔“^③

① صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان کون النہی عن المنکر من الإیمان.....، حدیث: 49، و سنن أبی داؤد، الصلاة، باب الخطبة يوم العيد، حدیث: 1140، و سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة العیدین، حدیث: 1275.

② صحیح البخاری، العیدین، باب سنة العیدین لأهل الإسلام، حدیث: 952. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر پڑھنے والی چھوٹی بچیاں ہوں، آلات موسیقی میں سے صرف دف ہو، نیز اشعار خلاف شریعت نہ ہوں اور عید کا موقع ہو تو ایسے اشعار پڑھنے یا سننے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مفاد پرست گویوں نے اس حدیث شریف سے اپنا الوسیدھا کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی، چنانچہ انھوں نے بچیوں سے ہر عمر کی پیشہ ور گلوکارہ ثابت کر دی۔ دف سے جملہ آلات موسیقی جائز قرار دیے۔ اچھے اشعار سے گانوں کا جواز کشید کیا اور عید کے دن سے ”نام نہاد جشن و تہوار“ ڈھونڈ نکالے اور یہ نہ سوچا کہ اللہ خالق و مالک ہے، اس نے اپنے بندوں کے لیے جواز کی جو حد چاہی، مقرر کر دی اور اس سے تجاوز کرنا حرام کر دیا ہے۔ (ع، ر)

③ صحیح البخاری، العیدین، باب الخطبة بعد العيد، حدیث: 965، و صحیح مسلم، الأضاحی، باب وقتها، حدیث: 1961.

نماز عیدین

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے نماز عید سے پہلے قربانی کی، وہ نماز کے بعد دوسری قربانی کرے۔“^①

① صحیح البخاری، العیدین، باب کلام الإمام والناس فی خطبة العید.....، حدیث: 985،
صحیح مسلم، الأضاحی، باب وقتها، حدیث: 1960.

﴿ نماز کسوف: سورج اور چاند گرہن کی نماز ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَقُومُوا فَصَلُّوا»

”سورج اور چاند کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ یہ تو قدرت الہی کی دو نشانیاں ہیں، جب انھیں گرہن ہوتے دیکھو تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔“^①

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”چاند اور سورج کا گرہن آثا قدرت ہیں۔ یہ کسی کے مرنے، جینے (یا کسی اور وجہ) سے نمودار نہیں ہوتے بلکہ اللہ (اپنے) بندوں کو عبرت دلانے کے لیے ظاہر فرماتا ہے۔ اگر تم ایسے آثار دیکھو تو جلد از جلد یاد الہی، دعا اور استغفار کی طرف رجوع کرو۔“^②

① صحیح البخاری، الکسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، حدیث: 1041، وصحیح مسلم، الکسوف، باب صلاة الكسوف، حدیث: 901، اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ سورج یا چاند اسی وقت گرہن ہوتے ہیں جب کوئی اہم شخصیت پیدا ہو یا وفات پائے یا دنیا میں کوئی اہم واقعہ رونما ہو، نبی اکرم ﷺ نے اسی باطل عقیدے کی نفی فرمائی۔ (ع، ر)

② صحیح البخاری، الکسوف، باب الذكر في الكسوف، حدیث: 1059، وصحیح مسلم، الکسوف، باب ذكر النداء بصلاة الكسوف «الصلاة جامعة»، حدیث: 912، یعنی سورج یا چاند کے گرہن ہونے کا تعلق کائنات کے واقعات سے نہیں بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہے اور وہ اللہ جو تمہارے سامنے انھیں بے نور کر سکتا ہے، وہ قیامت کے قریب بھی انھیں بے نور کر کے لپیٹ دینے،

نماز کسوف: سورج اور چاند گرہن کی نماز

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا:

«إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ»

’نماز (تہیں) جمع کرنے والی ہے (یعنی نماز کے لیے جمع ہو جاؤ)۔‘^①

سورج اور چاند گرہن کی نماز کا طریقہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن لگا۔ آپ نے باجماعت دو رکعتیں نماز پڑھی۔ آپ نے سورہ بقرہ تلاوت کرنے کی مقدار کے قریب لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھا کر پہلے قیام سے کم لمبا قیام کیا۔^② پھر پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا، پھر (قومہ کر کے) دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہو کر پچھلے قیام سے کم لمبا قیام کیا، پھر پچھلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا، پھر پچھلے قیام سے کم لمبا قیام کیا، پھر پچھلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا، پھر دو سجدے کیے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرا، اتنی دیر میں سورج روشن ہو چکا تھا۔ پھر (خطبہ دیا جس میں اللہ کی تعریف اور ثنا کی اور) فرمایا: ’سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے انھیں گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر (کرو، اس سے دعا کرو، تکبیر کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو)۔‘ نیز فرمایا: ’(دوران نماز میں) میں نے جنت دیکھی۔ اگر میں اس میں

» پر قادر ہے، لہذا اس سے ڈرتے رہو۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

- ① صحیح البخاری، الکسوف، باب النداء ب «الصلاة جامعة» فی الکسوف، حدیث: 1045،
وصحیح مسلم، الکسوف، باب ذکر النداء بصلاة الکسوف «الصلاة جامعة» حدیث: 910.
② رکوع کے بعد قومہ کرنے کی بجائے دوبارہ قراءت شروع کر دینا ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے، لہذا اس موقع پر نئے سرے سے فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

نماز کسوف: سورج اور چاند گرہن کی نماز

سے ایک انگور کا خوشہ لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے اور میں نے دوزخ (بھی) دیکھی، اس سے بڑھ کر ہولناک منظر میں نے (کبھی) نہیں دیکھا۔ (اور) میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی کیونکہ وہ خاندانوں کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر تو ایک مدت تک ان کے ساتھ نیکی کرتا رہے، پھر ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرے تو کہتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔“^①

سورج اور چاند کے گہنائے جانے پر آپ ﷺ گھبرا اٹھتے اور نماز پڑھتے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ کے زمانے میں (ایک دفعہ) سورج گرہن لگا تو آپ گھبرا گئے اور گھبراہٹ میں اہل خانہ میں سے کسی کا کرتہ لے لیا، بعد میں چادر مبارک آپ کو پہنچائی گئی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بھی مسجد میں گئیں اور عورتوں کی صف میں کھڑی ہو گئیں۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ ان کی نیت بیٹھنے کی ہو گئی لیکن انھوں نے ادھر ادھر اپنے سے کمزور عورتوں کو کھڑے دیکھا تو وہ بھی کھڑی رہیں۔^②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرمی کے دن سورج گرہن لگا، آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا

① صحیح البخاری، الکسوف، باب صلاة الکسوف جماعة، حدیث: 1052، وصحیح مسلم، الکسوف، باب ماعرض علی النبی ﷺ فی صلاة الکسوف من أمر الجنة والنار، حدیث: 907۔ اس سے معلوم ہوا کسی محسن کی احسان فراموشی کبیرہ گناہ ہے۔ جب کسی بندے کی احسان فراموشی کبیرہ گناہ ہے تو جو خالق کی احسان فراموشی کرتا ہے، اس کا گناہ کس قدر خطرناک ہوگا۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔ آمین۔ (ع، ر)

② صحیح مسلم، الکسوف، باب ماعرض علی النبی ﷺ فی الکسوف من أمر الجنة والنار، حدیث: 906۔ آپ کا گھبرانا اللہ کے ذریعہ سے تھا۔ جب آپ اللہ کے پیارے نبی ہو کر گھبرا اٹھتے تھے تو افسوس ہے ان امتیوں پر جو ہزار ہا گناہوں کے باوجود ایسے مواقع پر اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ (ع، ر)

نماز کسوف: سورج اور چاند گرہن کی نماز

کہ لوگ گرنے لگے۔^①

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک دفعہ سورج گرہن کی نماز میں) آپ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ مجھے (عورتوں کی صف میں کھڑے کھڑے) ضعف آ گیا۔ میں نے برابر میں اپنی مشک سے پانی لے کر سر پر ڈالنا شروع کیا (پھر جلد ہی دوبارہ قیام نماز میں شامل ہو گئی)۔^② غور فرمایا آپ نے کہ نبی اکرم ﷺ کس قدر انہماک اور اہتمام سے سورج گرہن کی نماز پڑھتے تھے۔ لیکن ہم نے کبھی اس نماز کی طرف توجہ نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے عورتیں بھی سورج گرہن کی نماز پڑھتی تھیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم مسجد میں سورج گرہن کی نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور ہماری عورتیں بھی ضرور مساجد میں جا کر نماز میں شامل ہوں۔

① صحیح مسلم، الکسوف، باب ماعرض علی النبی ﷺ فی صلاة الکسوف من أمر الجنة والنار، حدیث: 904. ② صحیح البخاری، الکسوف، باب صلاة النساء مع الرجال فی الکسوف، حدیث: 1053، وصحیح مسلم، الکسوف، باب ماعرض علی النبی ﷺ فی صلاة الکسوف من أمر الجنة والنار، حدیث: 905.

نماز استسقا

اگر قحط سالی ہو جائے، مینہ نہ برے تو اس وقت مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دن تجویز کر کے سورج نکلنے ہی پرانے کپڑے پہن کر عاجزی اور زاری کرتے ہوئے آبادی سے باہر کسی کھلی جگہ میں ٹکلیں اور منبر بھی رکھا جائے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَبَذِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا حَتَّى أَتَى الْمُصَلَّى»

”رسول اللہ ﷺ پرانے کپڑے پہنے، خشوع اور آہستگی سے چلتے ہوئے، عاجزی اور زاری کرتے ہوئے نکلے اور نماز (استسقا) کی جگہ پہنچے۔“^①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے عید گاہ میں منبر رکھنے کا حکم دیا۔ جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا تو آپ نکلے اور منبر پر بیٹھے، اللہ کی بڑائی اور حمد بیان کی، پھر فرمایا: ”تم نے اپنے علاقوں میں قحط سالی اور بروقت بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں حکم ہے کہ تم اسے پکارو اور اس نے تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔“ پھر فرمایا:

① [حسن] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفرعها، حديث: 1165، وسنده حسن، وجامع الترمذي، الجمعة، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، حديث: 558. امام ترمذی نے، امام ابن خزیمہ نے حديث: 1405، 1408، 1419 میں، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 603 میں، امام حاکم نے المستدرک: 1/326 میں، امام ذہبی نے اور امام نووی نے المجموع: 5/67 میں اسے صحیح کہا ہے۔

«الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اِلٰهُ اَنَا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلَى حَيِّينَ»

”سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں جو چاہتا ہے، وہ کرتا ہے۔ اے اللہ تو (سچا) معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ تو ہی غنی اور بے پروا ہے اور ہم (تیرے) محتاج اور فقیر (بندے) ہیں، ہم پر بارش برسا اور جو بارش تو نازل فرمائے، اسے ہمارے لیے ایک مدت تک قوت اور (مقاصد تک) پہنچنے کا ذریعہ بنا۔“^①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے علاوہ کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور انھیں دراز کیا حتیٰ کہ آپ کی بغلیں دکھائی دیں۔^②

① [حسن] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، حديث: 1173، سندہ حسن، امام حاکم نے المستدرک: 1/ 328 میں، ابن حبان نے الموارید، حديث: 604 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سید المرسلین ﷺ اور ان کے پاکباز صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اپنا کارساز اور داتا صرف اللہ ہی کو سمجھتے تھے، وہ اسی کے در محتاج، اسی سے ڈرنے والے اور براہ راست اسی سے دعائیں مانگتے رہے۔ قرآن مجید نے بھی اسی عقیدے کی تعلیم دی ہے۔ (فاطر 35: 14، 15) لہذا ہم گناہ گاروں کو بھی چاہیے کہ کتاب و سنت کے مطابق صرف اللہ ہی کو اپنا کارساز اور داتا مانیں اور اس سے براہ راست دعائیں مانگیں۔ یہی نبی اکرم ﷺ سے سچی محبت اور ان کی اطاعت کا تقاضا ہے۔ (ع، ر)

② صحيح البخاري، الاستسقاء، باب رفع الإمام يده في الاستسقاء، حديث: 1031، وصحيح،

ہاتھوں کو سر سے اونچا نہ لے جائیں۔^①

آپ ﷺ کے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف تھی۔^②

پھر امام لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے قبلہ رخ ہو جائے۔ (اور ہاتھ اٹھائے رکھے) اور مندرجہ ذیل دعائیں بڑی عاجزی سے رورور کر پڑھے۔ اور سب لوگ بھی بڑے خضوع سے آبدیدہ ہو کر ہاتھوں کو الٹا کر کے اٹھائیں اور دعائیں گئیں۔ دعائیں یہ ہیں:

اللَّهُمَّ اسْقِنَا، اللَّهُمَّ اسْقِنَا، اللَّهُمَّ اسْقِنَا

”اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔“^③

اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَمِيئًا مُغِيئًا مَرِيئًا مَرِيئًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ
عَاجِلًا غَيْرَ لَاحِلٍ

”اے ہمارے اللہ! ہمیں پانی پلا، ہم پر ایسی خوشگوار بارش نازل فرما جو ہماری تشنگی بجھا دے۔ بلکی پھواریں بن کر غلہ اگانے والی ہو، نفع دینے والی ہو نہ کہ نقصان پہنچانے والی، جلد آنے والی ہو نہ کہ دیر لگانے والی۔“^④

صلاة استسقا میں ایک اہم مسئلہ چادر پلٹنا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت

”مسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، حديث: 896,895. اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بلند ہاتھ آپ ﷺ دعا استسقا میں اٹھاتے تھے، اتنے کسی اور دعا میں نہیں اٹھاتے تھے، تفصیل کے لیے دیکھیے المنهاج في شرح صحيح مسلم بن الحجاج للنووي. (ع، ر)

① [صحيح] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، حديث: 1168، وهو صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 602,601 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحيح مسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، حديث: 896. ③ صحيح البخاري، الاستسقاء، باب الاستسقاء في المسجد الجامع، حديث: 1013. ④ [حسن] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، حديث: 1169، وسنده حسن، امام ابن خزيمة نے حديث: 1416 میں، امام حاکم نے المستدرک: 327/1 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

نماز استسقا

ہے کہ رسول اللہ ﷺ استسقا کے لیے نکلے، آپ نے اپنی پیٹھ لوگوں کی طرف کی اور قبلہ رخ ہو کر دعا کرنے لگے، پھر اپنی چادر پلٹی۔^①

آپ ﷺ پر سیاہ چادر تھی، آپ نے اس کا نچلا حصہ اوپر لانا چاہا مگر مشکل پیش آئی تو آپ نے اسے اپنے کندھوں پر ہی الٹ دیا۔^②

چادر پلٹتے وقت چادر کا اندر کا حصہ باہر کیا جائے اور دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندھے پر ڈال لیا جائے۔^③

امام کے ساتھ لوگ بھی اپنی چادریں اٹھیں۔^④

رسول اللہ ﷺ لوگوں کو لے کر بارش طلب کرنے کے لیے عید گاہ کی طرف نکلے انھیں دو رکعتیں نماز پڑھائی اور اس میں بلند آواز سے قراءت کی۔^⑤

نبی اکرم ﷺ نے نماز عید کی طرح لوگوں کو دو رکعتیں نماز استسقا پڑھائی۔^⑥

① صحیح البخاری، الاستسقاء، باب کیف حوّل النبی ﷺ ظہرہ إلى الناس؟ حدیث: 1025، وصحیح مسلم، صلاة الاستسقاء باب: کتاب صلاة الاستسقاء، حدیث: 894.

② [صحیح] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفریعها، حدیث: 1164، وهو حدیث صحیح، ومسند أحمد: 41/4. امام ابن خزيمة نے حدیث: 1415 میں اور امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء وتفریعها، حدیث: 1163، وسنده صحیح.

④ [حسن] مسند أحمد: 41/4، وسنده حسن، ابن دینق العید نے اسے صحیح کہا ہے۔ اٹنے ہاتھوں سے دعا کرنا اور چادر پلٹنا دراصل فعلی دعا ہے کہ اے مولا کریم! اس چادر اور ہاتھوں کی طرح ہمارے حالات پلٹ دے اور قحط کو خوشحالی سے بدل دے، یقیناً اس ساری کائنات کے تمام تر حالات صرف تیرے ہی اختیار میں ہیں۔

⑤ صحیح البخاری، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، حدیث: 1024.

⑥ [حسن] جامع الترمذی، الجمعة، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، حدیث: 558، وسنن أبي داود، صلاة الاستسقاء، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء، حدیث: 1165، وسنده «

نماز استسقا

خطبہ نماز استسقا سے پہلے ہے۔^①

سیدنا عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ نے نماز استسقا بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائی۔^②
ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نماز استسقا میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔

«حسن» امام ترمذی نے، امام ابن خزیمہ نے حدیث: 1405 میں اور امام نووی نے المجموع 67/5 میں اسے صحیح کہا ہے۔^① [صحیح] صحیح ابن خزیمہ، جماع أبواب صلاة الاستسقاء، باب الخطبة قبل صلاة الاستسقاء، حدیث: 1407. امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وسندہ صحیح. ② صحیح البخاری، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائمًا، حدیث: 1022.

نماز اشراق

ضحیٰ کے معنی ہیں: دن کا چڑھنا اور اشراق کے معنی ہیں: طلوع آفتاب۔ پس جب آفتاب طلوع ہو کر ایک نیزے کے برابر بلند ہو جائے تو اس وقت نوافل کا پڑھنا نماز اشراق کہلاتا ہے۔ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اس نماز کو صلاة الاوابین بھی کہا گیا ہے۔^①

نوٹ: مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھی جانے والی نماز کو جس روایت میں صلاة الاوابین کہا گیا ہے، وہ مرسل ہے (ضعیف ہے)۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يُضْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى»

”ہر صبح آدمی پر لازم ہے کہ اپنے (جسم کے) ہر بند (جوڑ) کے بدلے صدقہ خیرات کرے، پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے۔ اور ان سب چیزوں سے ضحیٰ کی دو رکعتیں کفایت کرتی ہیں۔“^②

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الأوابین حين ترمض الفصال، حدیث:

748. ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی وأن أقلها،

نماز اشراق

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! خالص میرے لیے چار رکعتیں (اشراق کی) اول دن میں پڑھ میں تجھے اس دن کی شام تک کفایت کروں گا۔“^①

معاذہ تابعیہ رحمہ اللہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز صبح کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔ سیدہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: چار رکعتیں اور جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا آپ (اس سے) زیادہ (بھی) پڑھتے۔^②

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن غسل کیا اور (چاشت کے وقت) آٹھ رکعات نماز پڑھی۔^③ معلوم ہوا کہ اشراق کی رکعتیں دو، چار یا آٹھ ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے میرے پیارے محبوب نبی اکرم ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت کی۔ جب تک میں زندہ رہوں گا انھیں نہیں چھوڑوں گا: ہر (قمری) مہینے (میں) ایام بیض: 13، 14 اور 15 تاریخ کے تین روزے، چاشت کی نماز اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔^④

① دو رکعتان.....، حدیث: 720۔ تسبیح سے مراد ہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا، تحمید: الْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا، تہلیل: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ کہنا، تکبیر: اللّٰہُ اکْبَرُ کہنا، امر بالمعروف: نیکی کا حکم یا ترغیب دینا، نہی عن المنکر: بدی سے روکنا یا نفرت دلانا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چاشت (اشراق) کی نماز کی کم از کم تعداد دو رکعتیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر)

① [صحیح] سنن أبي داود، التطوع، باب صلاة الضحی، حدیث: 1289، وهو حدیث صحیح، وجامع الترمذی، الوتر، باب ما جاء في صلاة الضحی، حدیث: 475۔ امام ترمذی اور حافظ ذہبی نے اسے حسن اور قوی الاسناد جبکہ امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 634 میں اسے صحیح کہا ہے۔ کفایت کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ تیرے کام سنواروں گا۔ واللہ اعلم۔ (ع، ر) مسند أحمد 153، 201/4، وسنده صحیح ② صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی.....، حدیث: 719۔ ③ صحیح البخاری، التهجد، باب صلاة الضحی في السفر، حدیث: 1176، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی، وأن أقلها ركعتان.....، حدیث: (80) - 336۔ ④ صحیح البخاری، التهجد، باب صلاة الضحی في الحضر، حدیث: 1178، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحی، حدیث: 721۔

نماز استخاره

جب کسی کو کوئی (جائز) امر درپیش ہو اور وہ اس میں متردد ہو کہ اسے کروں یا نہ کروں، یا جب کسی کام کا ارادہ کرے تو اس موقع پر استخاره کرنا سنت ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو رکعت نفل خشوع و خضوع اور حضور قلب سے پڑھے۔ رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ بڑے اطمینان سے کرے۔ پھر فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَ یَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ، وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ اصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَ اقْدُرْ لِیْ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ

”اے اللہ! یقیناً میں (اس کام میں) تجھ سے تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور (حصول خیر کے لیے) تجھ سے تیری قدرت کے ذریعے استطاعت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا افضل عظیم مانگتا ہوں، بے شک تو (ہر چیز پر) قادر ہے اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں۔ تو (ہر کام کا انجام) جانتا ہے اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور تو تمام

نماز استخارہ

غیبوں کا جاننے والا ہے۔ الہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر کر اور آسان کر، پھر اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے میرے دین، میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس (کام) کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مہیا کر جہاں (کہیں بھی) ہو۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔“ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ **هَذَا الزُّمَرُ** کی جگہ اپنی حاجت کا نام لو۔^①

اگر عربی زبان میں اپنی حاجت کا نام لے سکو تو بہتر ہے ورنہ یہ دعا انھی الفاظ سے پڑھ کر بعد میں اپنی بولی میں اپنی حاجت کا اظہار کیجیے۔

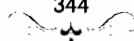
جب آپ یہ مسنون استخارہ کر کے کوئی کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ضرور اس میں بہتری کی صورت پیدا کرے گا اور برے انجام سے بچائے گا۔ استخارہ رات یا دن کی جس گھڑی میں بھی آپ چاہیں کر سکتے ہیں، سوائے اوقات مکروہہ کے۔

① صحیح البخاری، التہجد، باب ماجاء فی التطوع منی منی، حدیث: 1162 و 6382۔ بعض لوگ خود استخارہ کرنے کی بجائے دوسروں سے استخارہ کرواتے ہیں۔ یہ روش ایک وبا کی شکل اختیار کر گئی ہے جس نے جگہ جگہ دوسروں کے لیے استخارہ کرنے والے پیشسلٹ پیدا کر دیے ہیں، حالانکہ اپنے لیے خود استخارہ کرنے کی بجائے کسی اور سے استخارہ کروانا خلاف سنت ہی نہیں بلکہ کاہن اور نجومی کی تصدیق کرنے کے مترادف ہے، خصوصاً جب استخارہ کروانے والا استخارہ کرواتا ہی اس نیت سے ہے کہ مجھے ان ”بزرگوں“ سے کوئی کچی خبر یا واضح مشاہدہ ملے گا جسے بعد میں وہ من و عنین سچا جان کر کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، حالانکہ استخارے کے لیے نہ تو یہ لازمی ہے کہ یہ سونے سے پہلے کیا جائے اور نہ یہ لازمی ہے کہ خواب میں کوئی واضح اشارہ ہوگا۔ سیدھی سی بات ہے کہ کام کا ارادہ رکھنے والا شخص استخارہ کرے، نیک اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرے، اس کے بعد وہ جو کام کرے گا، اللہ تعالیٰ اس میں بہتری پیدا کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (ع، ر)



سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! أَلَا أُعْطِيكَ؟ أَلَا أَمْنُحُكَ؟ أَلَا أَحْبُوكَ؟ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ، إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ ذَنْبَكَ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَاةً وَعَمْدَةً، صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً، سِرَّةً وَعَلَانِيَةً، عَشْرَ خِصَالٍ أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ وَأَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرَكُعَ فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسُ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ، تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَا فَعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمْرِكَ مَرَّةً»



نماز تسبیح

”اے چچا جان عباس! کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا آپ کو کچھ عنایت نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ پیش نہ کروں؟ کیا میں آپ کو (درج ذیل عمل کی وجہ سے) دس اچھی خصلتوں والا نہ بنادوں؟ کہ جب آپ یہ عمل کریں تو اللہ ذوالجلال آپ کے اگلے پچھلے، نئے پرانے، انجانے میں اور جان بوجھ کر کیے گئے، تمام چھوٹے بڑے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما دے۔ وہ دس خصلتیں یہ ہیں:

آپ چار رکعات نفل اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھیں۔ جب آپ اس قراءت سے فارغ ہو جائیں تو قیام ہی کی حالت میں یہ کلمات پندرہ بار پڑھیں: **سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ** پھر آپ رکوع میں جائیں (تسبیحات رکوع سے فارغ ہو کر) رکوع میں انہی کلمات کو دس بار دہرائیں۔ پھر آپ رکوع سے اٹھ جائیں اور (سَمِيعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وغیرہ سے فارغ ہو کر) دس بار یہی کلمات پڑھیں۔ پھر سجدے میں جائیں اور (سجدے کی تسبیحات اور دعائیں پڑھنے کے بعد) یہی کلمات دس بار پڑھیں۔ پھر سجدے سے سر اٹھائیں اور (اس جلسے میں جو دعائیں ہیں وہ پڑھ کر) دس بار یہی کلمات دہرائیں، پھر (دوسرے) سجدے میں چلے جائیں۔ (پہلے سجدے کی طرح) دس بار پھر یہی تسبیح ادا کریں۔ پھر سجدے سے سر اٹھائیں (اور جلسہ استراحت میں کچھ اور پڑھے بغیر) دس بار اس تسبیح کو دہرائیں۔ یوں ایک رکعت میں کل پچھتر (75) تسبیحات ہو جائیں گی۔ اسی طرح چاروں رکعات میں یہ عمل دہرائیں۔ اگر آپ طاقت رکھتے ہوں تو نماز تسبیح روزانہ ایک بار پڑھیں، اگر آپ ایسا نہ کر سکتے ہوں تو ہر جمعے میں ایک بار پڑھیں۔^① یہ بھی نہ کر سکتے

① اہل دنیا کو سات دنوں کی مدت معلوم ہے۔ مسلمانوں کے ہاں جمعہ سے، یہودیوں کے ہاں ہفتہ سے،

نماز تسبیح

ہوں تو ہر مہینے میں ایک بار پڑھیں۔

یہ بھی نہ کر سکیں تو سال میں ایک بار، اگر آپ سال میں بھی ایک بار ایسا نہ کر سکتے ہوں تو زندگی میں ایک بار ضرور پڑھیں۔“^①

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (الخصال المکفرة اور أمالی الأذکار میں) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کثرت طرق کی بنا پر حسن درجے کی ہے، شیخ البانی فرماتے ہیں کہ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اس حدیث کی تقویت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ حق ہے کیونکہ اس کے بہت سے طرق ہیں۔ علامہ مبارکپوری نے (مرعاة، حدیث: 1339) کی شرح میں اور شیخ احمد شاہ

اور عیسائیوں کے ہاں اتوار کے دن سے اس مدت کا آغاز ہوتا ہے۔ جس طرح ”ہفتہ“ ایک خاص دن کا نام ہے اور اس سات دنوں کی مدت کو بھی ہفتہ کہتے ہیں، اسی طرح ”جمعہ“ بھی ایک خاص دن کا نام ہے اور اس سات دنوں کی مدت کو بھی ”جمعہ“ کہتے ہیں۔ عربی میں اس مدت کو ”اسبوع“ بھی کہتے ہیں۔ اس تفصیل کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث کا منشا یہ نہیں ہے کہ نماز تسبیح ہر جمعے کے دن پڑھو بلکہ مقصد یہ ہے کہ پورے سات دنوں کی مدت میں کسی وقت بھی پڑھ لو، چنانچہ صرف جمعے کا دن نماز تسبیح کے لیے خاص کرنا صحیح نہیں۔ (ع، ر)

① [حسن] سنن أبي داود، التطوع، باب صلاة التسبیح، حدیث: 1297، وسنده حسن، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة التسبیح، حدیث: 1386. امام ابن خزيمة نے حدیث: 1216 میں، امام حاکم نے المستدرک: 1/318 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ یاد رہے کہ اس حدیث شریف میں نماز تسبیح باجماعت ادا کرنے کا ذکر نہیں ہے، صرف انفرادی عمل کے طور پر نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا جان کو اس کی ترغیب دی ہے، لہذا جو مسلمان نماز تسبیح ادا کرنا چاہے، اسے چاہیے کہ پہلے نماز تسبیح کا طریقہ دیکھے، پھر اسے تنہائی میں اکیلا پڑھے۔ اور یہ روئے بھی انتہائی مہلک ہے کہ بندہ فرض نمازوں پر تو توجہ نہ دے مگر نماز تسبیح (باجماعت) ادا کرنے کے لیے ہمد وقت بے تاب رہے، لہذا فرض نمازوں کے تارک کو پہلے سچی توبہ کرنی چاہیے اور فرض نمازوں کی مکمل حفاظت کرنی چاہیے، پھر وہ نماز تسبیح پڑھے تو اسے یقیناً فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔ (ع، ر)

نماز تسبیح

نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ جبکہ خطیب بغدادی، امام نووی (نے تہذیب الأسماء و اللغات میں) اور ابن صلاح نے اسے صحیح کہا ہے۔

نوٹ: نماز تسبیح میں تسبیحات، تشهد میں التحیات سے پہلے پڑھیں۔ بخلاف دوسرے ارکان کے۔ نماز تسبیح کے بعد پڑھی جانے والی دعا کی سند سخت ضعیف ہے۔ اس کے راوی عبد القدوس بن حبیب کو حافظ بیہمی نے متروک اور عبد اللہ بن مبارک نے کذاب کہا ہے۔

احکام الجنائز

بیمار پر سی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ»

”مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: ① (جب ملے تو اسے سلام کہے یا اس کے سلام کا جواب دے۔ ② جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ ③ جب مر جائے تو اس کا جنازہ پڑھے۔ ④ جب دعوت دے تو اسے قبول کرے۔ ⑤ اگر وہ چھینک پر [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کہے، تو جواب میں [يَرْحَمُكَ اللَّهُ] کہے۔“ ①

سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان دوسرے مسلمان کی دن کے اول حصے میں (دوپہر سے پہلے) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصے میں (دوپہر کے بعد) عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں، نیز اس کے لیے بہشت میں باغ ہے۔“ ②

① صحیح البخاری، الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، حدیث: 1240، وصحیح مسلم، السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، حدیث: 2162. ② [حسن] سنن أبو داود، الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، حدیث: 3098، وهو حدیث حسن، جامع،

احکام الجنائز

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے میوے چنتا ہے۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے۔“^②

آپ نے فرمایا: ”مسلمان کو جو بھی رنج، دکھ، فکر اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کاٹا (بھی) لگتا ہے تو وہ تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔“^③

مزید فرمایا: ”جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح مٹاتا ہے جس طرح (پت جھڑ میں) درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔“^④

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بخار (ہو جائے تو اس) کو برا نہ کہو کیونکہ بخار آدمی کے گناہ اس طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے سے میل کو دور کرتی ہے۔“^⑤

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ مسافر اور مریض کو ان اعمال کے برابر اجر دیتا ہے جو وہ گھر میں اور تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا۔“^⑥

۱۱ الترمذی، الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، حدیث: 969 امام ترمذی نے اسے حسن جبکہ امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 710 [وسندہ حسن] میں، حاکم نے 342,341/1 میں اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ ① صحیح مسلم، البر والصلة، باب فضل عيادة المريض، حدیث: 2568. ② صحیح البخاری، المرضی، باب ماجاء في كفارة المرض، حدیث: 5645. ③ صحیح البخاری، المرضی، باب ماجاء في كفارة المرض، حدیث: 5640-5642، وصحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن، حدیث: 2572. ④ صحیح البخاری، المرضی، باب شدة المرض، حدیث: 5647، وصحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن، حدیث: 2571. ⑤ صحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن، حدیث: 2575. ⑥ صحیح البخاری، الجهاد والسير، باب يكتب للمسافر مثل ما كان يعمل في الإقامة، ۱۱

احکام الجنائز

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) میں آزماتا ہوں (اور اسے بینائی سے محروم کرتا ہوں) پھر اگر وہ صبر کرے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دوں گا۔“^①

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کالی عورت آئی اور عرض کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرا ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو صبر کرے گی تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر چاہے تو دعا کیے دیتا ہوں کہ اللہ تجھے صحت سے نوازے۔“ وہ کہنے لگی کہ میں صبر کروں گی۔ پھر کہنے لگی کہ میرا ستر کھل جاتا ہے، اللہ سے دعا کریں کہ وہ نہ کھلے (تاکہ میں بے پردہ نہ ہوؤں)۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔^②

عیادت کی دعائیں

جب مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی مندرجہ ذیل دعائیں اس کے حق میں کریں:

پہلی دعا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے تو وہ شفا یاب ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کی موت کا وقت ہی آچکا ہو۔“

أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ

« حدیث: 2996. ① صحیح البخاری، المرض، باب فضل من ذهب بصره، حدیث: 5653. ② صحیح البخاری، المرض، باب فضل من بصرع من الريح، حدیث: 5652، وصحیح مسلم، البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصبیه من مرض أو حزن، حدیث: 2576.

احکام الجنائز

”میں! بزرگ و برتر اللہ، عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا سے نوازے۔“^①

دوسری دعا: رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس سے یہ کلمات کہے:

لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

”کوئی حرج نہیں (غم نہ کر) اگر اللہ نے چاہا تو (یہی بیماری تجھے گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔“^②

تیسری دعا: سیدہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مریض (کے جسم) پر اپنا دایاں ہاتھ بھیرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

أَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبِّ النَّاسِ وَأَشْفِ الشَّافِيَ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

”اے انسانوں کے رب! بیماری کو دور کر اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا (دے) جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی۔“^③

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی مسلمان کو تکلیف (مصیبت یا نقصان) پہنچے تو وہ یہ کہے:

① [صحیح] سنن أبي داود، الجنائز، باب الدعاء للمريض عند العيادة، حديث: 3106، وهو حديث صحيح، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 714 میں، امام حاکم نے المستدرک: 342/1-416 میں اور امام نووی نے المجموع: 110/5 میں اسے صحیح کہا ہے۔ ② صحیح البخاری، المرض، باب عيادة الأعراب، حديث: 5656. ③ صحیح البخاری، الطب، باب مسح الراقي الوجع بيده اليمنى، حديث: 5750، وصحيح مسلم، السلام، باب استحباب رقية المريض، حديث: 2191.

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَآخِلْفِ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا

”ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر اور نعم البدل عطا فرما۔“ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس سے اچھی چیز عنایت فرمادیتا ہے۔“^①

چوتھی دعا: معوذات کا دم: سیدہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوتے تو اپنے آپ پر معوذات (قرآن کی آخری تین سورتوں) سے دم کرتے اور اپنے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرتے۔ جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا معوذات پڑھ کر رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی حالت میں دم کرتی تھیں اور حصول برکت کے لیے آپ کے ہاتھوں میں پھونک کر ان کو آپ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں۔^②

پانچویں دعا: سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے جسم کے درد کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: ”اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو، پھر بسم اللہ کہو اور سات دفعہ یہ کلمات پڑھو:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

”میں اللہ کے ساتھ اور اس کی قدرت کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا (محسوس کرتا) ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی۔^③

① صحیح مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة؟ حدیث: 918. ② صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، حدیث: 5016، و صحیح مسلم، السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوذات والنفث، حدیث: 2192. ③ صحیح مسلم، السلام، باب استحباب

چھٹی دعا: رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا کرتے تھے:

أَعِيذُكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الثَّامَةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَآمَةٍ

”میں تم دونوں کو اللہ کے تمام کامل کلمات کے ساتھ (اس کی) پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلے جانور کی برائی سے اور ہر نظر بد سے۔“
پھر فرمایا: ”تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام (بھی) ان کلمات کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہ السلام کے لیے (اللہ کی) پناہ طلب کیا کرتے تھے (اور انہیں دم کرتے تھے)۔“^①
ساتویں دعا: جبریل امین علیہ السلام کا دم: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا: اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ تو جبریل علیہ السلام نے (یہ) پڑھا (اور آپ پر دم کیا):

بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ

”اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں آپ پر دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے، ہر نفس اور ہر حاسد کی آنکھ کے شر سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ پر دم کرتا ہوں۔“^②

① وضع یدہ علی موضع الألم مع الدعاء، حدیث: 2202. ② صحیح البخاری، أحادیث الأنبياء، باب: 10، حدیث: 3371، وسنن أبي داود، السنة، باب في القرآن، حدیث: 4737، وجامع الترمذی، الطب، باب كيف يعوذ الصبيان؟ حدیث: 2060 واللفظ لهما.

② صحیح مسلم، السلام، باب الطب و المرض و الرقي، حدیث: 2186. ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ① اپنے آپ پر خود دم کرنا ② جو دم کروانے آئے اسے دم سکھانا کہ وہ خود ہی اپنے آپ پر دم

احکام الہماز

”کرے ۱۰ مریض کے مطالبے کے بغیر اسے دم کرنا ۱۱ یا مریض کا کسی سے دم کروانا سب جائز ہے، لیکن افسوس کہ مسلمان صرف آخری جائز (دم کروانا) پر ہی عمل کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو دم کرنے کی سنت تقریباً مفقود ہو چکی ہے کیونکہ اس میں ایک آدھ دعا یاد کرنی پڑتی ہے۔ یاد رکھیے! براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگنا انتہائی سعادت کی بات ہے، یہ عین عبادت ہے اور مریض کی دعا تو ویسے بھی بہت قبول ہوتی ہے، لہذا اسے چاہیے کہ نہ صرف خود دم کرے بلکہ استغفار کو معمول بنائے، اس سے تکلیف سے جلد نجات ملے گی اور درجات بڑھیں گے، نیز خوب دعائیں کرے اللہ قبول کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ (ع، ر)



عالم نزع میں تلقین

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔“^①

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“^②
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو بھلائی کی بات کہو کیونکہ اس وقت تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔“^③

مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھنے والی روایت (سنن أبی داود، حدیث: 3121) کو

① صحیح مسلم، الجنائز، باب تلقین الموتی: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، حدیث: 917,916۔ یعنی ان کے قریب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھو تا کہ اسے سن کر وہ بھی پڑھیں۔ لیکن افسوس کہ آج کے جہلاء، زندہ اور قریب المرگ کو تو اس کی تلقین نہیں کرتے، البتہ موت کے بعد چار پائی کو کندھا دیتے وقت کہتے جاتے ہیں: ”کلمہ شہادت“ حالانکہ خیر القرون کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ کام نہیں کیا، پھر یہ آج ہمارے دین کا حصہ کیسے بن سکتا ہے؟ (ع، ر)

② [حسن] سنن أبی داود، الجنائز، باب فی التلقین، حدیث: 3116، وسندہ حسن، امام حاکم نے المستدرک: 351/1، 500 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ کیونکہ اس نے آثار موت دیکھ کر نہیں بلکہ اللہ سے ڈر کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا لیکن چند ہی لمحوں بعد اللہ کی قضا آ گئی اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس کی زندگی کا آخری کلام بن گیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔ (ع، ر)

③ صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند المریض أو المیت، حدیث: 919۔

علامہ نووی نے ضعیف کہا ہے اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے۔^①

موت کی آرزو کرنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موت کی آرزو نہ کرو۔ اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو اور اگر بدکار ہو تو، تو بہ کر کے اللہ کو راضی کر سکو۔“^②

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”موت کی آمد سے پہلے اس کی آرزو کرو نہ موت کی دعا کرو کیونکہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کی (نیکی کرنے کی) امید ختم ہو جاتی ہے اور مومن کی لمبی عمر اسے نیکیوں ہی میں آگے بڑھاتی ہے۔“^③

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا: ”دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو مسافر بلکہ راہی ہے۔“ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرو۔ جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرو۔ تندرستی کو بیماری اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان۔^④

خودکشی سخت گناہ ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے، وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص نیزہ چھو کر اپنی جان دیتا ہے، وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔“^⑤

① التلخیص الحبیر: 104/2. ② صحیح البخاری، التمنی، باب ما یکرہ من التمنی، حدیث:

7235. ③ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب کراہۃ تمنی الموت لضرر نزل بہ، حدیث:

2682. ④ صحیح البخاری، الرقاق، باب قول النبی ﷺ: کن فی الدنیا کأنک غریب.....،

حدیث: 6416. ⑤ صحیح البخاری، الجنائز، باب ما جاء فی قاتل النفس، حدیث: 1365.

تجہز و تکفین

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے (ایک ایسے ہی شخص کے متعلق) فرمایا: ”میرے بندے نے اپنی جان خود لی، اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔“^①

میت کو بوسہ دینا

جس کا کوئی قریبی دوست یا عزیز فوت ہو جائے تو اس کا میت کو فرط محبت سے بوسہ دینا جائز ہے کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر آپ کو بوسہ دیا تھا۔^②

میت کا غسل

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو نہلا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”اسے تین، پانچ یا سات بار پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار (پانی میں) کچھ کافور بھی ملا لو۔“ ایک روایت میں ہے: ”غسل دائیں طرف اعضائے وضو سے شروع کرو۔“ (سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) ہم نے (غسل کے بعد) اس کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور انھیں پیچھے ڈال دیا۔^③

① صحیح البخاری، الجنائز، باب ماجاء في قاتل النفس، حدیث: 1364، وصحیح مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه، حدیث: 978، صحیح مسلم کی اس روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود کشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، لہذا معزز اہل علم اس کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں تاکہ باقی لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ (ع، ر)

② صحیح البخاری، الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت إذا أدرج في أكفانه، حدیث: 1241، 1242.

③ صحیح البخاری، الجنائز، باب يجعل الكافور في الأخيرة، حدیث: 1255-1259، وصحیح مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، حدیث: 939. اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو عورتیں ہی غسل دیں گی، یاد رہے کہ غسل میت کا طریقہ درج ذیل ہے اور غسل کے دوران میں اکرام میت کا بہت خیال رکھنا چاہیے، تفصیل یہ ہے:

میت کا کفن

① رسول اللہ ﷺ کو سفید رنگ کے تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں کریتہ تھانہ عمامہ۔

میت کا سوگ

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی فوت ہو گیا۔ تین دن بعد انھوں نے خوشبو منگوائی اور

وفات کے فوراً بعد میت کا منہ اور آنکھیں بند کی جائیں، بازو، ٹانگیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بھی سیدھی کر لی جائیں، نیز قمیص اور بنیان وغیرہ اتار کر چادر سے میت کا بدن ڈھانپ دیا جائے۔

پانی اور بیری کے پتے ابال لیے جائیں، پھر نیم گرم پانی ہی استعمال کیا جائے، نیز پانی کم از کم استعمال کیا جائے۔ لکڑی کا ایک تختہ ایسی جگہ رکھا جائے جہاں پانی کا نکاس اور گندگی کو ٹھکانے لگانا آسان ہو، میت کو اس تختے پر لٹایا جائے۔ ناف سے گھٹنوں تک کی جگہ کپڑے سے ڈھانپ دی جائے اور دوران غسل میت کی شرمگاہ پر نظر پڑے نہ کپڑے کے بغیر اسے ہاتھ لگے۔

اگر جسم زخمی ہو اور اس پر پٹیاں بندھی ہوئی ہوں تو احتیاط سے پٹیاں کھول کر روئی اور نیم گرم پانی سے آہستہ آہستہ زخم دھوئے جائیں۔ ہر کام کی ابتدا دائیں طرف سے کریں الا یہ کہ صرف بائیں جانب توجہ کی مستحق ہو۔

ناف کی طرف ہاتھ سے میت کا پیٹ دو یا تین دفعہ دبایا جائے (تاکہ اندر رکی ہوئی گندگی امکانی حد تک خارج ہو جائے) پھر بائیں ہاتھ پر کپڑے کا دستانہ وغیرہ (جو کفن کے ساتھ بنایا جاتا ہے) پہن کر پہلے مٹی کے تین ڈھیلوں، پھر پانی سے اس کا استنجا کریں۔ اگر زیر ناف بالوں کی صفائی باقی ہو تو کر لی جائے۔ ناک، دانت، منہ کا خلال اور کانوں میں اچھی طرح گیلی روئی پھیر کر ان کی الگ سے صفائی کر لی جائے تاکہ بعد میں وضو کے دوران تین دفعہ سے زیادہ نہ دھونا پڑے۔

بسم اللہ پڑھ کر میت کو مسنون وضو کرایا جائے (سر کا مسح اور پاؤں رہنے دیں)۔ تین دفعہ اچھی طرح سر دھوئیں۔

حسب ضرورت صابن استعمال کرتے ہوئے پورا جسم تین، پانچ یا سات مرتبہ اچھی طرح دھوئیں۔ آخری دفعہ نہلاتے وقت پانی میں کچھ کا فور ملا لیں۔ سب سے آخر میں پاؤں دھوئیں۔ (ع، ر)

① صحیح البخاری، الجنائز، باب الثیاب البیض للکفن، حدیث: 1264.

اسے ملا، پھر کہا: مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ”جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے، سوائے شوہر کے جس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔“^①

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا لڑکا فوت ہو گیا۔ تیسرے دن انھوں نے زردی منگوا کر بدن پر ملی اور کہا: ہمارے لیے شوہر کے علاوہ کسی اور (کی وفات) پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا ممنوع ہے۔^②

میت پر رونا

اگر میت کو دیکھ کر رونا آئے اور آنسو جاری ہوں تو منع نہیں، اس لیے کہ یہ بے اختیار رونا ہے جو جائز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آنکھ کے رونے اور دل کے پریشان ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں کرتا بلکہ زبان (کے چلنے اور واویلا کرنے) کی وجہ سے عذاب کرتا ہے۔“^③

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”(اللہ کے ہاں) وہ صبر معتبر ہے جو صدمے کے شروع میں ہو۔“^④

یعنی واویلا اور بین کرنے کے بعد صبر کرنا، صبر نہیں ہے۔ اصل صبر یہ ہے کہ مصیبت کے شروع ہی میں تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا جائے اور اظہار غم کے فطری طریقے کے علاوہ اور کچھ نہ کیا جائے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے

① صحیح البخاری، الجنائز، باب إحداد المرأة علی غیر زوجها، حدیث: 1282. ② صحیح البخاری، الجنائز، باب إحداد المرأة علی غیر زوجها، حدیث: 1279. ③ صحیح البخاری، الجنائز، باب البكاء عند المریض، حدیث: 1304، و صحیح مسلم، الجنائز، باب البكاء علی المیت، حدیث: 924. یعنی نوحہ، ماتم اور بین کرنا ممنوع اور باعث عذاب ہے۔ ④ صحیح البخاری، الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الأولى، حدیث: 1302، و صحیح مسلم، الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبة عند الصدمة الأولى، حدیث: 926.

نہیں ہے جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے (نوحہ اور واویلا کرے)۔“^①
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں بیزار ہوں اس سے جو (موت کی مصیبت میں) سر کے
بال نوچے، چملا کر روئے اور اپنے کپڑے پھاڑے۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے (اس) مومن بندے کے لیے
بہشت کے سوا کوئی بدلہ نہیں جس کے پیارے کو میں اہل دنیا سے قبض کرتا ہوں اور وہ (اس
کی موت پر) صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھتا ہے۔“^③

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاہلیت کے چار کام ایسے ہیں جنہیں میری امت کے لوگ
نہیں چھوڑیں گے: ① اپنے حسب میں فخر کرنا۔ ② (کسی کے) نسب میں طعن کرنا۔
③ ستاروں کے ذریعے پانی طلب کرنا ④ نوحہ کرنا۔“ اور یہ بھی فرمایا: ”اگر نوحہ کرنے والی
عورت مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس پر گندھک کی قیص اور خارش کا
کرتا ہوگا۔“^④

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم جب حالت نزع میں تھے تو آپ نے انہیں اٹھایا اور
فرمایا: ”آکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل غمگین ہے مگر اس کے باوجود ہم کچھ نہیں کہیں گے،
سوائے اس (بات) کے جس سے ہمارا رب راضی ہو اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی کے

① صحیح البخاری، الجنائز، باب ليس منا من شق الجيوب، حديث: 1294، وصحيح
مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود و شق الجيوب،.....، حديث: 103. ② صحیح
البخاری، الجنائز، باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة، حديث: 1296، وصحيح مسلم،
الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود و شق الجيوب، حديث: 104. ③ صحیح البخاری،
الرقاق، باب العمل الذي يتبع به وجه الله،.....، حديث: 6424.

④ صحیح مسلم، الجنائز، باب في التشديد في النياحة، حديث: 934، اہل جاہلیت کا عقیدہ تھا کہ
ستاروں کی نقل و حرکت اور طلوع و غروب کا بارش اور دیگر زمینی واقعات و حوادث کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔
آج کل علم نجوم بھی انہی شرکیہ خرافات سے عبارت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔ (ع، ر)

سبب غمگین ہیں۔“^①

رسول اللہ ﷺ کا نواسہ فوت ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ وہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے رحمت کرنے والوں ہی پر رحمت کرتا ہے۔“^②

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت کے تین بچے مرجائیں تو وہ (اس کے لیے) جہنم کی آگ سے آڑ بنیں گے۔“ ایک عورت نے پوچھا کہ اگر دو بچے مرجائیں تو؟ آپ نے فرمایا: ”دو بچے بھی۔“ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس سے مراد وہ بچے (ہیں) جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔“^③

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ان بچنے میں فوت ہونے والے بچوں پر (اپنی) رحمت اور فضل کے سبب ان کے مسلمان والدین کو جنت میں داخل کرے گا۔“^④

① صحیح البخاری، الجنائز، باب قول النبی ﷺ : إنا بك لمحزونون، حدیث: 1303، وصحیح مسلم، الفضائل، باب رحمته ﷺ الصبيان والعیال.....، حدیث: 2315. معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ محبوب کی محبت میں آکر اپنے فیصلے نہیں بدلتا بلکہ جو چاہتا ہے، سو کرتا ہے، وہ کسی کی طاقت سے مرعوب ہوتا ہے نہ کسی کی محبت سے مغلوب۔ (ع، ر)

② صحیح البخاری، الجنائز، باب قول النبی ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه.....، حدیث: 1284، وصحیح مسلم، الجنائز، باب البكاء على الميت، حدیث: 923. ③ صحیح البخاری، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، حدیث: 1250، 1249، وصحیح مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، حدیث: 2634، 2633. ④ صحیح البخاری، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، حدیث: 1248.

تعزیت^① کے مسنون الفاظ

آپ نے اپنے نواسے کے متعلق جو حالت نزع میں تھے، اپنی بیٹی کو یہ کلمات تعزیت بھیجے:

إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا آعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى

”یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے، اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔“ (پھر آپ نے پیغام لے جانے والے سے کہا کہ) ”اسے حکم دینا کہ صبر کر کے اس کے اجر و ثواب کی امید رکھے۔“^② معلوم ہوا کہ اس دعا کے بعد لواحقین کو صبر کرنے اور ثواب کی امید رکھنے کی تلقین بھی کرنی چاہیے۔

① تعزیت کا مطلب وعدہ اجر کی بنا پر صبر کی تلقین و ترغیب دینا اور میت و مصیبت زدہ کو دعا دینا ہے۔
 ② صحیح البخاری، التوحید، باب قول اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ﴾، حدیث: 7377، وصحیح مسلم، الجنائز، باب البكاء علی المیت، حدیث: 923.

WWW.KITABOSUNNAT.COM



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ»

”جس مسلمان کے جنازے میں ایسے چالیس آدمی شامل ہوں جو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس (میت کے حق) میں ان کی سفارش قبول کرتا ہے۔“^①

نماز جنازہ پڑھنے کے لیے میت کی چار پائی اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی سمت (قبلے کی دائیں جانب) اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں، پھر با وضو ہو کر صفیں باندھیں۔ میت اگر مرد ہے تو امام (اس کے) سر کے سامنے کھڑا ہو اور اگر عورت ہے تو اس کے درمیان کھڑا ہو۔^②

پھر دل میں نیت کر کے دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں تک اٹھائیں اور پہلی تکبیر کہہ کر سورۃ فاتحہ پڑھیں۔

① صحیح مسلم، الجنائز، باب من صلی علیہ أربعون شفّعوا فیہ، حدیث: 948. ② [حسن] جامع الترمذی، الجنائز، باب ما جاء أين يقوم الإمام من الرجل والمرأة؟ حدیث: 1034، وسنن أبي داود، الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت إذا صلی علیہ؟ حدیث: 3194، وسندہ حسن، امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ نیز دیکھیے صحیح البخاری، حدیث: 1332، وصحیح مسلم، حدیث: 964.

جنازے میں سورۃ فاتحہ

سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے تکبیر کہی جائے، پھر فاتحہ پڑھی جائے، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور میت کے لیے دعا کی جائے اس کے بعد سلام (پھیرا جائے)۔^①

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا: (میں نے یہ اس لیے کیا ہے) تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔^②

طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔^③

معلوم ہوا کہ تکبیر اولیٰ کے بعد سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔ سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر امام کو دوسری تکبیر کہنی چاہیے اور پھر نماز والا درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد تیسری تکبیر کہہ کر ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں:

پہلی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا
وَذَكَرْنَا وَانْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاجِئْهُ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ

- ① [صحیح] المصنف لعبد الرزاق، الجنائز، باب القراءة والدعاء في الصلاة على الميت: 490,489/3، حدیث: 6428. حافظ ابن حجر نے التلخیص الحبير: 122/2 میں اسے صحیح کہا ہے۔ المتقی لابن الجارود، حدیث: 540، وسنده صحیح. ② صحیح البخاری، الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة، حدیث: 1335. اس سے جہری قراءت بھی ثابت ہوئی، تعجب ہے جو لوگ اٹھتے بیٹھتے ”فاتحہ“ کا نام لیتے ہیں، وہ نماز جنازہ میں اسے پڑھتے ہی نہیں۔ (ع، ر)
- ③ [صحیح] سنن النسائي، الجنائز، باب الدعاء، حدیث: 1989، وسنده صحیح.

تَوَفَّيْتُهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ

”اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردے کو، چھوٹے اور بڑے کو، مرد اور عورت کو، حاضر اور غائب کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے، اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو فوت کرے، اسے ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی گمراہی (آزمائش) میں نہ ڈال“^①

دوسری دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاكْرِمْ تُرُكُهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالْقَلِجِ وَالْبَرْدِ وَثَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا ثَقَّيْتَ الثَّوْبَ الابْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِزَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ

”اے الہی! اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت میں رکھ، اس سے درگزر فرما، اس کی بہترین مہمانی فرما، اس کی قبر فراخ فرما، اس کے (گناہ) پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا ہے۔ اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر،

① [حسن] سنن ابن ماجہ، الجنائز، باب ماجاء في الدعاء في الصلاة على الجنائز، حديث: 1498، وسنن أبي داود، الجنائز، باب الدعاء للميت، حديث: 3201، وسنده حسن، امام ابن حبان نے الموارد، حديث: 757 میں اسے صحیح کہا ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ والحمد لله

(دنیا کے) لوگوں سے بہتر گھر والے اور اس کی بیوی سے بہتر جوڑا عطا فرما، اسے بہشت میں داخل فرما اور (فتنہ، قبر،) عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا۔“^①

تیسری دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلُ جَوَارِكَ فَقِهِ
مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ ،
فَاغْفِرْ لَهُ وَاَرْحَمْهُ ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

”الہی! یہ فلاں بن فلاں کی ذمہ داری میں ہے۔ اسے فتنہ قبر اور آگ کے عذاب سے بچا، تو (اپنے وعدے) وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔ الہی! اسے معاف کر دے اور اس پر رحم فرما، بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔“^②

جنازے کے مسائل

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاتا ہے اور جنازہ ہونے اور تدفین سے فارغ ہونے تک ساتھ رہتا ہے تو اس کے لیے دو قیراط ثواب ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو (صرف) جنازہ پڑھ کر واپس آ جاتا ہے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے۔“^③

● رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میت کو جلد دفن کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو جس طرف تم اسے

① صحیح مسلم، الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاة، حدیث: 963. ② [صحیح] سنن ابن ماجہ، الجنائز، باب ماجاء فی الدعاء فی الصلاة علی الجنائز، حدیث: 1499، و سنن أبي داود، الجنائز، باب الدعاء للمیت، حدیث: 3202، وهو حدیث صحیح، امام ابن حبان نے الموارد، حدیث: 758 میں اسے صحیح کہا ہے۔ الأوسط لابن المنذر: 441/5، حدیث: 3173. ③ صحیح البخاری، الإیمان، باب اتباع الجنائز من الإیمان، حدیث: 1325 و 47، صحیح مسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة علی الجنائز واتباعها، حدیث: 945.

نماز جنازہ

بھیج رہے ہو، وہ اس کے لیے فائدہ مند ہے اور اگر وہ برا ہے تو وہ بوجھ ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔“^①

- سنت یہ ہے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ اور دعائیں آہستہ پڑھی جائیں۔^②
- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جنازے میں (تعلیمنا) فاتحہ بلند آواز سے پڑھی۔^③
- لہذا جنازے میں امام تعلیمنا اونچی آواز سے قراءت کر سکتا ہے۔
- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھا جائے۔“^④

① صحیح البخاری، الجنائز، باب السرعة بالجنائز، حدیث: 1315، وصحیح مسلم، الجنائز، باب الإسراع بالجنائز، حدیث: 944. ② [صحیح] سنن النسائي، الجنائز، باب الدعاء، حدیث: 1991، وهو حدیث صحیح، حافظ ابن حجر نے فتح الباری: 204/3 میں اسے صحیح کہا ہے۔ المتفق لابن الجارود: 540، وسندہ صحیح.

③ [صحیح] سنن النسائي، الجنائز، باب الدعاء، حدیث: 1990، وسندہ صحیح، امام حاکم نے المستدرک: 386,358/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے، نیز اس کی اصل صحیح بخاری میں ہے، دیکھیے حدیث: 1335. تعلیم کے علاوہ مطلقاً جائز ہونے کی بنا پر بھی بلند آواز سے جنازہ پڑھایا جاسکتا ہے، چنانچہ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ میں ایک دعا پڑھی جو میں نے یاد کر لی اور میں نے تمنا کی کاش کہ یہ میرا جنازہ ہوتا۔ دیکھیے صحیح مسلم، الجنائز، باب الدعاء للمیت فی الصلاة، حدیث: 963. (ع، ر)

④ صحیح البخاری، الجنائز، باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع.....، حدیث: 1310. بعض علماء کے نزدیک یہ حکم استحباب کے طور پر ہے جبکہ بعض دوسرے اسے منسوخ قرار دیتے ہیں، اس کی دلیل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَائِزَةِ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذَلِكَ، وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوسِ] ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جنازے کے بارے میں کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا، پھر اس کے بعد آپ بیٹھے رہتے اور ہمیں بھی بیٹھے کا حکم دیا۔“ (ع۔ و) (مسند أحمد: 83/1، حدیث: 627، وشرح معاني الآثار للطحاوي: 282/1، دیکھیے أحكام الجنائز للآلباني، ص: 100)

نماز جنازہ

- نبی اکرم ﷺ نے شہداء کو خون سمیت دفنانے کا حکم دیا، ان پر نماز جنازہ پڑھی نہ انھیں غسل دیا۔^①
- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کی چار تکبیریں روایت کیں۔^②
- سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پر چار تکبیرات کہتے۔ ایک جنازے پر انھوں نے پانچ تکبیرات کہیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح بھی کرتے تھے۔^③
- رسول اللہ ﷺ نے سہیل اور ان کے بھائی رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔^④
- سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد میں پڑھائی۔^⑤
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چار مسلمان جس مسلمان کی تعریف کریں اور اچھی شہادت دیں، اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔“ ہم نے عرض کیا: اور تین؟ آپ نے فرمایا: ”تین بھی۔“ ہم نے عرض کیا: اور دو؟ آپ نے فرمایا: ”دو بھی۔“ پھر ایک کے متعلق ہم نے سوال نہ کیا۔^⑥

عائبانہ نماز جنازہ

عائبانہ نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہے اور اس کی دلیل وہ حدیث جو صحیح بخاری (حدیث: 1333, 1328, 1327, 1320, 1318, 1248) وغیرہ اور صحیح مسلم (حدیث: 951) میں نجاشی شاہ حبشہ کے حوالے سے آئی ہے۔^⑦

① صحیح البخاری، الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، حدیث: 1343، 1347. ② صحیح البخاری، الجنائز، باب التكبير على الجنائز أربعاً، حدیث: 1333، وصحیح مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنائز، حدیث: 951. ③ صحیح مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، حدیث: 957. ④ صحیح مسلم، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد، حدیث: 973. ⑤ السنن الكبرى للبيهقي، 52/4، وسنده صحيح، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد. ⑥ صحیح البخاری، الجنائز، باب ثناء الناس على الميت، حدیث: 1368، 2643.

⑦ عائبانہ نماز جنازہ کے متعلق علمائے متقدمین میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ،

قبر پر نماز جنازہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیاہ رنگ کی ایک خاتون مسجد (نبوی) میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ نظر نہ آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا

۴۱ اور دیگر جمہور سلف صالحین اسے جائز کہتے ہیں۔ جبکہ احناف اور مالکی حضرات اسے ناجائز خیال کرتے ہیں۔ جواز کا قول رائج ہے۔ جس کی دلیل مندرجہ ذیل فرمان نبوی ہے: ”آج حبشہ سے تعلق رکھنے والا ایک نیک سیرت انسان (شاہ حبش) فوت ہو گیا ہے، آؤ ہم اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔“ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے صفیں درست کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، (نماز جنازہ کے وقت) ہم نے صف بندی کر رکھی تھی۔ صحیح البخاری، الجنائز، باب الصفوف علی الجنائز، حدیث: 1320۔

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر عید گاہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں چار تکبیروں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ ادا کی۔“ الجنائز، باب التکبیر علی الجنائز، حدیث: 1333۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ کا اہتمام اس لیے کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی سرزمین کے علاوہ (بغیر ارضکم) غیر ملک میں فوت ہوا تھا اور اس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ ایک ملک کا سربراہ مسلمان ہو اور اس کے اسلام کا چرچا بھی ہو چکا ہو لیکن وہاں اس کا ہموا نہ ہو حتیٰ کہ اعیان سلطنت، اہل خانہ اور دوست احباب بھی اس نعمت سے محروم رہے ہوں اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو۔ الفتح الربانی: 223/7

البتہ غائبانہ نماز جنازہ کے لیے دیگر ذرائع ابلاغ کو استعمال نہ کیا جائے جیسا کہ ہمارے ہاں آج کل رواج کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہاں خطابات کا بھی قطعاً اہتمام نہ ہو، ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔ [واللہ اعلم بالصواب] [حافظ عبداللہ السارالحمد رحمہ اللہ]

چونکہ نجاشی بلاد کفر میں فوت ہوا تھا جیسا کہ مسند أحمد: 4/74 وغیرہ حدیث میں [بغیر ارضکم] کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ [بغیر ارضکم] کا مطلب یہ ہے کہ وہ سرزمین مدینہ میں فوت نہیں ہوا اگر یہاں فوت ہوتا تو تم ضرور اس کا جنازہ پڑھتے، لہذا اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کا اہتمام کرو۔ (عون المعبود: 2/198)، لہذا جو مسلمان بلاد کفر میں فوت ہو جائے، اس کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا بلاشبہ مشروع ہے اور جو مسلمان میت مذکورہ کیفیت کا حامل نہ ہو تو اس کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا بھی مذکورہ ۴۱

نماز جنازہ

کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔“ صحابہ نے آپ کو اس کی قبر بتائی۔ پھر آپ نے قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: ”یہ قبریں تاریکی اور ظلمت سے بھری ہوتی ہیں۔ میری نماز کے سبب اللہ تعالیٰ ان کو روشن کر دیتا ہے۔“^①

،، دلیل کے عموم کی وجہ سے اور نجاشی کے ساتھ تخصیص کی صریح دلیل نہ ہونے کی بنا پر جائز ہے لیکن چونکہ نبی اکرم ﷺ، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم و دیگر سلف کا عام معمول یہ نہیں تھا، لہذا نبی اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین کے عام معمول کو اپنانا ہی افضل و بہتر ہے۔ بالخصوص جب کہ عائشہ نماز جنازہ کو حصول شہرت اور دیگر نام نہاد سیاسی و مالی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہو۔ تفصیل کے لیے دیکھیے احکام الجنائز للالبانی، ص: 115 اور فتاویٰ الدین الخالص: 172/7. (ع۔و)

① صحیح البخاری، الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن، حدیث: 1337، وصحیح مسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، حدیث: 956. اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی کرنے کی بڑی فضیلت ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ (ع۔ر)

تدفین و زیارت

● سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيِّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ»

رسول اللہ ﷺ نے تین اوقات میں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا:

① طلوع آفتاب کے وقت حتیٰ کہ بلند ہو جائے۔ ② جب سورج دوپہر کے وقت عین سر پر ہوتی کہ ڈھل جائے۔ ③ غروب آفتاب کے وقت حتیٰ کہ غروب ہو جائے۔ ①

● سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے۔ ②

● قبر گہری کھودیں، اسے ہموار اور صاف رکھیں۔ ③

● میت کو قبر کے پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کریں۔ ④

① صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها، حديث:

831. ② الموطأ للإمام مالك، الجنائز، باب الصلاة على الجنائز بعد الصبح إلى

الأسفار.....، حديث: 548. اس کی سند صحیح بلکہ اصح الاسانید ہے۔ ③ [صحیح] سنن أبي داود، الجنائز،

باب في تعميق القبر، حديث: 3215، وسنده صحيح، جامع الترمذي، الجهاد، باب ماجاء في

دفن الشهداء، حديث: 1713. امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ④ [صحیح] سنن أبي داود، «

● میت کو قبر میں رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ

- ① ”اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر (اسے دفن کرتے ہیں)۔“
- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جیسے رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔^②
- آپ ﷺ کی قبر اونٹ کی کوہان جیسی تھی۔^③
- پھر قبر پر مٹی ڈال کر سب لوگ میت کے لیے بخشش اور ثابت قدمی کی دعا مانگیں۔^④
- جنازے کے بعد قبرستان سے نکل کر اجتماعی طور پر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، لہذا یہ بدعت ہے۔^⑤

« الجنائز، باب كيف يدخل الميت قبره؟ حديث: 3211، وسنده صحيح، امام تہقی نے: 54/4 میں اسے صحیح کہا ہے۔

① [صحيح] سنن أبي داود، الجنائز، باب في الدعاء للميت إذا وضع في قبره، حديث: 3213، وهو حديث صحيح، امام حاکم نے المستدرک: 1/366 میں اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ (شاهده عند الحاكم: 1/366 وسنده صحيح) افسوس کہ یہ سنت بھی بعض علاقوں میں مٹی چلی جا رہی ہے کیونکہ لوگوں نے اس کا متبادل ڈھونڈ رکھا ہے، یعنی وہی نعرہ ”کلمہ شہادت“ ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ جس کا اس موقع پر پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ (ع، ر) ② صحيح مسلم، الجنائز، باب في اللحد ونصب اللبن على الميت، حديث: 966. ③ صحيح البخاري، الجنائز، باب ما جاء في قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر ؓ، حديث: 1390. ④ [حسن] سنن أبي داود، الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميت.....، حديث: 3221، وسنده حسن، امام حاکم نے المستدرک: 370/1 میں اور حافظ ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔

⑤ نماز جنازہ کے فوراً بعد میت کی چار پائی کے پاس جمع ہو کر اور اسی طرح تدفین کے بعد چالیس قدموں کے فاصلے پر پہنچ کر میت کے لیے دعائے مغفرت کا خصوصی اہتمام وال التزام کرنا سراسر بدعت ہے۔ (ع۔ ر)

قبروں کو پختہ بنانے کی ممانعت

قبروں کو اونچا کرنا، پختہ بنانا، ان پر گنبد اور قبة بنانا حرام ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ قبریں اور ان پر عمارت (گنبد وغیرہ) بنانے سے منع کیا، نیز آپ نے قبروں پر بیٹھنے اور ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے (بھی) منع فرمایا ہے۔ (چاہے کوئی شخص مجاور بن کر بیٹھے یا چلہ کشی کے لیے، سب ناجائز ہے)۔^①

رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر (کتبہ لگانے) لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔^②

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ہر تصویر مٹا دوں اور ہر اونچی قبر برابر کر دوں۔^③

امہات المؤمنین سیدہ ام حبیبہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ سے (ملک حبشہ کے) ایک گرجے کا ذکر کیا کہ اس میں تصویریں لگی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”جب ان لوگوں کا کوئی نیک شخص مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں تصویریں بناتے۔ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے سامنے بدترین مخلوق ہوں گے۔“^④

رسول اللہ ﷺ نے آخری بیماری (مرض الموت) میں فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو (عملاً) مسجدیں بنالیا۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ لوگ آپ ﷺ کی قبر کو مسجد بنالیں گے تو آپ کی قبر

① صحیح مسلم، الجنائز، باب النہی عن تجصيص القبر والبناء علیہ، حدیث: 970،
وباب النہی عن الجلوس علی القبر والصلاة علیہ، حدیث: 972. ② [صحیح] سنن أبی
داود، الجنائز، باب فی البناء علی القبر، حدیث: 3226، وهو حدیث صحیح، حاکم نے
المستدرک: 1/380 میں اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ وأصله عند مسلم (: 970) ③ صحیح
مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، حدیث: 969. ④ صحیح مسلم، المساجد، باب
النہی عن بناء المسجد علی القبور.....، حدیث: 528.

کھلی جگہ میں ہوتی۔^①

قبروں کی زیارت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔“^②

ایک روایت میں آپ ﷺ نے قبروں کی زیارت کا مقصد و فائدہ بیان فرمایا ہے کہ یہ موت یاد دلاتی ہے۔^③

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی مگر اس کے بعد آپ نے اجازت دے دی تو اس میں مرد، عورت دونوں شامل ہیں۔ آپ ﷺ ایک ایسی عورت پر سے گزرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی، آپ نے اسے اللہ سے ڈرنے اور صبر کرنے کا حکم دیا۔^④

اگر عورتوں کا قبرستان جانا ناجائز ہوتا تو آپ اسے قبرستان میں آنے سے بھی منع کر دیتے۔ سیدہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لیے گئیں، ان سے پوچھا گیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے (عورتوں کو) اس سے منع نہیں کیا تھا؟ تو امی نے فرمایا: پہلے منع کیا تھا، پھر اجازت دے دی تھی۔^⑤

① صحیح البخاری، الجنائز، باب ماجاء في قبر النبي ﷺ،.....، حدیث: 1390، وصحیح مسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور.....، حدیث: 529. ② صحیح مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، حدیث: 977. ③ صحیح مسلم، الجنائز، باب استئذان النبي ﷺ ربه عزوجل في زيارة قبر أمه، حدیث: (108)-976. ④ صحیح البخاری، الجنائز، باب قول الرجل للمرأة عند القبر: اصبري، حدیث: 1252، وصحیح مسلم، الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، حدیث: (15)-926. ⑤ [صحیح] المستدرک للحاکم، الجنائز: 376/1، حدیث: 1392، 44

تذقن و زيارت

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ جب میں قبرستان میں جاؤں تو کون سی دعا پڑھوں۔ آپ نے دعا سکھائی (جو چند سطروں کے بعد ذکر کی جارہی ہے)۔^①

اس سے بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کا قبرستان جانا جائز ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“^②

معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے بکثرت زیارت تو منع ہے مگر کبھی کبھار اپنے اقرباء کی قبروں کی زیارت کے لیے جانا جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کو برا نہ کہو جو اعمال انھوں نے کیے تھے وہ انھیں مل گئے۔“^③

زیارت قبروں کی دعائیں

جو شخص قبروں کی زیارت کرنے جائے وہ یہ دعا پڑھے:

السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ
الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ
لَلْآخِفُونَ أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ

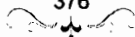
”مومن اور مسلمان گھر والوں پر سلامتی ہو۔ ہم میں سے آگے جانے والوں اور

① وسندہ صحیح، حافظ ذہبی نے اسے صحیح اور حافظ عراقی نے جید کہا ہے۔ ② صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها؟ حدیث: (103) - 974. ③ [حسن] جامع الترمذی، الجنائز، باب ماجاء فی کراهیة زیارة القبور للنساء، حدیث: 1056، وسندہ حسن، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ ④ صحیح البخاری، الجنائز، باب ما ینہی من سب الأموات، حدیث: 1393.

تدفین و زیارت

پیچھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب
تم سے ملنے والے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت کی دعا
کرتا ہوں۔“^①

① صحیح مسلم، الجنائز، باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها؟ حدیث: 103-
(974، 975).



دیگر نمازیں

نماز توبہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص گناہ کرتا ہے، پھر وضو کر کے نماز ادا کرتا ہے اور توبہ استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔“^①

لیلۃ القدر کے نوافل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے لیلۃ القدر میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“^②

لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں (21, 23, 25, 27 اور 29) میں سے کوئی ایک رات ہے۔

پندرہویں شعبان کے نوافل

پندرہویں شعبان کی رات (شب براءت) کے نوافل کے لیے قیام کرنے اور جاگنے کا

① [حسن] جامع الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في الصلاة عند التوبة، حدیث: 406، وسنده حسن، وسنن ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في أن الصلاة كفارة، حدیث: 1395. امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے۔ اور یہ کسی بھی گناہ سے توبہ کرنے کی افضل ترین صورت ہے۔ (ع، ر) سنن أبي داود، حدیث: 1521. ② صحيح البخاري، الإيمان، باب قيام ليلة القدر من الإيمان، حدیث: 35 و 2014، وصحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، حدیث: 760.

دیگر نمازیں

اہتمام کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں۔ اسی طرح (صرف) پندرہ شعبان کو روزہ رکھنے والی روایت بھی (جو سنن ابن ماجہ، حدیث: 1388 میں ہے) سخت ضعیف ہے۔ اور اس کے جتنے بھی شواہد ہیں سب کے سب ضعیف ہیں۔

WWW.KITABOSUNNAT.COM

KITABOSUNNAT@GMAIL.COM

کلمہ اختتام

پیارے بھائیو اور بہنو! اللہ، قیامت کے روز صرف وہی نماز قبول کرے گا جو نبی رحمت ﷺ کی نماز کے نمونے کے مطابق ہوگی۔

اس کتاب میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کا پیارا نمونہ دکھ لیا ہے۔ ہماری نہایت خلوص سے یہ درخواست ہے کہ آپ اپنی نمازیں اپنے پیارے رسول اکرم ﷺ کے نمونے کی روشنی میں پڑھا کریں تاکہ ان نورانی نمازوں کو اللہ کے پاس قبول عام حاصل ہو۔ اگر نمونے کے مطابق آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر کوئی نکتہ چینی کرے یا احادیث رسول ﷺ کے مقابل بزرگوں اور ائمہ کرام رحمہم اللہ کے اقوال پیش کرے تو آپ اس کی نادانی سے اجتناب کرتے ہوئے عمل بالقرآن والحدیث پر کاربند رہیں کیونکہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات روئے زمین کے تمام بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ وارفیع ہے، اسی طرح آپ کی تعلیم، سنت اور طریقہ بھی روئے زمین کے تمام طریقوں سے اعلیٰ وارفیع ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام قارئین کو عمل صالح کی توفیق دے۔ (آمین!)

WWW • KITABOSUNNAT • COM